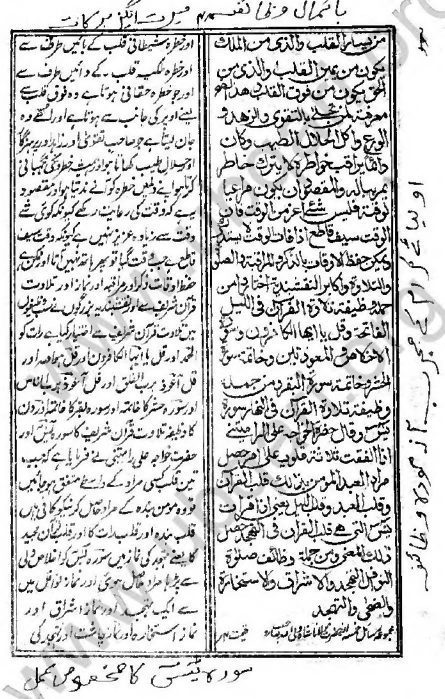

باکمال وظائف مسرت انگیز برکات

من يسار القلب والذي من الملك يكون من يمين القلب والذي من الحق يكون من فوق القلب هذا هو معرفة لمن تجلى بالتقوى والزهد والورع واكل الحلال الطيب وكان دائما يراقب خواطره لا يترك خاطر يمر بباله والمقصود ان يكون مراعيا لوقته فليس شيء اعز من الوقت فان الوقت سيف قاطع اذا فات الوقت لا يستدرك ويمكن حفظ الاوقات بالذكر والمراقبة والصلوة والتلاوة واكابر النقشبندية اختاروا من جملة وظيفة تلاوة القرآن في الليل الفاتحة وقل يا ايها الكافرون وسورة الاخلاص والمعوذتين وخاتمة سورة الحشر وخاتمة سورة البقرة ومن جملة وظيفة تلاوة القرآن في النهار سورة يٰس وقال حضرة الخواجه علي الراميتني اذا اتفقت ثلاثة قلوب على امر حصل مراد العبد المومن يريد بذلك قلب القرآن وقلب العبد وقلب الليل يعني ان اقرأت يٰس التي هي قلب القرآن في التهجد حصل ذلك المعنى ومن جملة وظائف صلوة النوافل التهجد والاشراق والاستخارة والضحى والتهجد

مجموعہ رسائل خمسہ [illegible] قیمت ۸/

اور خطرہ شیطانی قلب کے بائیں طرف سے اور خطرہ ملکیہ قلب کے دائیں طرف سے اور جو خطرہ حقانی ہوتا ہے وہ فوق قلب سے یعنے اوپر کی جانب سے ہوتا ہے اور اسکو وہ جان لیتا ہے جو صاحب تقویٰ اور زاہد اور پرہیزگار اور حلال طیب کھاتا ہو اور ہمیشہ خطرونکی نگہبانی کرتا ہو اپنے دلمیں خطرہ کو آنے نہ دیتا ہو اور مقصود یہ ہے کہ وقت کی رعایت رکھے کیونکہ کوئی شے وقت سے زیادہ عزیز نہیں ہے کیونکہ وقت سیف قاطع ہے جب وقت گیا تو پھر ہاتھ نہیں آتا اور ممکن ہے حفظ اوقات ذکر اور مراقبہ اور نماز اور تلاوت قرآن شریف سے اور نقشبندیہ بزرگوں نے سب وظیفوں میں تلاوت قرآن شریف سے اختیار کیا ہے رات کو الحمد اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور سورہ حشر کا خاتمہ اور سورہ بقر کا خاتمہ اور دن کا وظیفہ تلاوت قرآن شریف کا سورہ یٰسین اور حضرت خواجہ علی رامیتنی نے فرمایا ہے کہ جب تین قلب کسی مراد کے واسطے متفق ہو جائیں تو وہ مومن بندہ کے مراد حاصل کرنیکو کافی ہیں قلب بندہ اور قلب رات کا اور قلب قرآن مجید کا یعنے تہجد کی نماز میں سورہ یٰسین کو اخلاص دلی سے پڑھا مراد حاصل ہوئی اور نماز نوافل میں سے ایک تہجد اور نماز اشراق اور نماز استخارہ اور نماز چاشت اور تہجد کی

سورہ یٰسین کا مخصوص عمل

اولیائے کرام کے مجرب آزمودہ وظائف

اثنا عشر رکعة فان امکن قرا فی کل رکعة
یٰس والا تمها فی ثمانی رکعات علی هذا
الترتیب فی رکعة الاولی الی واجر کریم وفی
الرکعة الثانیة الی وهم مهتدون فی الرکعة
الثالثة الی جمیع لدینا محضرون فی الرکعة الرابعة
الی فلک یسبحون وفی الخامسة الی ولا الی اهلهم
یرجعون وفی السادسة الی هذا صراط
مستقیم وفی السابعة الی فهم لها مالکون
وفی الثامنة الی اخر السورة وفیما بقی یقرأ
فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص
ثلاثا وان لم یحفظ سورة یٰس فیقرأ فی
فی کل صلوٰة بعد الفاتحة سورة الاخلاص
ثلاثا ولا یصلی المتهجد التهجد اقل من اربع
رکعات ووقت التهجد الثلث الاخر
کما قال الله تعالیٰ قم اللیل الا قلیلا
نصفه او انقص منه قلیلا
او زد علیه وقال صاحب قوت
القلوب قال الله تعالیٰ فتهجد به
نافلة لك وقال الله تعالیٰ کانوا قلیلا
من اللیل ما یهجعون والهجوع النوم
والتهجد القیام فلا یکون
التهجد الا بعد النوم
وفی کتاب الشعبی لا
یکون التهجد الا بعد النوم
والتهجد صلوٰة النوم

بارہ رکعتیں ہیں۔ اگر ممکن ہو تو ہر رکعت میں
سورہ یٰسین پڑھے اور نہیں تو سورہ
یٰسین کو آٹھ رکعتوں میں اس
ترتیب سے پورا کرے کہ پہلی رکعت
میں واجر کریم تک اور دوسری
میں وہم مہتدون تک اور تیسری
میں جمیع لدینا محضرون تک اور چوتھی
میں فلک یسبحون تک اور پانچویں میں
ولا الی اہلہم یرجعون تک اور چھٹی میں ھذا
صراط مستقیم تک اور ساتویں میں فہم لہا
مالکون تک اور آٹھویں میں سورہ کے
آخر تک اور باقی رکعتوں میں سورہ فاتحہ
کے بعد سورہ اخلاص تین تین مرتبہ اور جو سورہ
یٰسین حفظ نہ ہو تو سورہ فاتحہ کے بعد ساری
نمازوں میں تین تین بار سورہ اخلاص پڑھے اور
نماز تہجد چار رکعت سے کم نہ پڑھے اور نماز تہجد
کا وقت اخیر تہائی رات ہے جیسا خدا تعالیٰ فرماتا ہے
قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ
قلیلا او زد علیہ اور صاحب قوت القلوب نے کہا ہے
کہ خدا فرماتا ہے فتہجد بہ نافلۃ لک اور فرمایا ہے
کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون اور ہجوع نیند کو
کہتے ہیں اور تہجد قیام کو تو تہجد جب تک سوئے نہیں جائز
نہیں اور کتاب شعبی میں ہے کہ تہجد نہیں ہوتی
مگر بعد سونے کے اور تہجد صلوٰۃ النوم ہے شان خواجہ
حضرت خواجہ غریب نواز کی شان میں [illegible]

مخصوص نوافل خیر و برکت کا ذکر لکھیے

[illegible]

وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم قم من اللیل قدر حلبة شاة واذا
صلی صلوۃ المذکور جلس التشھد متوجھا
للقبلة الی الصبح ویشتغل فی توجہ مراقبة
او ذکر وان غلبت النوم نام لکن یقوم قبل
الصبح ویتوضا ثم یصلی سنة الصبح فی
بیتہ ویشتغل بالاستغفار بطریق الخفیة
کما ھو طریق ھذہ السلسلة ویذھب المسجد
مستغفرا فی طریقہ واذا صلی الصبح مع الجماعة
جلس فی موضعہ مشتغلا بوظیفة الباطنة
ان وجد الجمعیة والا فی بیتہ واشتغل بوظیفة
الی ان تطلع الشمس وبعد ذالک یصلی
رکعتین بنیة الاشراق وقراتہ فی کل رکعة
بعد الفاتحة سورۃ الاخلاص ثلاثا ثم بعد
ذالک رکعتین بنیة الاستخارۃ ثم یدعو
بدعاء الاستخارۃ وھو ھذا اللھم
خیرلی واخترلی ولا تکلنی الی اختیاری
اللھم اجعل الخیرۃ فی کل قول وعمل اریدہ
فی ھذا الیوم واللیلة اللھم وفقنی
لما تحب وترضی من القول والعمل
فی عافیة ویسر۔ واذا کان لہ بعد
ذالک مھم دنیوی کاسباب معیشتہ
توجہ الیہ مع الحضور والیقظة ویقرأ
ھذا الدعاء اللھم کن وجھتی فی کل
جھة ومقصدی فی کل قصد غایتی

اور روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے
قم من اللیل قدر حلبة شاۃ اور جب نماز مذکور
پڑھ لے تو بیٹھے جلسہ التحیات کا قبلہ رُو ہو کر
صبح تک اور مشغول رہے توجہ میں مراقبہ
میں یا ذکر میں اور جو نیند غلبہ کرے تو سو رہے
مگر صبح سے پہلے اٹھ کھڑا ہو اور وضو کرے
اور سنتیں صبح کی نماز کی اپنے گھر میں
پڑھے اور مشغول ہو استغفار میں بطریق
خفیہ کے جیسا اس سلسلہ کا طریقہ ہے اور
مسجد کو استغفار پڑھتا ہوا جاتے رستہ میں
اور جب نماز صبح جماعت سے پڑھ چکے تو
اپنی جگہ میں بیٹھا رہے مشغول وظیفہ باطن میں
جو جمعیت پائے اور نہیں تو اپنے گھر آجائے
اور مشغول ہو اپنے وظیفہ میں یہانتک کہ آفتاب
طلوع ہو اور اسکے بعد دو رکعت نماز اشراق
پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد
سورہ اخلاص تین بار پھر اسکے بعد دو رکعت نماز
استخارہ پھر اسکے بعد دعائے استخارہ اور وہ یہ
ہے اللھم خرلی واخترلی ولا تکلنی الی اختیاری
اللھم اجعل الخیرۃ فی کل قول وعمل اریدہ فی
ھذا الیوم واللیلة اللھم وفقنی لما تحب و
ترضی من القول والعمل فی عافیة ویسر
اسکے بعد جو اسکو کوئی کام ضروری دنیا کا ہو جیسے
معاش کیلئے اسکے لئے جائے حضور اور ہشیاری کی اور دعا پڑھے
اللھم کن وجھتی فی کل جھة ومقصدی فی کل قصد غایتی

[illegible]

في كل سعي وملجائي وملاذي في كل قصد وهم ووكيلي في كل امر وتولني تولى محبة وعناية في كل حال ويكون دائما متوجها للقلب الصنوبري كما قال تعالى رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله و اذا فرغ من مهمات الدنيوية توضا وضوء جديدا ويدخل خلوته في اول ما يجلس يستحضر رؤية شيخه ثم يشتغل بوظيفة من المراقبة والذكر واما صلوة الضحى فاثنى عشر ركعة يقرء في كل ركعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص ثلاثا ولا يصليها اقل من ركعتين ولا ينبغي ان يصليها في اول وقت الضحى بل يؤخرها الى ان يمضي ربع النهار كما جاء في المشكوة عن زيد بن ارقم انه راى قوما يصلون الضحى فقال لقد علموا ان الصلوة في غير هذه الساعة افضل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صلوة الاوابين حين ترمض الفصال رواه المسلم ومعنى الرمض شدة حر الارض من وقع الشمس على الرمل وغيره اى اذا وجد الفصيل حر الشمس والفصيل ولد الابل وبعد صلوة اذا حضر الطعام تناوله فان اكله مع الاصحاب كان احسن والا فمع اهله واولاده ولا ياكل وحده بقدر الامكان وبعد ذلك يقيل ثم يحضر المسجد

فِي كُلِّ سَعْيِ وَمَلْجَائِي وَمَلَاذِي فِي كُلِّ قَصْدٍ وَهَمٍّ وَوَكِيلِي فِي كُلِّ اَمْرٍ وَتَوَلَّنِي تَوَلِّيَ مَحَبَّةٍ وَعِنَايَةٍ فِي كُلِّ حَالٍ اور ہمیشہ قلب صنوبری سے متوجہ رہے جیسا خدا تعالی نے فرمایا ہے رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اور جب دنیاوی کاموں سے فارغ ہو وضو کرے تازہ اور خلوت میں داخل ہو اور پہلے جب بیٹھے اپنے شیخ کی رویت حاضر کرے پھر مشغول ہو اپنے وظیفہ سے مراقبہ سے یا ذکر سے اور نماز چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین بار سورہ اخلاص اور دو رکعت سے کم نہ پڑھے اور اول وقت چاشت میں نہ چاہئے پڑھنی بلکہ تاخیر کرے اتنی کہ پہر بھر دن چڑھ جائے اس واسطے کہ مشکوۃ شریف میں زید بن ارقم سے ہے تحقیق دیکھا انہوں نے ایک قوم کو کہ وہ نماز چاشت پڑھتے تھے پس کہا ان لوگوں نے جانا ہے کہ تحقیق نماز اُس وقت میں اس سے بہتر ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز اوابین جس وقت کہ گرم ہو فصال پڑھنی چاہئے۔ روایت کی مسلم نے اور رمض کے معنی ہیں شدت گرمی کی تاب آفتاب سے ریت وغیرہ پر یعنی جس وقت پائے فصیل گرمی آفتاب کی اور فصیل اونٹ کے بچہ کو کہتے ہیں اور بعد نماز کے جو موجود ہو کھانا کھاوے جو یاروں کیساتھ ملکے کھائے تو بہت اچھا ہے اور نہیں اپنے گھر والوں کیساتھ کھائے بیوی بچے کے ساتھ اور حتی المقدر اکیلا نہ کھائے پھر اسکے بعد قیلولہ کرے یعنی دوپہر سو رہے پھر مسجد میں حاضر ہو۔

اول وقت ايضا لصلوة العصر و يجلس بعد صلوة العصر في مكانه ويشتغل بوظيفة الباطنة ولا يضيع هذا الوقت بقدر الامكان و يحاسب نفسه فيه وحفظ ما بين العشائين عندهم من اهم المهمات وبعد صلوة العشاء يقرء في فراشه قل يا ايها الكفرون وسورة الاخلاص والمعوذتين و الاخر سورة الحشر واخر سورة البقرة مع الحضور وينام مشتغلا بالذكر ويقول قبل نومه هذا الاستغفار ثلاثا استغفر الله الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه وهذا احوال صوفي ذي الشغل كالصوفي الفارغ البال فان ذلك ينبغي له ان يكون في ليله ونهاره مستغرقا و مستهلكا في الحق سبحانه كما قال الشيخ ابو العباس القصاب عندي لا مساء ولا صباح فان باطنه غارق في لجة الفناء فظاهره حاضر لما يصدر من الاحوال والافعال و اهل الفناء والبقاء بعد الطلب والمجاهدة تشرفوا بالوصول الى طمانينة الوجدان والسرور للمشاهدة وهم في عين المراد ورجعوا عن المراد بغير مراد ورأوا المقامات والكرامات حجابا وابعدوا مشربهم عن حظ جسماني وروحاني

اول وقت اور عصر کو بھی اول وقت حاضر ہو مسجد میں اور نماز عصر کے بعد اپنے مکان میں بیٹھے اور شغل کرے وظیفہ باطنی کا اور حتی الامکان اسوقت کو ضائع نہ کرے اور اسمیں اپنے نفس سے محاسبہ کرے اور مغرب اور عشاء کے درمیان کے وقت کی حفاظت اولیاء کے نزدیک سب سے زیادہ ضروری ہے اور عشا کے بعد اپنے بستر میں پڑھے قل یا ایہا الکفرون اور سورہ اخلاص اور معوذتین اور آخر سورہ حشر اور آخر سورہ بقر کا ساتھ حضور کے اور سووے شغل کرتا ہوا ذکر کا اور سونے سے پہلے یہ استغفار تین بار پڑھے۔ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ اور یہ حال ہے ایسے صوفی کا جو کاروبار میں رہتا ہو اُس صوفی کا نہیں جو فارغ البال ہو کہ اسکو چاہئے کہ وہ رات دن مستغرق و مستہلک حق میں رہے جیسا کہا ہے شیخ ابو العباس قصاب نے کہ میرے نزدیک نہ شام ہے نہ صبح کہ اُسکا باطن غرق ہوتا ہے دریائے فنا میں اور اُس کا ظاہر حاضر ہے واسطے صادر ہونے احوال و افعال کے اور اہل فنا و بقا بعد طلب و مجاہدہ کے مشرف ہیں وصول سے طمانیت دل اور سرور اور مشاہدہ کے اور وہ اپنی عین مراد ہیں اور مراد سے پھر گئے ہیں بغیر مراد کے اور انہوں نے مقامات و کرامات کو حجاب سمجھا ہے اور اپنے مشرب کو بہت دور کر دیا ہے تمام حظ جسمانی اور روحانی سے

۵۳ اولیائے کرام کا مقام فنا و بقا

والوصول الى مرتبة الفناء علامة الوصول الى حقيقة محبة الذات ومقام الفناء موهبة محضة واختصاص الهي والسنة الالهية جارية على ان العطاء المحض الذي هو حقيقة الموهبة لا يكون عارية فلذلك كان لا رجوع فيه ولذلك قالوا الفاني لا يرد الى اوصافه قال ذو النون المصري قدس سره ما رجع من رجع الا من الطريق وما وصل اليه احد فرجع عنه

فصل في الفناء والبقاء

سئل حضرت الخواجه نقشبند قدس سره الفنا على كم وجه فقال على وجهين وان قال الاكابر انه اكثر من ذلك لكن مرجع الكل الى هذا الوجهين الاول الفناء من وجود الظلماني الطبيعي والثاني الفناء من الوجود النوراني الروحي الحديث النبوي ناطق بهذين الوجهين ان الله سبعين الف حجاب من نور وظلمة فالفناء الاول هو انه بواسطة ظهور الحق سبحانه الثاني يذهب الفناء ايضا اي لا يبقى للوجود الروحاني شعور لان الشعور من صفات الوجود الروحاني لازمه فاذا ذهب شعور بالشعور لزم ان يذهب الوجود الروحاني في هذا المقام يكون الروح ذاكر والقلب ساجد وصحبة السالك في هذا المقام صحيحة اما تربيته وطلبه للمريد فغير صحيحة وذكر القلب

اور مرتبہ فنا کا وصول علامت ہے حقیقت محبت ذات کے وصول کی اور مقام فنا محض بخشش اور اختصاص الٰہی ہے اور سنت الٰہی اس طرح جاری ہے کہ عطائے محض کہ بخشش کی حقیقت وہی ہے عاریتاً نہیں ہوتی تو اسی سبب سے اس میں رجوع نہیں ہے اور اسی واسطے کہا ہے اولیاء نے کہ الفانی لا یرد الی اوصافہ اور کہا ہے ذوالنون مصری قدس سرہ نے ما رجع من رجع الا من الطریق وما وصل الیہ احد فرجع عنہ

فصل فنا اور بقا میں

فصل فنا اور بقا میں

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے سوال کیا گیا کہ فنا کتنی وجہ پر ہے تو فرمایا دو وجہ پر ہے اگرچہ بزرگوں نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ وجہوں پر ہے لیکن سب کا مرجع ان دو وجہوں پر ہے اول تو فنا وجود ظلمانی طبعی سے اور دوسری فنا وجود نورانی روحی سے اور حدیث شریف نبوی ان دو وجہوں پر ناطق ہے کہ ان اللہ سبعین الف حجاب من نور وظلمۃ پس فنا پہلے تو بواسطے ظہور حق سبحانہ کے ہے اور دوسری یہ کہ فنا بھی جاتی رہی یعنی باقی نہ رہی وجود نورانی کے لیے کچھ شعور اسلیے کہ شعور تو وجود روحانی کی صفتوں میں سے ہے اور اسکو لازم ہے کہ جس وقت شعور کا شعور جاتا رہا تو لازم آیا وجود روحانی کا جانا اس مقام میں روح ذاکر ہے اور قلب ساجد ہے اور اس مقام میں سالک کی صحبت صحیح ہے لیکن اسکی تربیت اور مرید کو اسکی طلب صحیح نہیں ہے اور ذکر قلب

هو ان يكون الحضور مع الحق سبحانه والحضور
مع الخلق بالنسبة اليه سواء يعني انه يجمع
هذا مع هذا وذكر اللسان لا يحتاج الى
بيان وذكر الروح هو ان يكون الحضور
مع الحق سبحانه غالبا على الحضور مع الخلق
وذكر السر هو ان لا يكون له حضور مع
غير الحق سبحانه ولا يكون له خبر من الكون
وذكر الخفي هو ان يخفى وجود الروح خفاء
الكون في السر فلا يبقى غير المذكور و
الحاصل ان الغير يذهب بتمام وجهه في الخفاء و
في هذا المقام يتحقق السير في الله فان العبد
بعد الفناء المطلق الذي هو فناء الذات و
فناء الصفات يخلع عليه الوجود الحقاني
حتى يتشرف بذلك الوجود بالاوصاف
الالهية ويتخلق بالاخلاق الربانية وفي هذا
المقام يتحقق مرتبة بي يسمع وبي يبصر وبي
يبطش وبي يمشي وبي يعقل فان الذات
والصفات الفانية في هذا المقام تتبدل
بخلعة الوجود الباقي خارجة من قبر الخفاء في
محشر الظهور وتصرفات جذبات الحق حينئذ
تستولي على باطن العبد فيذهب من باطنه
جميع الوساوس والهواجس ويتصرف فيه
الحق حينئذ بصفاته ويعزله بالكلية
عن تصرفه في نفسه بنفسه فهذا المقام
يكون العبد محفوظا عن مجاوزة الوظائف

یہ ہے کہ ہو حضور حق سبحانہ کا اور حضور خلق کا
اُس کی نسبت برابر یعنی اُسمیں اُسکے ساتھ وہ ہو
اور ذکر زبان کے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہیں اور
ذکر روح یہ ہے کہ ہو حضور حق سبحانہ کا غالب اوپر
اُس حضور کے جو خلق کیساتھ ہے اور ذکر سر یہ
ہے کہ اُسکو حضور غیر حق سبحانہ کے ہووے ہی نہیں
اور کچھ زمانہ سے خبر نہ ہو اور ذکر خفی یہ ہے کہ چھپ
جاوے روح کا وجود جیسے سِر میں موجودات تو باقی
نہ ہے سوائے مذکور کے اور حاصل یہ ہے کہ غیر بالکل
جاتا رہے ہر طرح سے خفا میں تو اِس مقام میں متحقق
ہوتی ہے سیر فی اللہ تو تحقیق بندہ کو بعد فنا مطلق
کے جو ایسی ہے کہ فنا ذات و فنا صفات ہے خلعت
ہوتا ہے وجود حقانی یہاں تک کہ مشرف ہوتا ہے.
اُس وجود سے اوصاف الہیہ کے ساتھ اور
متخلق ہوتا ہے اخلاق ربانیہ کیساتھ اور اِس مقام
میں متحقق ہوتا ہے بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش
و بی یمشی و بی یعقل کا کیونکہ ذات و صفات فانیہ
اِس مقام میں بدل جاتی ہے لباس وجود باقی سے
خارج ہوتی ہیں قبر پوشیدگی سے ظہور کے محشر میں
اور جذبات حق کے تصرفات اسوقت بالا بر ہوتے ہیں
بندہ کے باطن پر لہذا اُسکے باطن سے جاتی رہتی ہیں
سب وسوسے اور برے خطرے اور اُسوقت آپ حق
تصرف کرتا ہے اپنی صفاتوں سے اور معزول کر دیتا
ہے اُسکو بالکل اُسکے تصرف کرنے سے اپنے میں آپ
تصرف نہیں کرتا اور اُسوقت ہوجاتا ہے بندہ محفوظ وظائف

[illegible] ۱۲

الشريعة من الامر والنهي وهو دليل على
صحة حال الفناء والبقاء قال الشيخ
ابو سعيد الخراز في هذا المعنى كل باطن
يخالفه الظاهر فهو باطل وبعد تحقيق
بالفناء والبقاء يعني السير الى الله والسير في
الله الذي هو بعد الفناء وتحقق السير عن
الله وبالله الذي هو مقام التنزل الى مبلغ
عقول الخلق لدعوتهم الى الحق وهذا مقام
الخواص من الانبياء والمرسلين وفي مقام
التنزل هذا يرجعون في كل امر الى الحق متضرعين
مستغفرين وللاولياء في هذا المقام لهم
من متابعة الانبياء نصيب كما قال الله
تعالى قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على
بصيرة انا ومن اتبعني لان الشيخ كالنبي
في قومه وفي هذا المقام طلب المريد و
التربية صحيح بشرط اجازة الشيخ وفي هذا
المقام كل تصرف بفعله وان كان منسوبا
اليه لكنه ليس منه لانه عزل عن تصرفات
البشرية بالكلية وما رميت اذ رميت
ولكن الله رمى يمكن ان يكون بهذا المعنى

شرعیہ امر و نہی کے مجاوزت سے اور یہ دلیل ہے
صحت حال فنا و بقا کی شیخ ابو سعید خراز
نے کہا ہے اسی معنی میں کل باطن یخالفہ الظاہر
فہو باطل اور بعد تحقق فنا و بقا کے یعنی سیر الی اللہ
و سیر فی اللہ کے جو فنا کے بعد ہے متحقق ہوتی ہے
سیر عن اللہ اور سیر باللہ کہ وہ مقام تنزل ہے
خلق کی عقلوں کی رسائی کا کہ وہ دعوت کرتے
ہیں حق کی طرف اور یہ مقام ہے خواص انبیاء
اور مرسلین کا اور مقام تنزل میں یہ رجوع ہوتے
ہیں ہر امر میں حق کی طرف زاری اور استغفار
کرتے ہوتے اور اولیاء کو اس مقام میں انبیا
کی متابعت میں حصہ ملا ہے جیسا خدا فرماتا ہے
قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ
انا و من اتبعنی اسواسطے کہ شیخ ایسا ہوتا ہے
جیسے نبی اپنی قوم میں اور اس مقام میں مرید کی
طلب اور تربیت صحیح ہے بشرط اجازت شیخ کے اور
اس مقام میں ہر تصرف اُسکے فعل کا اگرچہ اسکی
طرف منسوب ہے لیکن وہ اسکا نہیں اسواسطے کہ وہ تو
تصرفات بشریہ سے بالکل معزول ہے وما رمیت اذ
رمیت ولکن اللہ رمی ممکن ہے کہ اسی معنی میں ہو

چھٹی فصل مرید کے باطن میں تصرف کرنے اور دفع مرض میں

جو باطن ظاہر کے خلاف ہے وہ باطل ہے [illegible]

فصل في التصرف

فصل تصرف میں

في طريق التصرف في باطن المريد
ودفع المرض الدخول في حمل العلة عن الناس

مرید کے باطن میں تصرفات کرنیکے طریق
میں اور دفع مرض میں ایسا مرض کی دفع ہوا ہے لوگوں پر

مرید کے باطن میں تصرف کرنا

له طريقان فالطريق الاول انه اذا وقع لشخص مرض او ابتلى بمعصية فليتوضأ و يصلي ركعتين و يتوجه بالتضرع والانكسار الى الله تعالى و يطلب فيه ان يطهر الشخص المذكور ربنا المذكور مما عرض له و يزيل عنه والثاني ان يجعل صاحب المرض والمعصية نفسه و يثبتها مقام صاحب العارض المذكور و يشغل خاطره هذا المقدار و يتوجه عنه الى رفع ذلك قبل نزول حضرت عزرائيل فانه بعد نزوله رجوعه خاليا محال فلا بد من بدل فعند ذلك يثبت المريض مكان اعضائه و يتوجه بهمته المدد في المرض نوع الاول ان يتوجه بهمته الى رفع ذلك المرض و دفعه عنه الثاني ان يحمل ذلك عنه في نفسه الثالث ان يتوجه في دفع الخواطر المتفرقة عنه من غير ان يتعرض لدفع المرض لما فيه من رفع الدرجات لان المرض موجب لتنقية والتصفية القوى الدماغية و اذا انتقى الدماغ صار متعلق هذه القوى الدماغية ذلك النور المطلق البسيط المحيط جملة الموجودات الذي هو مقصود جميع المكونات والخواطر مانعة لحصول هذا المعنى و التصرف في الطالب الحقيقي هكذا ايضا بان يجلسه في مقابلته و يقول له فرغ نفسك من كل خاطر ثم يتوجه بهمته لرفع الحجاب الظلماني

اُسکے دو طریقے ہیں ایک طریقہ یہ ہے کہ جسوقت کسی کو بیماری ہو یا کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے تو وضو کرے اور دو رکعتین پڑھے اور اللہ سے بہت عجز و انکسار کیساتھ رجوع ہو اور اُسمیں طلب کرے اللہ سے کہ اُس شخص کو پاک کر دے اُس سے جو اُسے عارض ہوئی ہے اور دُور کر دے اُس سے اور دُوسرا طریق یہ ہے کہ اپنے تئین صاحب مرض و معصیت بنائے اور اُسکی جگہ آپ ہو اور مشغول ہو اسقدر اور متوجہ ہو اُس سے اُسکے دفع کا پہلے نزول حضرت عزرائیل کے کیونکہ جب وہ نازل ہوئی تو اُنکا خالی جانا محال ہے اور ضرور ہے بدل اور اسوقت مریض ثابت کرے اپنے اعضا کی جائے اور متوجہ اپنی ہمت کیساتھ اور بیماری میں تین طرح ہے اول تو یہ کہ متوجہ ہو ہمت کیساتھ واسطے اُس بیماری کے زائل ہونے کی دوسری طرح یہ ہے کہ اُٹھائے ہو اُس بیماری اپنے اوپر تیسری یہ کہ متوجہ ہو متفرق خطروں کے دفع کرنیکو اور مرض کے دفع سے کچھ متعرض ہو اسلئے کہ بیماری میں درجے بلند ہوتے ہیں اسواسطے کہ بیماری سبب ہے تنقیہ و تصفیہ کا قوائے دماغی کے اور جسوقت پاک و صاف ہو گیا دماغ تو اس قوت دماغیہ سے متعلق ہو گا نور مطلق بسیط محیط جمیع موجودات ایسا کہ وہی مقصود ہے تمام کائنات کا اور خطرے مانع ہیں اِس امر کے حصول کی اور تصرف طالب حقیقی میں اسطرح ہے ایضاً اُسے اپنے سامنے بٹھلائے اور اُس سے کہے کہ کل خطروں سے اپنے نفس کو خالی کر دے پھر متوجہ ہو ہمت کیساتھ

ثم رفع الحجاب النورانی واذا حصلت له الغیبة لا یتوجه له الا ان حصلت له عقدة فیزیلها والذی ینسب الی شخص من الاحوال الآتیة هو انه اذا حضر اجنبی وحصل فی الخاطر لائح من الایمان او صلوة او صوم او تحصیل علم دینی یقولون حصل منه نسبة الاسلام والدیانة والعلم والحاصل انه ظهر بسبب هذا الواصل هذا المعنی وکان وجوده فی الخاطر مقتضیا انفاسه وان ظهر من وصوله المحبة والعشق یقولون ظهر منه نسبة الجذبة وفی معرفة احوال المیت یجلس محاذیا للقبر ویقرأ آیة الکرسی مرة وسورة الاخلاص اثنا عشر مرة ویخلی نفسه من کل خاطر فکل ما لاح له بعد ذلک فهو منه واذا وقع من المرید سوء ادب فلا ینبغی للشیخ ان یسعی فی سلب حاله لکنه یتوجه بهمته علی الطریق المعهود فی دفع الظلمة والکدورة عنه او یامره بذکر النفی والاثبات فترتفع عنه تلک الظلمة بهذا الطریق بان یلاحظ فی جانب النفی جمیع المحدثات بنظر الفناء وفی جانب الاثبات یتصور ذات المعبود بالحق بالبقاء

[illegible] مقلد اور غیر مقلد کی اختلافی حدیثیں نہایت تحقیق و رد جرح اور قدح سے [illegible]

پھر حجاب نورانی کے۔ اور جب اُسے غیبت حاصل ہو جائے تو اُسکے واسطے توجہ نہ کرے مگر جو کوئی گرہ پڑ جائے تو اُسے کھول دے اور وہ نسبت کہا تی ہے کسی شخص کیطرف احوال آنے والے سے وہ یہ ہے کہ جس وقت حاضر ہو کوئی اجنبی اور خاطر میں حاصل ہو ایک چمک ایمان یا نماز یا روزہ یا تحصیل علم دین کی تو کہتے ہیں۔ اُس سے نسبت اسلام اور دیانت و علم کی حاصل ہوئی اور حاصل یہ ہے کہ ظاہر ہوا بسبب اِس واصل کے یہ معنی اور ہے وجود اُسکا خاطر میں اُسکے انفاس کی مقتضیات سے اور جو اُسکے ملنے سے محبت و عشق ظاہر ہو کہتے ہیں نسبت جذبہ اُس سے ظاہر ہوئی اور میت کے حال کی معرفت کیواسطے یوں ہے کہ مقابل قبر کے بیٹھے اور آیۃ الکرسی ایکبار اور سورہ اخلاص بارہ دفعہ پڑھے اور اپنے نفس کو سب خطروں سے خالی کرے تو پھر جو کچھ دل میں چمکیگا تو وہ اُسی سے ہے اور جب مرید سے کوئی بے ادبی ہو جائے تو شیخ کو نہیں مناسب کہ اُسکے سلب حال کیواسطے کوشش کرے لیکن متوجہ ہووے ہمت سے طریق معلوم کے موافق دفع کرنے میں اُسکی ظلمت اور کدورت کے یا اُسکو امر کرے کہ نفی اور اثبات کا ذکر کرے تو اُس سبب اُسکی ظلمت جاتی رہیگی اس طرح سے کہ لاحظ کرے جانب نفی میں تمام مخلوقات کو فنا کی نظر سے اور جانب اثبات میں تصور کرے ذات معبود بحق کو ساتھ بقا کے

تحقیق احوال میت

سلب ظلمت مرید

نفی اثبات کا ذکر

فصل آداب میں

فصل فی الآداب

الآداب الظاهرة مع الله سبحانه هي ان يكون قائما بالاوامر والنواهي الشرعية و يكون دائما على الطهارة مستغفرا احتياطا في جميع الامور ويكون متبعا لآثار السلف الصالح عاملا بها وادب الباطن هو ان تحفظ قلبك من خطور الاغيار سواء كان خيرا او شرا فانهما في الحجاب سواء وادب النبي صلى الله عليه وآله وسلم على هذا القياس وادب الاولياء هي انك في مجالستهم تحفظ خواطرك ولا تتكلم في حضورهم بصوت عال ولا تشتغل في حضورهم بصلاة النوافل وان صليت معهم فحسن ولا تتكلم في اثناء كلامهم بل لا تتكلم معهم من غير ان يسئلوك وكل ما يكرهونه اجعله مكروهات ولا تنظر في بيتهم الى اسبابهم وحوائجهم ولا تخطر ببالك رواحك الى شيخ آخر واخذك منه بل اعتقد ان شيخك هذا هو موصلك الى مولاك ولا تعلق قلبك بسواه فان ذلك موجب لتفرقتك والحاصل ان كل ما يكرهه الطبع الانساني فارقه وتجنبه فان سوء الادب مع المشائخ خاصية تقتضي سد الطريقة وعدم وصول الفيض

آداب مرشد بر دو قسم

فصل آداب میں

آداب ظاہر حق سبحانہ کے ساتھ یہ ہیں۔ کہ قائم ہووے امر و نہی شریعت پر اور ہمیشہ طہارت سے رہے اور استغفار پڑھتا رہے اور سب امروں میں احتیاط کرتا رہے اور آثار سلف صالح کا پیرو اور تابع رہے اور اُس پر عمل کرے اور باطن کا ادب یہ ہے کہ اپنے قلب کی حفاظت کرے کہ غیر کا خطرہ نہ آئے خواہ نیک ہو وہ یا بد ہو اسلئے کہ حجاب ہونے میں دونوں برابر ہیں اور آداب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی اسی قیاس پر ہیں اور اولیاء کا ادب یہ ہے کہ اُنکی ① مجلس میں اپنے خطروں کی حفاظت کرے اور اُنکے ② حضور میں بلند آواز سے نہ بولے اور اُنکے ③ حضور میں نماز نوافل نہ پڑھے اور اُن کے ساتھ اگر پڑھے تو بہت اچھا ہے اور ④ اُنکے کلام کے درمیان بول نہ اُٹھے بلکہ جبتک وہ خود نہ پوچھیں کچھ نہ کہے اور جو وہ مکروہ ⑤ جانیں تُو آپ بھی مکروہ سمجھے اور ⑥ اُنکے گھر میں اُنکے اسباب اور اخراجوں کیطرف نظر نہ کرے اور دل میں یہ خطرہ نہ لاوے اور شیخ کی خدمت میں جاوے ⑦ اور اُس سے فیض حاصل کرے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ یہ تیرا پیر تجھکو پہنچا دیگا تیرے مولا کے پاس اور اپنے پیر کے سوا اور سے تعلق نہ کر کیونکہ یہ موجب تیرے تفرقہ کا ہوگا الحاصل جو ہے کہ جسکو طبیعت انسانی مکروہ جانے اُس سے الگ رہے اور بچے اُس سے کیونکہ بے ادبی خصوصاً مشائخ کی راہ حق کی مانع ہے اور اس کے سبب فیض سے محروم رہتا ہے

مریدین کے کیلئے ضروری آداب

وینبغی لک ان لا یکون فی قلبک ونظرک غیر الحق واسمه وکن دائما مع الحق لا تجد الغفلة الیک سبیلا وما احسن ما قیل

شعر

اذا کنت فی الوقت عن الحق غافلا
فانت فی الکفر لکن بخفیة
فان دمت فی ذی الحال صاحب غفلة
فانک للاسلام سد بجفوة

(خطور الاغیار من رؤیة الالوان و الاشکال المختلفة ویکون ایضا من مطالعة الکتب ومن الصحبة المفرقة فینبغی للسالک ان یکون ایاما بغیر ملاحظة الاغیار فی صحبة صاحب دولة تمت له السعادة الجمعیة لتحصل له ببرکته ملکة الحضور و الجمعیة ومن ملکة الحضور یحصل الرضاء والتسلیم اللذان هما نهایة العبودیة والعبادة وکمال الاسلام فی التسلیم و التفویض فان صاحب التسلیم لو طوق فی رقبته طوق اللعنة کابلیس لکان راضیا به من حیث انه قضاء الحق وتقدیره کرضاه بایمانه واسلامه لان الطالب الصادق راض بقضاء الله وقدره لا یبغض نفسه اذا وقع للطالب مکروه حصل التفاوت عنده فهو عبد نفسه فان لم یحصل عنده تفاوت کان عبده اصل کل امر واساسه

اور تجھے چاہئے کہ تیرے دل میں اور نظر میں غیر حق اور اسکے نام کی نہو اور ہمیشہ ہو با خدا کہ کہ غفلت راہ نہ پاوے اور کیا خوب کہا ہے یہ

شعر

اذا کنت فی الوقت عن الحق غافلا
فانت فی الکفر لکن بخفیة
فان دمت فی ذی الحال صاحب غفلة
فانک للاسلام سد بجفوة

اور غیروں کے خطرہ دیکھنے سے رنگ اور شکلیں مختلف اور نیز ہوتا ہے کتابوں کے مطالعہ سے اور ایسی صحبت سے جو تفرقہ ڈالے تو سالک کو چاہئے کہ کچھ دنوں بے ملاحظہ اغیار کے رہے کسی ایسے صاحب دولت کی صحبت میں جسکو پوری پوری سعادت جمعیت کی کہ اسکی برکت سے سالک کو ملکہ حضور اور جمعیت کا حاصل ہو کیونکہ ملکہ حضور سے حاصل ہوتا ہے رضا و تسلیم جو کہ نہایت عبودیت کے ہیں اور عبادت کی اور اسلام کا کمال تسلیم میں ہے اور تفویض میں کیونکہ صاحب تسلیم کے اگر گلے میں لعنت کا طوق بھی ڈالا جاوے جیسے ابلیس کے تو وہ راضی ہوگا اس سے اس حیثیت سے کہ وہ قضائے حق کی اور تقدیر الٰہی ہے ایسا جیسے ایمان و اسلام سے راضی ہے اس لئے کہ طالب صادق راضی ہے قضا و قدر سے اسکا نفس کچھ نہیں کرتا اور جب طالب کو مکروہ پہونچے اور اسکا تفاوت ہو تو وہ اپنے نفس کا بندہ ہے اور جو تفاوت نہ ہو تو وہ اس کا بندہ ہے. ہر امر کی اصل اور بنیاد

[illegible] غافل
[illegible]
[illegible] غفلت والے
تحقیق تو نے
[illegible] اسلام
[illegible]

هذا ینبغی لک ایها السالک ان تکون دائما عبدالله تعالی دائما ابدا وانا کان فی مدح وذم تفاوت فعابد اصنام لعمری جنانک جملة سر الخواص والعوام قد ذکر والله الموفق الحمد لله رب العالمین والصلوة والتسلیم علی سیدنا محمد سید الاولین والاخرین وعلی آله واصحابه والتابعین لهم باحسان الی یوم الدین انتهی کاتب الحروف گوید که شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن شیخ احمد السهرندی را در بیان اشغال طریقه احمدیه مکاتیب ست لغایت متین ازآن جمله سه مکتوب گرانشان آنها را نوشته بجانب حضرت والد بزرگوار فرستاده بودند و در آخر آنها بخط خود این عبارت نوشته که مخدوما عرفان پناها هر سه مکتوب این خاکسار را بمطالعه گرامی مشرف سازند وانا الفقیر عبدالاحد عفی الله عنه درین رساله بعینها نقل کرده می شود۔

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله علی کل حال همشیره عزیزه خدا پرست از لطائف انسانی پرسیده بودند معلوم نمایند که لطائف پنجگانه انسانی که قلب و روح و سر و خفی و اخفی باشد از عالم امر اند مقام آنها فوق العرش ست که بلا مکانیت

مرسلہ اول از شیخ عبدالاحد صاحب

یہ ہے۔ تو اے سالک تجھے چاہئے کہ تو ہمیشہ بندہ ہو اُسکا جیسے اللہ تعالی ہمیشہ رب ہے اور جب مدح اور مذمت میں فرق ہوا تو عبادت اپنے دل کے بتوں کی کرتا ہے۔ سب سر خواص عوام کا ذکر کر دیا گیا۔ اور اللہ توفیق دینے والا ہے الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والتسلیم علی سیدنا محمد سید الاولین والاخرین وعلی آلہ واصحابہ والتابعین لہم باحسان الی یوم الدین انتہی کاتب حروف کہتا ہے کہ شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن شیخ احمد سہرندی کے طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بہت عمدہ مکتوب ہیں اُن میں سے تین مکتوب جو انہوں نے لکھوا کر حضرت والد بزرگوار کو بھیجے تھے۔ اور اُن کے آخر اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی تھی۔ کہ مخدوما عرفان پناہا اِس خاکسار کے تینوں مکتوب اپنے مطالعہ سے مشرف کرنا۔

راقم فقیر عبدالاحد عفا اللہ عنہ

وہ مکتوب اِس رسالہ میں بعینہا نقل کئے جاتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی کل حال ہمشیرہ عزیزہ خدا پرست نے لطیفہ انسانی پوچھے تھے۔ سو معلوم کریں۔ کہ پانچ لطیفہ انسانی کہ قلب ① و روح ② و سر ③ و خفی ④ و اخفی ⑤ ہیں عالم امر سے ہیں اِن کا مقام فوق العرش ہے۔ جسے لامکان

لطائف کی اقسام .

موصوف عالم ارواح نیز آنرا گویند حق جل وعلی بکمال قدرت خویش آن لطائف را تعشق وتعلق ببدن انسانی داده واز آنجا فرود آورده هریکے را بموضعے خاص از بدن که مناسب آن بود جا داده است قلب را جانب چپ از سینه به پستان جا داده است روح که لطیف تر از قلب ست در مقابل آن بجانب راست او اخفی که لطیف واحسن لطائف است درمیان حقیقی سینه و سر را درمیان قلب واخفی وخفی را درمیان روح واخفی وولایت هریکے ازین لطائف زیر قدم پیغمبر اولوالعزم است چنانکه ولایت قلب زیر قدم آدم است علی نبینا وعلیه السلام وولایت روح زیر قدم حضرت ابراهیم است علی نبینا وعلیه السلام وولایت سر زیر قدم حضرت موسی علی نبینا وعلیه السلام وولایت خفی زیر قدم حضرت عیسی علی نبینا وعلیه السلام وولایت اخفی زیر قدم حضرت خاتم الانبیاء علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات۔

باید دانست که تفاوت اقدام اولیا راز راه همین لطائف است پس هرکه زیر قدم حضرت آدم ست علیه السلام وولایت وی ولایت قلب است و وی صاحب استعداد یک درجه ولایت است ؛

کہتے ہیں اور عالم ارواح بھی اسے کہتے ہیں حق جل وعلیٰ کمال قدرت سے اپنے اُن لطائف کو بدن انسانی سے تعشق اور تعلق دیکر وہاں سے نیچے اوتار کر ہر ایک کو ایک خاص جگہ بدن انسان کے بدن میں جو اُسکے مناسب تھا جائے دی ہے قلب کو سینہ کے بائیں طرف پستان میں جائے دی ہے روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اُسکے مقابل دائیں جانب اخفیٰ کو کہ لطیف اور احسن لطائف ہے درمیان حقیقی سینہ کے سر کو درمیان قلب اور اخفی کے خفی کو درمیان روح اور اخفی کے اور ولایت اسمیں سے ہر ایک لطیفے کے زیر قدم ایک اولوالعزم پیغمبر کے ہے چنانچہ قلب کی ولایت حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اور روح کی ولایت حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور اخفی کی ولایت حضرت خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کے زیر قدم ہے۔

جاننا چاہئے کہ اولیا کے قدموں کے تفاوت انہیں لطیفوں کی راہ سے ہے تو جو زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام کے ہے اُسکی ولایت ولایت قلب ہے اور وہ صاحب استعداد ولایت کے ایک درجہ کا ہے۔

لطائف کا مقام

لطائف کی ولایت انبیاء علیہم السلام کے زیر قدم

لطیفہ قلب کی ولایت

① ٦٢ لطیفہ روح کی ولایت

از درجات خمسہ وکسی کہ زیر قدم حضرت ابراہیم است ولایت وی ولایت روحی ست وی را استعداد دو درجہ است از درجات خمسہ وکسی کہ زیر قدم حضرت موسیٰؑ است ولایت وی ولایت سری ست وی خداوند سہ درجہ است از درجات مذکور وکسی کہ زیر قدم حضرت عیسیٰؑ ست ولایت وی ولایت خفی ست ووی مستعد چہار درجہ است از آن درجات وکسی کہ زیر قدم حضرت سرور عالم کائنات است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ولایت وی ولایت اخفیٰ است کہ اعظم واعلیٰ واحسن درجات است وصاحب این ولایت را قابلیت ہر پنج درجہ ولایت ست۔ باید دانست کہ تفاوت اقدام انبیاء علیہم السلام فیما بینہم ازین راہ نیست بلکہ از راہ نبوت ست پس ہر کہ ازین بزرگواران درین راہ پیش قدم باشد ہمان از دیگران افضل خواہد بود چنانچہ حضرت موسیٰؑ از حضرت عیسیٰؑ در مقام نبوت پیش قدم ست بنابر از حضرت عیسیٰؑ افضل آمد اگرچہ در مقام ولایت حضرت عیسیٰؑ از حضرت موسیٰؑ غالب ست چنانچہ بالا مفہوم گشت دیگر باید دانست کہ اگر مرشد ومربی طالب صادق المشرب باشد می تواند کہ وی را براہے کہ خود قطع منازل نمودہ تسلیک فرماید وبکمالات ولایت محمدی متحقق سازد

② لطیفہ سری کی ولایت

③ لطیفہ خفی کی ولایت

پانچ درجوں میں سے اور جو حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اُس کی ولایت ولایت روحی ہے ① اور اس کو دو درجوں کی ولایت کی استعداد ہے پانچوں درجوں میں سے اور جو زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے اُنکی ولایت ولایت سری ہے ② وہ ولایت کے تین درجوں کی استعداد رکھتا ہے درجات خمسہ سے اور جو زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے ③ اُنکی ولایت ولایت خفی ہے اور وہ چار درجہ ولایت کی استعداد رکھتا ہے ان درجوں میں سے اور جو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر قدم ہے اُنکی ولایت ولایت اخفیٰ ہے اعظم واعلیٰ اور احسن سب درجوں کی اور اس ولایت کے صاحب کو قابلیت پانچوں درجوں کی ولایت کی ہے اور جاننا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے قدموں کی تفاوت انکے آپس میں اس راہ سے نہیں ہے بلکہ نبوت کی راہ سے ہے پس جو ان بزرگواروں میں سے اس راہ میں پیش قدم ہوگا وہی دوسروں سے افضل ہوگا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مقام نبوت میں پیش قدم ہیں۔ اسلئے حضرت عیسیٰؑ سے افضل ہیں اگرچہ مقام ولایت میں حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ سے غالب ہیں جیسا اوپر لکھا گیا۔ دوسرے یہ امر جاننا چاہئے کہ اگر مرشد مربی طالب کا صادق المشرب ہوگا تو اُس سے ہوسکتا ہے کہ جس رستے آپ قطع منازل کئے ہیں اُسی راہ طالب کو بھی چلائے اور ولایت محمدی کے کمالات کو پہونچا دے

مزاج مستروم پر میں یکسانیت

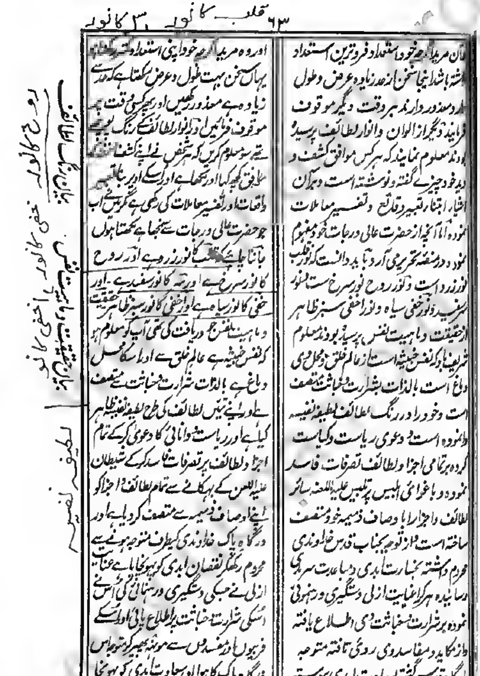

۶۳ قلب کا نور سر کا نور

وآن مرید اگرچه خود باستعداد فروترین استعداد
داشته باشد اینجا سخن از حد زیاده عرض وطول
دارد معذور دارند بر وقت دیگر موقوف
فرمایند دیگر از الوان وانوار لطائف پرسیده
بودند معلوم نمایند که هر کس موافق کشف و
دید خود چیزے گفته ونوشته است ودیگران
اشیار اعتبار تعبیر وقائع وتفسیر معاملات
نموده اما آنچه از حضرت عالی درجات خود مفهوم
نمود در صفحه تحریر می آرد باید دانست که نور قلب
نور زرد است ونور روح نور سرخ است ونور
سر سفید ونور خفی سیاه ونور اخفی سبز ظاهر
از حقیقت وماہیت نفس پرسیده بودند معلوم
شریف باد که نفس خبیثه است از عالم خلق ومحل وی
دماغ است بالذات بشرارت وخباثت متصف
است وخود را در رنگ لطائف لطیفه نفیسه
وانموده است ودعوی ریاست وکیاست
کرده بر تمامی اجزا ولطائف تصرفات فاسد
نموده وباغوائی ابلیس پر تلبیس علیه اللعنه سائر
لطائف واجزا را باوصاف ذمیمه خود متصف
ساخته است واز توجه بجناب قدس خداوندی
محروم داشته بخسارت ابدی وشقاوت سرمدی
رسانیده هرگاه عنایت ازلی دستگیری ورهنمونی
نموده بر شرارت وخباثت وی اطلاع یافته
واز مکاید ومفاسد وی روئی تافته متوجه
بارگاه قدس گشته بسعادت ابدی پیوسته

اور وہ مرید اگرچہ خود اپنی استعداد [illegible]
یہاں سخن بہت طول وعرض رکھتا ہے کہ حد سے
زیادہ ہے معذور رکھیں اور پھر کسی وقت پہ
موقوف فرمائیں اور دیگر انوار لطائف کے رنگ پوچھے
تھے سو معلوم کریں کہ ہر شخص نے اپنے کشف
موافق کچھ کہا اور لکھا ہے اور اسکے اوپر بالتعبیر
واقعات اور تفسیر معاملات کی رکھی ہے مگر میں اب
جو حضرت عالی درجات سے سمجھا ہے لکھتا ہوں
جاننا چاہئے کہ قلب کا نور زرد ہے اور روح
کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے۔ اور
خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ظاہر حقیقت
وماہیت نفس جو دریافت کی تھی آپ کو معلوم ہو
کہ نفس خبیثہ ہے عالم خلق سے اور اسکا محل
دماغ ہے بالذات شرارت وخباثت سے متصف
ہے اور اپنے تئیں لطائف کی طرح لطیفہ نفیسہ ظاہر
کیا ہے اور ریاست ودانائی کا دعوی کرکے تمام
اجزا ولطائف پر تصرفات فاسد کرکے شیطان
علیہ اللعن کے بہکانے سے تمام لطائف واجزا کو
اپنے اوصاف ذمیمہ سے متصف کر دیا ہے اور
درگاہ پاک خداوندی کیطرف متوجہ ہونے سے
محروم رکھکر نقصان ابدی کو پہونچا ہے عنایت
ازلی نے جبکی دستگیری ورہنمائی کی اس نے
اسکی شرارت وخباثت پر اطلاع پائی اور اسکے
فریبوں اور مفسدوں سے مونہہ پھیر کر متوجہ اس
درگاہ پاک کا ہوا اور سعادت ابدی کو پہونچا

بیان رنگ لطائف
بیان حقیقت وماہیت نفس

روح کا نور
خفی کا نور
اخفی کا نور
لطیفہ نفس

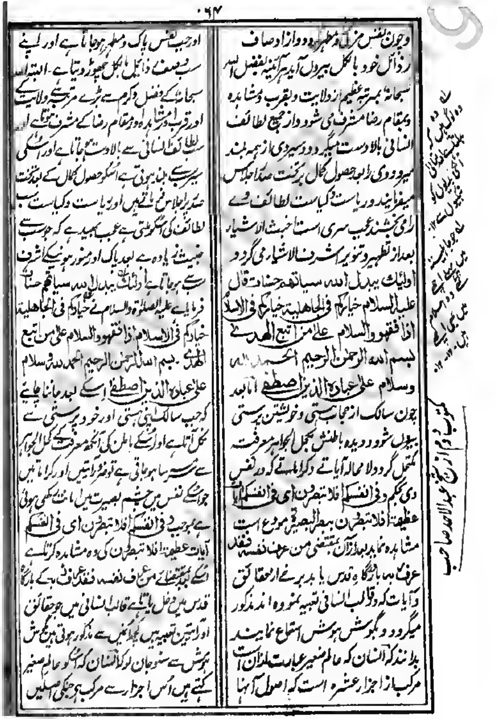

۶۴

وچون نفس مزکّٰی و مطہر بود و از اوصاف
رذائل خود بالکل بیرون آید ہر آئینہ بفضل اللہ
سبحانہٗ بمرتبہ عظیم از ولایت و بقرب و مشاہدہ
و بمقام رضا مشرف می شود و از جمیع لطائف
انسانی بالا دست میگرد و دو سیری از ہمہ بلند
میبود وی را بعد حصول کمال بر تخت صدا جلاس
میفرمایند و ریاست و کیاست لطائف وے
را می بخشند عجب سری است اخبث الاشیاء
بعد از تطہیر و تنویر اشرف الاشیاء می گردد
اولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات قال
علیہ السلام خیارکم فی الجاہلیۃ خیارکم فی الاسلام
اذا فقہوا والسلام علی من اتبع الہدیٰ
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ
وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد
چون سالک از حجاب ہستی و خویشتن پرستی
بیرون شود و دیدہ باطنش بکحل الجواہر معرفت
مکتحل گردد لا محالہ آیاتے دیگر یابد کہ در نفس
وی بحکم وفی انفسکم افلا تبصرون ای فی انفسکم آیات
عظیمۃ افلا تبصرون ببصر البصیرۃ مودع است
مشاہدہ نماید بعد از آن بمقتضی من عرف نفسہ فقد
عرف ربہ بہ بارگاہِ قدس یا بد برسے از حقائق
و آیات کہ در قالب انسانی تعبیہ نمودہ اند مذکور
میگردد و بگوش ہوش استماع نمایند
بدانند کہ انسان کہ عالم صغیر عبارت از آن است
مرکب از اجزاء عشرہ است کہ اصول آنہا

اور جب نفس پاک و مطہر ہوجاتا ہے اور اپنے
سب وصف رذائل بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ
سبحانہٗ کے فضل وکرم سے بڑے مرتبے ولایت کے
اور قرب اور مشاہدہ اور مقام رضا کے مشرف ہوتا ہے اور
سب لطائف انسانی سے بالا دست ہوجاتا ہے اور اسکی
سیر سب سے بلند ہوتی ہے اسکو حصول کمال کے بعد تخت
صدر اجلاس فرماتے ہیں اور ریاست و کیاست سب
لطائف کی اسکو ملتی ہے عجب بھید ہے کہ جو سب سے
خبیث زیادہ ہے بعد پاک اور منور ہونے کے اشرف
سب سے ہوجاتا ہے اولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات
فرمایا ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیارکم فی الجاہلیۃ
خیارکم فی الاسلام اذا فقہوا والسلام علی من اتبع
الہدیٰ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و سلام
علی عبادہ الذین اصطفیٰ اسکے بعد جاننا چاہیے
کہ جب سالک اپنی ہستی اور خود پرستی سے
نکل آتا ہے اور اسکے باطن کی آنکھ معرفت کے کحل الجواہر
سے سرمہ سا ہوجاتی ہے تو منور آیتیں اور کرامتیں
جو اسکے نفس میں چشم بصیرت میں امانت رکھی ہوئی
ہے بموجب وفی انفسکم افلا تبصرون ای فی انفسکم
آیات عظیمۃ افلا تبصرون کی وہ مشاہدہ کرتا ہے
اسکے بعد بمقتضائے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے بارگاہ
قدس میں دخل پاتا ہے قالب انسانی میں جو حقائق
اور آیتیں تعبیہ ہیں بجا ئیں سے مذکور ہوتی ہیں گوش
ہوش سے سنو جان لو کہ انسان کہ اسکو عالم صغیر
کہتے ہیں اس اجزا سے مرکب ہے جنکی اصلیں

لہ وہ [illegible] ۱۲

لہ جو [illegible] ۱۲

مکتوب دوم از شیخ عبدالاحد صاحب

در عالم کبیر ست و عالم کبیر عبارت از مجموعۂ کائنات
است چہ خلق چہ امر و پنج ازآن از عالم خلق است
کہ نفس و عناصر اربعہ است و پنج ازآن از عالم امر
باشد چنانچہ اصول عناصر اربعہ در عالم خلق
موجود است ہمچنین اصول لطائف خمسہ مذکورہ
در عالم امر کہ عبارت از فوق العرش است و
بلامکانیت معروف و متحقق ست و فوق عرش
مجید و تحت اصول دیگر قلب است ولہذا
قلب را برزخ درمیان عالم خلق و امر
فرمودہ اند چہ منتہائے عالم خلق عرش مجید
ست و بایں وجہ کہ عرش مجید منتہائے عالم
خلق ست و رو بامر دارد وے را نیز برزخ
گفتہ اند و فوق اصل قلب اصل روح است
و فوق آن اصل سر و فوق آن اصل خفی و
فوق آن اصل اخفی چون حق جل و علی
خواست کہ انسان را بمقتضائے حکمت بالغہ
بایں نوع ترکیب دہد بعد از تسویہ قالب
ہر یکے ازیں لطائف خمسہ را تعلقے و تعشقے
بایں عنصر جسمانی دادہ از فوق العرش فرود
آوردہ بمقام خاص کہ ہر یکے را بآن مقام مناسبت
بود متمکن ساخت لطیفہ قلب را دریں مضغہ
کہ در تہ پستان چپ است و قلب
صنوبریش خوانند جا دادند و صنوبری
نقش برائے آن کنند کہ وے مانند ثمر
صنوبر مقلوب ست و اصل الاصل ایں لطیفہ

عالم کبیر میں ہے اور عالم کبیر مجموعۂ کائنات
ہے خلق ہو خواہ امر ہو اُن دس میں پانچ تو
عالم خلق سے ہے ایک تو نفس اور چار عناصر اور نہیں
پانچ عالم امر سے ہیں جیسے چار عناصر کی اصلیں
عالم خلق میں موجود ہیں اسی طرح لطائف خمسہ مذکورہ
کی اصلیں عالم امر میں جو عرش کے اوپر لامکان
مشہور ہے متحقق ہیں اور فوق عرش مجید
اور تحت اور اصول کے قلب ہے اور اسی سبب
قلب کو برزخ درمیان عالم خلق و عالم امر
کے فرمایا ہے اسواسطے کہ عالم خلق کی انتہا عرش
مجید ہے اور اس وجہ سے کہ عرش مجید عالم خلق کی انتہا
و منتہی ہے اور امر کی طرف منہ رکھتا ہے اُسے بھی
برزخ کہتے ہیں اور اصل قلب کی فوق اصل روح ہے
اور اُسکے فوق اصل سر اور اُسکے فوق اصل خفی اور
اُسکی فوق اصل اخفی جب تعالیٰ شانہ نے چاہا کہ
انسان کو اپنی حکمت بالغہ کے مقتضائے اس طرح
سے ترکیب دے تو بعد قالب کے تسویہ کے اِن
لطائف خمسہ سے ہر ایک کو اس عنصر جسمانی سے
تعلق اور تعشق دیکر فوق العرش سے اُتار کر
مقام خاص میں جسکو جس مقام سے مناسبت تھی
متمکن کیا لطیفہ قلب کو اِس مضغہ میں جو زیر
پستان چپ ہے اور اُسے قلب صنوبری
کہتے ہیں جگہ دی اور اُسے صنوبری اسواسطے
کہتے ہیں کہ وہ مانند صنوبر کے پھل کے ہی جو اُلٹا
ہوا ہو۔ اور اصل الاصل اس لطیفہ کے

بطور تفسیر دیگر انکشاف ہے

لطیفہ قلب کا مقام

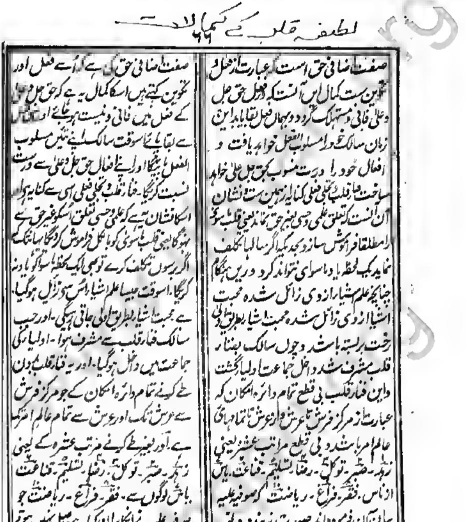

لطیفہ قلب کے کمالات

صفت فنائی حق است عبارت از فعل و تکوین ست کمال این آنست کہ در فعل حق جل وعلی فانی و مستہلک گردد و بہمان فعل بقا یابد این زمان سالک خود را مسلوب الفعل خواہد یافت و افعال خود را درست منسوب بحق جل علی خواہد ساخت فنائے قلب بتجلی فعلی کنایہ از ہمین ست و نشان آن آنست کہ تعلق علمی وحسی بغیر حق نماند یعنی قلب ما سوی را مطلقا فراموش سازد بحدیکہ اگر سالہا تکلف نماید یک لحظہ یاد ما سوای نتواند کرد و درین ہنگام چنانچہ علم اشیا از وی زائل شدہ محبت اشیا از وی زائل شدہ محبت اشیا بطریق اولی رخت بربستہ باشد و چون سالک بفنائے قلب مشرف شد داخل جماعت اولیا گشت و این فنائے قلب بی قطع تمام دائرہ امکان کہ عبارت از مرکز فرش تا عرش و از عرش تا تماہای عالم امر باشد و بی قطع مراتب عشرہ یعنی زہد۔ صبر۔ توکل۔ رضا۔ تسلیم۔ قناعت۔ یاس از ناس۔ فقر۔ فراغ۔ ریاضت کہ صوفیہ علیہ بیان آن فرمودہ اند صورت نہ بندد و نور قلب را نور زرد فرمودہ اند ولایت این لطیفہ زیر قدم آدم ست علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام و ہر کہ آدمی المشرب ست وصول وے بجانب قدس از راہ ہمین لطیفہ خواہد بود مگر قشر و کشش پیر کامل و صاحب این مشرب را

صفت فنائی حق کی ہے کہ اسے فعل اور تکوین کہتے ہیں اسکا کمال یہ ہے کہ حق جل وعلی کے فعل میں فانی و نیست ہو جائے اور اسی فعل سے بقا پائے اسوقت سالک اپنے تئیں مسلوب الفعل پائیگا اور اپنے افعال حق جل وعلی سے درست نسبت کریگا۔ فنائے قلب تجلی فعلی اسی سے کنایہ ہے اور اسکا نشان یہ ہے کہ علمی وحسی تعلق اسکو غیر حق سے نہ ہوگا یعنی قلب ما سوی کو بالکل فراموش کردیگا یہانتک کہ اگر برسوں تکلف کرے تو بھی ایک لحظہ ما سوا کو یاد نہ کریگا۔ اسوقت جیسا علم اشیا اس سے زائل ہوگیا ہے محبت اشیا بطریق اولی جاتی رہیگی۔ اور جب سالک فنائے قلب سے مشرف ہوا۔ اولیا کی جماعت میں داخل ہوگیا۔ اور یہ فنائے قلب بدون طے کرنے تمام دائرہ امکان کے جو مرکز فرش سے عرش تک اور عرش سے تمام عالم امر تک ہے۔ اور بغیر طے کرنے مراتب عشرہ کے یعنی زہد۔ صبر۔ توکل۔ رضا۔ تسلیم۔ قناعت یاس لوگوں سے۔ فقر۔ فراغ۔ ریاضت جو صوفیہ علیہ نے انکا بیان کیا ہے حاصل نہیں ہوتی اور نور قلب کو نور زرد فرمایا ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے زیر قدم ہے۔

اور جو آدمی المشرب ہے۔ اسکا وصول درگاہ قدس کی طرف اسی لطیفہ کی راہ سے ہوویگا مگر زبردستی و کشش پیر کامل سے اور اس مشرب کے صاحب

استعداد حصول یک درجہ از درجات پنجگانہ ولایت خواہد بود مگر بقسر قاسر و لطیفہ روح چون الطف است از قلب مناسبت بپستان زیادہ بود بنا برآن وی را بجانب راست از سینہ در تہ پستان جا دادہ اند و اصل الاصل این لطیفہ صفات ثبوتیہ حق است و یک گام بحضرت ذات از فعل نزدیکتر است سالک بعد از حصول فنا این لطیفہ کہ مربوط بتجلی صفاتی صفات خود را از خود مسلوب خواہد یافت بلکہ منسوب بجناب قدس خواہد دانست و نور این لطیفہ را نور سرخ فرمودہ اند و ولایت این لطیفہ زیر قدم حضرت ابراہیم است علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام و ہر کہ ابراہیمی المشرب باشد سیر وے بجناب قدس از ہمین لطیفہ خواہد بود بعد از قطع مراتب قلب و صاحب این مشرب را استعداد حصول دو درجہ از درجات ولایت پنجگانہ است الا بقسر من القاسر و لطیفہ سر الطف از روح است وی را نزدیک وسط سینہ جانب قلب جا دادند و اصل الاصل وی این شیونات ذاتیہ است کہ گامی از صفات بحضرت ذات نزدیکتر اند و حصول فنا این لطیفہ مربوط بتجلی شیونات است و ولایت این لطیفہ زیر قدم حضرت موسیٰ است علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام و ہر کہ موسوی المشرب باشد وصول او بجناب

استعداد حصول ایک درجہ کی پانچوں درجوں ولایت میں سے ہوگی۔ مگر زبردستی سے کسی زبردست کے اور لطیفہ روح جو بہت لطیف ہے قلب سے اسکو مناسبت پستانوں سے زیادہ تھی اسواسطے اسکو سینہ کے راستہ کیطرف زیر پستان جائے دی اور اصل الاصل اس لطیفہ کی صفات ثبوتیہ حق ہے اور ایک قدم حضرت ذات کی طرف فعل سے نزدیک تر ہے۔ سالک بعد حصول فنا اس لطیفہ کے ساتھ تجلی و صفاتی کے اپنی صفات کو اپنے سے مسلوب پائے گا۔ بلکہ جناب قدس سے منسوب جانیگا۔ اور اس لطیفہ کا نور سرخ فرمایا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور جو کوئی ابراہیم المشرب ہوگا اُس کی سیر جناب قدس کی طرف اسی لطیفہ سے ہوگی بعد از قطع مراتب قلب کے اور اس مشرب والے کو استعداد حصول دو درجہ کی پنجگانہ مراتب ولایت سے ہوگی مگر زبردستی سے کسی زبردست کے اور سر کا لطیفہ کہ روح کے لطیفہ سے بہت لطیف تھا اُسکو نزدیک وسط سینہ کے قلب کی جانب جگہ دی اور اصل الاصول شیونات ذاتیہ ہے کہ ایک قدم صفات سے حضرت ذات کیطرف نزدیک ہے اور حاصل ہونا اس لطیفہ کی فنا کا شیونات کی تجلی سے ربط رکھتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور جو موسوی مشرب ہوگا اسکا وصول جناب

لطیفۂ روح

لطیفہ سر کا مقام / لطیفہ روح کا مقام اور کمالات

لطائف کی ولایت انبیاء علیہم السلام کے
زیر قدم

قدس از راہ ہمیں لطیفہ خواہد بود اما بعد قطع
لطائف سابق و صاحب ایں مرتبہ را استعداد
حصول سہ مرتبہ است از مراتب پنجگانہ ولایت
الالقبس من القابس و نور ایں لطیفہ را سپید
تعین فرمودہ اند و لطیفہ خفی را کہ سر الطف
است ما بین روح و وسط جا دادند و اصل الاصل
ایں لطیفہ صفات سلبیہ تنزیہیہ است کہ فوق
شیونات ذاتیہ اند و حصول فنا ایں لطیفہ
وصول ہماں صفت ہاست و نور ایں لطیفہ را
نور سیاہ تعین نمودہ اند و ولایت ایں لطیفہ
زیر قدم حضرت عیسی است علی نبینا وعلیہ السلام
و ہر کہ زیر قدم حضرت عیسی است او را وصول بجناب
قدس ہمیں لطیفہ خواہد بود بعد از قطع لطائف
سابق الاقبس من القابس و صاحب
ایں مشرب را استعداد حصول چہار مرتبہ
است از مراتب پنجگانہ ولایت و لطیفہ
اخفی کہ الطف و احسن و اجمل لطائف
عالم امر است و اقرب است بحضرت اطلاق
وی را در وسط حقیقی سینہ کہ مرکز است
و مناسبت تام دارد بحضرت اجمال
جا دادند و اصل الاصل ایں لطیفہ مرتبہ
است کہ کالبرزخ است درمیان مرتبہ
تنزیہیہ و درمیان احدیت مجردہ و فنا
ایں لطیفہ ہم مربوط بہ تحقق ہماں مرتبہ مقدسہ
است و نور ایں لطیفہ نفیسہ را

لطیفہ خفی کے کمالات اور مقام

لطیفہ اخفیٰ کے کمالات اور مقام

قدس میں اسی لطیفے کی راہ سے ہوگا مگر بعد
قطع پہلے لطیفوں کے اور اس مرتبہ والے کو استعداد تین
مرتبہ کی ہوگی مراتب پنجگانہ ولایت میں سے لیکن زیر قدم
سے کسی زبردست کی اور اس لطیفہ کا نور سفید تعین
فرمایا ہے اور لطیفہ خفی کو کہ سر سے بہت لطیف
ہے درمیان روح اور وسط کے جگہ دی ہے
اور اصل الاصل اس لطیفہ کے صفات سلبیہ تنزیہیہ ہے
کہ شیونات ذاتیہ کے فوق ہیں اور حصول اس لطیفہ کی فنا
کا اسی صفت کا وصول ہے اس لطیفہ کا نور
سیاہ تعین کیا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت
حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے
اور جو زیر قدم حضرت عیسی کے ہے اسکو راہ جناب
قدس میں اسی لطیفہ سے ہوگی بعد قطع لطائف
سابق کے مگر لقبس قابس اور اس مشرب کے
صاحب کو استعداد حصول چار مرتبہ کی ہے
پنجگانہ مراتب ولایت میں سے اور لطیفہ اخفیٰ
کہ بہت لطیف اور احسن اور اجمل سب لطائف
عالم امر سے ہے اور بہت قریب ہے حضرت اطلاق کے
اسکو سینہ کے وسط حقیقی میں جو مرکز ہے اور
بہت مناسبت رکھتا ہے حضرت اجمال سے
جگہ دی ہے اور اصل الاصل اس لطیفہ کی ایک
مرتبہ ہے مثل برزخ کے درمیان تنزیہ
اور درمیان احدیت مجردہ کے اور اس
لطیفہ کی فنا بھی مربوط اسی مرتبہ مقدسہ کے
تحقق سے ہے اور اس لطیفہ نفیسہ کا نور

سبز بیان فرمودہ اند و ولایت این لطیفہ زیر قدم حضرت رسالت پناہ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صاحب این مرتبہ عالیہ بالذات استعداد حصول بتمام مراتب پنجگانہ ولایت است از زبان الہام ترجمان حضرت قطب الاقطاب سلمہ ربہ شنیدم کہ حضرت مجدد الف ثانی روزے چنین گوہر فشاندند کہ ادائے صلوٰۃ صبح در وقت غلس مثمر فنائے اخفی است باید دانست کہ عروج لطائف خمسہ عالم امر تا دائرہ اولی ولایت کبریٰ است کہ مستضمن سہ دائرہ و یک قوس است خواہد بود چون ازان دائرہ معاملہ بالا رود و در دائرہ اصل و اصل الاصل سیر افتد معاملہ با نفس خواہد افتاد و نفس بحصول فنائے اتم و بقائے اکمل و بشرح صدر و اسلام حقیقی و بہ حصول اطمینان و بارتقا بمقام رضا مشرف خواہد شد بعد ازان کہ سیر در ولایت علیا افتد معاملہ با سہ عنصر یعنی ناری و آبی و ہوائی خواہد افتاد و اگر ازانجا بفضل اللہ ترقی واقع شود در کمالات نبوت سیر واقع بود معاملہ با جزء ارضی خواہد افتاد و ازانجا اگر ترقی واقع شود خواہ در کمالات رسالت خواہ در حقائق ثلثہ یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ معاملہ با ہیئت وحدانی کہ از مجموع اجزا عشرہ عالم خلق و امر بعد

سبز بیان فرمایا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر قدم ہے اور اس بلند مرتبہ والے کو بالذات استعداد حصول تمامی مراتب پنجگانہ ولایت کی ہے حضرت قطب الاقطاب سلمہ ربہ کے زبان الہام بیان سے میں نے سنا ہے کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی نے ایسا فرمایا کہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھے تو فنائے اخفی حاصل ہوتی ہے۔ جاننا چاہئے کہ لطائف خمسہ عالم امر کا عروج دائرہ اولی ولایت کبریٰ تک جو متضمن تین دائرہ اور ایک قوس کا ہے ہوگا جب اس دائرہ سے معاملہ ترقی کرے اور دائرہ اصل اور اصل الاصل میں سیر کرے۔ نفس سے معاملہ پڑیگا اور نفس کو پوری فنا کامل بقا حاصل ہونے سے کشادگی سینہ اور اسلام حقیقی کا حصول اور اطمینان کے مقام رضا کی ترقی سے مشرف ہوگا اسکے بعد جب ولایت علیا میں سیر ہوگی تین عنصر سے معاملہ پڑیگا یعنی ناری و آبی و ہوائی سے اور اگر وہاں سے خدا تعالی کے فضل سے ترقی ہوئی تو کمالات نبوت میں سیر واقع ہوگی معاملہ اجزائے ارضی سے پڑیگا اور جو وہاں سے ترقی واقع ہوئی تو خواہ کمالات رسالت خواہ حقائق ثلثہ میں یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ میں معاملہ ہیئت وحدانی سے جو مجموع اجزاء عشرہ عالم خلق اور امر سے ہے بعد

از حصول کمالات ہر یک فرادی فرادی
حاصل شدہ خواہد افتاد و بعد ازان بمعاملہ از
عقل و فہم ما و شما برتر ست اللہ سبحانہ و تعالی
بمحض عنایت بیغایت خویش ازیں کمالات
بہرہ تمام عنایت فرماید انہ قریب مجیب بحمد
اللہ سبحانہ کہ بطفیل حضرات عالی درجات قدس
اللہ باسرارہم العالیہ باین مراتب مذکورہ و
دیگر معاملات کہ نسبت باین معاملات کالسماء
من الارض بہرہ بقدر استعداد بل فوق الاستعداد
کرامت فرمود ایں ذرہ را از خاک مذلت
برداشتہ ہمعنان آفتاب ساختہ شکر ایں رتبہ اگر
ہزار سال بصد ہزار زبان بہزاران ادا اظہار نماید
یکی از ہزار بر منصہ ظہور نیاورد فللہ الحمد و المنۃ کما
یلیق بشانہ و یحری والسلام علی رسولہ و آلہ و صحبہ
البررۃ التقی اظہار ایں قسم سخنان اگرچہ موہم فخر
و مباہات ست اما بموجب اظہار النعمۃ من
الشکر لا سیما عند الاحباء المخلصین المطلعین علی
الاسرار المشتاقین لذلک الآثار و الاخبار مذکور
نمودہ شد ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا
بحرمۃ سیدنا محمد النبی الامی العربی صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم

مکتوب تیسرا از مولوی عبد الاحد در بیان قرب نوافل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذی اصطفی
اخوی شیخ محمد کبیر معلوم نمایند کہ قرب نوافل
عبارت ازان ست کہ سالک خود را فاعل یابد

[illegible]

ہونے کمالات جدا جدا ہر ایک کے پڑیگا۔
بعد ازان ہماری تمہاری عقل و فہم سے معاملہ بہت
برتر ہے۔ اللہ سبحانہ تعالی محض عنایت بے نہا
سے اپنے ان کمالات سے بہرہ ور عنایت
فرمائے۔ انہ قریب مجیب اللہ سبحانہ کا شکر
ہے کہ بطفیل حضرات عالی درجات قدس
اللہ اسرارہم کے ان مراتب مذکورہ اور اور
معاملات سے جن میں ان کی نسبت زمین و
آسمان کا فرق ہے اپنی استعداد کے لائق بلکہ
استعداد سے زیادہ بہرہ کرامت فرمایا ہے
اور اس ذرہ کو خاک مذلت سے اٹھا کر
آفتاب کی برابر کر دیا ہے اس مرتبہ کا شکر اگر
ہزار سال سو ہزار زبان سے ہزاروں طرح
سے ظاہر کرے تو ہزار میں سے ایک بھی نہ
کر سکے فللہ الحمد و المنۃ کما یلیق بشانہ و یحری
والسلام علی رسولہ و آلہ و صحبہ البررۃ التقی اس قسم کی
باتوں کو ظاہر کرنے سے اگرچہ فخر و بڑائی کا وہم ہوتا ہے لیکن
اظہار النعمۃ من الشکر کے خصوصاً ایسے دوستوں کے
جو مخلص اور محرم اسرار اور اس کے مشتاق ہوں اس آثار
و اخبار کے مذکور کیا گیا ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او
اخطانا بحرمۃ سیدنا محمد النبی الامی العربی صلی اللہ
علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و السلام علی
عبادہ الذین اصطفی میرے بھائی شیخ محمد کبیر
معلوم کریں کہ قرب نوافل اسے
کہتے ہیں کہ سالک اپنے تئیں فاعل پائے

۷۱

وحق را آلت چنانچہ بی یسمع وبی یبصر اشارہ است بآن وقرب فرائض عبارت است از آن کہ سالک خود را آلہ یابد وحق را فاعل چنانچہ الحق ینطق علی لسان عمر اشارت ست ازان و این قرب مثمر فنا وجود سالک ست بخلاف قرب سابق وجمع بین القربین آنست کہ سالک خود را درمیان شیخ نیابد نہ فاعل نہ آن آلت چنانچہ بعض اہل دل ازآن مقام چنین اشارہ نمودہ اند۔ مصرعہ

عشق ست درمیانہ بہانہ بہانہ

وآیہ کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی گویا مشعر بہر سہ مقام ست چہ ما رمیت رمز از قرب فرائض است واذ رمیت کنایہ از قرب نوافل ولاکن اللہ رمی اشارہ بر جمع بین القربین والسلام علی من اتبع الھدی والتزم متابعۃ المصطفی علیہ وآلہ الصلوٰت والتسلیمات العلی انتھی المکاتیب الثلثۃ ودر آخر این اوراق شیخ عبدالاحد بخط خود این فائدہ تحریر فرمودند عادت مشائخ کرام آنست کہ سالک مبتدی را اول بذکر قلب مشغول سازند تاجوہر وملکہ شود وبعد ازآن ذکر روح فرمایند بعد ازان ذکر اخفی بعد ازآن ذکر نفس ومحلہا الدماغ بعد ازآن اگر خواہند ذکر سر وخفی فرمایند بعد ازان سریان در تمام اعضا تا حصول ملکہ وسلطان ذکر شود ونتوانشت کہ بر ذکر قلب وروح

اور حق کو اپنے اعضا چنانچہ بی یسمع وبی یبصر اسکا اشارہ ہے۔ اور قرب فرائض اُسے کہتے ہیں کہ سالک اپنے تئیں اعضا پائے۔ اور حق کو فاعل جیسے الحق ینطق علی لسان عمر اس کی طرف اشارہ ہے اور یہ قرب ثمرہ دیتا ہے فنا وجود سالک کا بخلاف پہلے قرب کے اور جمع بین القربین یہ ہے کہ سالک اپنے تئیں درمیان میں کچھ نہ پائے نہ فاعل نہ اعضا چنانچہ بعض اہل دل نے اُس مقام سے ایسا اشارہ کیا ہے مصرعہ

عشق ست درمیانہ بہانہ بہانہ

اور آیہ کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی گویا تینوں مقام کی خبر دیتا ہے کیونکہ ما رمیت قرب فرائض سے ہے اور اذ رمیت کنایہ قرب نوافل سے ولکن اللہ رمی اشارہ جمع بین القربین سے ہے السلام علی من اتبع الھدی والتزم متابعۃ المصطفی علیہ وآلہ الصلوٰت والتسلیمات یعنی وہ تینوں مکتوب ہو چکے اور آخر میں ان ورقوں کے شیخ عبدالاحد نے اپنے ہاتھ سے یہ فائدہ تحریر فرمایا کہ مشائخ کرام کی عادت ہے کہ سالک مبتدی کو اول ذکر قلب سے مشغول کرتے ہیں تا جوہر اور ملکہ ہو جائے اُسکے بعد ذکر روح فرماتے ہیں بعد ازآن ذکر اخفی بعد ازآن ذکر نفس اور اسکی جگہ دماغ ہے اُسکے بعد اگر چاہیں ذکر سر اور خفی فرمائیں بعد ازآن سریان تمام اعضا میں تا حصول ملکہ وسلطان ذکر ہو جائے اور اکثر ایسا ہے کہ ذکر قلب وروح

بطلبیانہ از مولوی عبدالاحد صاحب رحمۃ اللہ صاحب

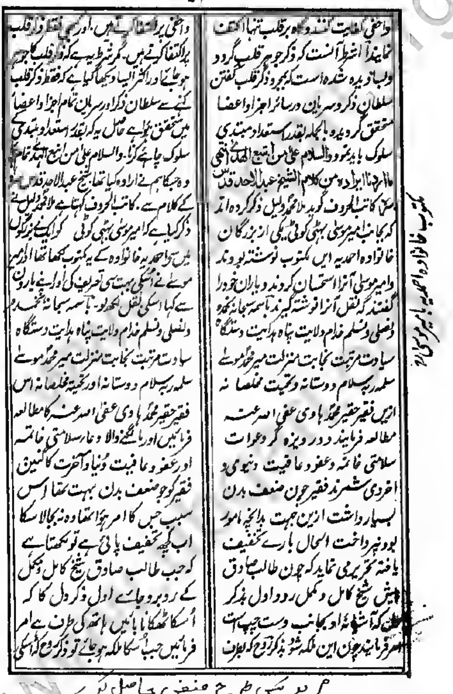

۷۲

واضحی کفایت کنند و گاہ بر قلب تنہا اکتفا
نمایند اما شرط آنست کہ ذکر جوہر قلب گردد
و لبا دیدہ شدہ است کہ بمجرد ذکر قلب گفتن
سلطان ذکر و سریان در سائر اجزا و اعضا
متحقق گردیدہ بالجملہ بقدر استعداد مبتدی
سلوک باید نمود والسلام علی من اتبع الہدیٰ انتہی
ما اردنا ایرادہ من کلام الشیخ عبدالاحد قدس
سرہ کاتب الحروف گوید ملا محمد دلیل ذکر کردہ اند
کہ بجانب امیر موسیٰ بہٹی کوٹی یکی از بزرگان
خانوادہ احمدیہ این مکتوب نوشتہ بودند
و امیر موسیٰ آنرا استحسان کردند و یاران خود را
گفتند کہ نقل آنرا نوشتہ گیرند باسمہ سبحانہ نحمدہ
و نصلی و نسلم خدام ولایت پناہ ہدایت دستگاہ
سیادت مرتبت نجابت منزلت میر محمد موسیٰ
سلمہ ربہ سلام دوستانہ و تحیت مخلصانہ
ازین فقیر حقیر محمد ہادی عفی اللہ عنہ
مطالعہ فرمایند و در ویزہ گر دعوات
سلامتی خاتمہ و عفو و عافیت دنیوی و
اخروی شمرند فقیر چون ضعف بدن
بسیار داشت ازین جہت بدانچہ امور
بود نپرداخت الحال بارے تخفیف
یافتہ تحریر می نماید کہ چون طالب صادق
پیش شیخ کامل و مکمل رود اول بذکر
قلبی کہ آشیانہ او بجانب دست چپ است
امر فرمایند چون این ملکہ شود بذکر روح کہ بطرف

واضحی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور کبھی فقط ذکر قلب
پر اکتفا کرتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ذکر قلب کا جوہر
ہو جائے اور اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ فقط ذکر قلب
کرنے سے سلطان ذکر اور سریان تمام اجزا و اعضا
میں متحقق ہوا ہے حاصل یہ کہ بقدر استعداد مبتدی
سلوک چاہیے کرنا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ تمام ہوا
وہ جسکا ہم نے ارادہ کیا تھا شیخ عبدالاحد قدس سرہ
کے کلام سے۔ کاتب الحروف کہتا ہے ملا محمد دلیل نے
ذکر کیا ہے کہ امیر موسیٰ بہٹی کوٹی کو ایک بزرگوں
میں سے احمدیہ خانوادہ کے یہ مکتوب لکھا تھا اور امیر
موسےٰ نے اسکی بہت سی تعریف کی اور اپنے یاروں
سے کہا اسکی نقل لکھ لو۔ باسمہ سبحانہ نحمدہ
و نصلی و نسلم خدام ولایت پناہ ہدایت دستگاہ
سیادت مرتبت نجابت منزلت میر محمد موسےٰ
سلمہ ربہ سلام دوستانہ اور تحیۃ مخلصانہ اس
فقیر حقیر محمد ہادی عفی اللہ عنہ کا مطالعہ
فرمائیں اور مانگنے والا دعا سلامتی خاتمہ
اور عفو و عافیت دنیا و آخرت کا گنیں
فقیر کو جو ضعف بدن بہت تھا اس
سبب جس کا امر ہوا تھا وہ نہ بجا لا سکا
اب کچھ تخفیف پائی ہے تو لکھتا ہے
کہ جب طالب صادق شیخ کامل و مکمل
کے روبرو جائے اول ذکر دل کا کہ
اسکا ٹھکانا بائیں ہاتھ کی طرف ہے امر
فرمائیں جب اسکا ملکہ ہو جائے تو ذکر روح کہ اسکی

مکتوب خانوادہ احمدیہ بنام میر موسیٰ

مرید کس طرح فیض حاصل کرے

راست آشیانہ اوست حوالت فرمایند چون آن ذکر نیز ملکہ شود می باید کہ بذکر سر کہ متصل دل ست لیکن یمین قلب ست حکم فرمایند و چون آن نیز ملکہ شد بذکر خفی کہ پہلوئے روح اما جانب یسار روح مقام دارد مامور سازند و چون آن نیز ملکہ شود بذکر اخفی کہ متوسط ہمہ است و در وسط صدر جائے اوست محکوم سازد و این جوہر اخفی از سائر جواہر عالم امر اعلیٰ است چنانچہ بیاید انشاء اللہ تعالیٰ و چون اخفا نیز بذکر گویا شود امر بذکر نفس نماید کہ دماغ جایگاہ اوست و چون این لطائف ستہ متجر بذکر شدند امر بذکر نفی و اثبات فرماید بطریق معہود و چون بعدد بست و یکبار برسد نصابش تمام شود و فنائے قلب کہ اول قدم ست در اطوار ولایت ظہور فرماید و فنائے قلب اثر آن تجلی افعال ست کہ اصل اوست چہ قلب افعال الٰہی ست و آن مربی ولایت حضرت آدم ست علیٰ نبینا و علیہ السلام پس از آن بقائے قلب پارۂ افعال ایزدی ست جل شانہ کہ ہر ظل را اصل خود شاہراہ ست بالفناء فیہ والبقاء بہ بعد از آن معاملہ فنائے روح ست و بقاء او باصل خود کہ صفات حق است و صفات مربی ولایت نوحی و ولایت ابراہیمی ست علیٰ نبینا وعلیہما السلام والصلوات کہ ہر دو ولایت مربوط بروح است و باصل اوست کہ صفات ست باعتبارات مختلفہ کہ ولایت ابراہیمی تفصیل ست و ولایت

دائیں طرف ہے ارشاد کریں جب اس ذکر کا بھی ملکہ ہو جائے تو ذکر سر جو دل کے متصل ہے لیکن دائیں طرف بتائیں اور جب اسکا بھی ملکہ ہو جائے تو ذکر خفی کا جو روح کے پہلو میں ہے مگر بائیں طرف روح کے ہے مامور سازیں اور جب وہ بھی ملکہ ہو جائے ذکر اخفی کا کہ سب کے درمیان ہے اور وسط سینہ میں اسکی جائے ہے اسے حکم کریں اور یہ جوہر اخفی تمام جوہر ہائے عالم امر کا اعلیٰ ہے چنانچہ آئیگا انشاء اللہ تعالے اور جب اخفی کا بھی ذاکر ہو جائے تو ذکر نفس کا حکم کریں کہ نفس کا مقام دماغ ہے اور یہ لطائف ستہ ذکر سے متجر ہو جائے تو ذکر نفی و اثبات فرمائیں بطریق معلوم اور جب عدد اکیس تک پہنچے اسکے نصاب پورے ہو گئے اور فنائے قلب جو اطوار ولایت میں اول قدم ہے ظہور فرمائے اور فنائے قلب اس تجلی افعال کا اثر ہے جو اسکی اصل ہے کیونکہ قلب افعال الٰہی ہے اور وہ مربی ولایت حضرت آدم کا ہے علیٰ نبینا و علیہ السلام اسکے بعد بقائے قلب ایک ٹکڑا افعال ایزدی ہے جل شانہ اسلئے کہ ہر ظل کو اپنی اصل کے راستہ ہے اسمیں فنا ہونیکا اور اُس سے باقی ہونیکا اسکے بعد معاملہ فنائے روح ہے اور اسکے بقا اپنی اصل سے کہ حق کے صفات ہیں اور صفات مربی ولایت نوحی و ولایت ابراہیمی ہے علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کہ دونوں ولایتیں مربوط روح سے ہیں اور اسکی اصل سے کہ صفتیں ہیں باعتبارات مختلفہ کہ ولایت ابراہیمی تفصیل ہے اور ولایت

لطائف ستہ

سلسلہ چشتیہ کا امر بھی عظیم

نوع بآن مجملست و بعد معامله بسرست وفنا وبقا باصل اوست که شیون ایزدست تعالی شانه وشیون در اصطلاح ما عبارات مندرجه حضرت ذات تعالی را گویند که معانی زاید بر ذات نباشد وصفات است آنکه معانی زاید بر ذات سبحانه باشند ودر خارج موجود باشند وولایت سر ولایت موسوی ست علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام ثم الامر بالخفی وفنائه باصل وهو التقدیسات والتنزیهات السبحانیه وهذا الولایة ولایة عیسوی علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام ثم الامر بالاخفی وفنائه وبقائه باصل وهو شان جامع الاسماء والصفات والشیون والاشارات والتنزیهات والتقدیسات و هذا الولایة ولایة محمدیة علی صاحبها الف الف صلوات والسلام وهو فی هذه الولایة حقیقة الحقائق واقرب الولایات واجمعها واعلاها واشرفها وافضلها و مستحق للولایات الخمسة ومقتضیة لزوال العین والاثر بامن المعارف ویستنبع المحبوبیة ثم الامر بالنفس فی فنائها اتم وبقائها الاکمل ثم الامر باصولها واصول اصولها حتی ینتهی الی الذات تعالی واتی فی هناك لیس بالفناء بل بامر آخر

نوعی اس سے مجمل ہے اسکے بعد معاملہ سر سے ہے اور فنا وبقا اسکی اصل ہے کہ شیون ایزدی ہے تعالی شانہ اور شیون ہماری اصطلاح میں اسے کہتے ہیں جو عبارتیں حضرت ذات واجب تعالی میں مندرج ہوں کہ معانی زاید بر ذات نہ ہو اور صفات وہ ہے اور جو معانی زائد بر ذات سبحانہ ہو دیں اور خارج میں موجود ہو دیں اور ولایت سر ولایت موسوی ہے علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر معاملہ خفی سے ہے اور اسکے بعد فنا وبقا اسکی اصل سے ہے اور وہ تقدیس وتنزیہات سبحانیہ ہے اور یہ ولایت ولایت عیسوی ہے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پھر معاملہ اخفی سے ہے اور اسکی فنا وبقا اسکی اصل سے ہے کہ وہ شان جامع اسماء وصفات اور شیون اور اشارات اور تقدیسات وتنزیہات ہے اور یہ ولایت ولایت محمدیہ ہے انپر ہزار ہزار درود وسلام اور مربی اس ولایت کا حقیقۃ الحقائق اور اقرب الولایت اور اجمع الولات ہے اور اعلی اور اشرف اور افضل ولایات ہے اور مستحق ولایت خمسہ ہے اور تقاضا کرنے والی ہے زوال عین کا اور اثر معرفتوں کا پہنچانیوالی ہے اور وہی محبوبیت ہے پھر معاملہ نفس سے پڑتا ہے اور اسکی فنا تمام اور اسکی بقا بہت کامل ہے پھر معاملہ انکی اصلوں سے اور اصلوں کی اصلوں سے پڑتا ہے یہانتک کہ منتہی ہوتا ہے ذات حق تعالی تک اور وہاں ترقی فنا سے نہیں بلکہ

بامتأخرین فی موضعه والسلام والاکرام کاتب حروف میگوید سلوک طریقه احمدیه در طی این مکاتیب فی الجمله واضح شد حالا قدرے از روش طریقه احسنیه که منسوب ست بشیخ آدم بنوری نیز در ضمن مکتوب شیخ عبدالنبی سیام چوراسی که دریں روزگار مقتدائے طریقه احسنیه بودند و جمهور اهل این طریق را چه خاص و چه عام توجه بایشان بود۔ و جمهور این طریق متفق اند بر آنکه ایشان را در تربیت سالکان بر روش این طریق قدمی راسخ بود ذکر می نماید عزیزی صالح در مکه معظمه ذکر کرد این مکتوب شیخ عبدالنبی ست و بنار کار ایشان براین بود و من عنده کتبنا هذا المکتوب والله اعلم۔

مکتوب در بیان طریقهٔ احسنیه فرع نقشبندیه

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی خصوصًا علی نبیه محمد واله واصحابه اجمعین بدان ارشدک الله تعالی چون طریقه احسنیه در طریقه نقشبندیه اقرب الی الوصول ست وسالکان را تفصیل آن ضروریست پاره بطریق اجمال درین اسطر ترقیم می یابد۔ باید دانست چون طالب صادق به توفیق سبحانه متوسل بعزیزی از بزرگان این طریقه می شود اولاً او را استخاره می فرمایند و طریقه استخاره این ست که بعد نماز عشا چون وقت خفتن شود

ایک ور امر سے ہے کہ وہ اپنے مقام میں ظاہر ہوگی والسلام والاکرام۔ کاتب حروف کہتا ہے کہ سلوک طریقہ احمدیہ کا ان تحریروں میں فی الجملہ واضح ہوگیا اب تھوڑی روش طریقہ احسنیہ کی جو منسوب ہے بشیخ آدم بنوری سے ذکر کرتا ہے اس ضمن میں مکتوب شیخ عبدالنبی سیام چوراسی کا کہ جو اس زمانہ میں احسنیہ طریقہ کے مقتدا تھے اور سب اس طریقہ والوں کی کیا خاص اور کیا عام انکی طرف توجہ تھی اور جمہور اس طریقہ کے متفق ہیں اس امر پر کہ انکو سالکوں کی ترتیب میں اس طریقہ کی روش میں قدم راسخ تھا ایک عزیز صالح نے مکہ معظمہ میں ذکر کیا یہ مکتوب شیخ عبدالنبی کا ہے اور انکے کام کی بنا اس پر تھی۔ ہم نے انکے پاس سے لکھ لیا واللہ اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصًا علی نبیہ محمد والہ واصحابہ اجمعین جان خدا تجھکو رشدی کرے کہ طریقہ احسنیہ نقشبندیہ طریقہ میں بہت قریب ہے وصول سے اور سالکوں کیلئے اس کی تفصیل ضرور ہے تھوڑی سی بطریق اجمال ان سطروں میں لکھے جاتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ جب کوئی طالب صادق اللہ سبحانہ کی توفیق سے کسی عزیز کا اس طریق کے بزرگوں میں سے متوسل ہوتا ہے پہلے اسے استخارہ فرماتے ہیں اور استخارہ کا طریق یہ ہے۔ کہ بعد نماز عشا جب سونے کا وقت ہو

و تکلم معاش نماند وضو تازه کند بعد وضو یک صد و یکبار استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه بصدق تمام بخواند به نیت آنکه از جمیع تقصیرات بدنی و روحی آنچه از من بوجود آمده اند توبه کردم و از سر نو مسلمان شدم بعدهٗ برخاسته دو رکعت نماز استخاره با این نیت که دو رکعت نماز استخاره میخوانم تا حق تعالیٰ مرا بر متابعت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم خود بواسطه حصول رضا پیر خود محکم دارد و در رکعت اول بعد فاتحه آیة الکرسی یکبار و در رکعت دوم بعد فاتحه قل یا ایها الکفرون یکبار بخواند و بخشوع تمام خود را حاضر کند و گریه و زاری بپردازد و بعد نماز یک صد و یکبار درود بخواند بعدهٗ یکصد و یکبار کلمه تمجید بخواند بعدهٗ تمام عجز و انکسار دست برداشته دعا بخواند بعدهٗ چون خواب غلبه کند بر زمین بخسپد اگر معذور است اختیار دارد و بعدهٗ آنچه در خواب بشارت ظاهر شود پیش مرشد ظاهر کند و اگر در روز اول بشارت نیاید تا سه روز استخاره میکرده باشد یا آنکه بعد استخاره نظر بر قلب خود کند اگر قلب خود را بعد استخاره در اعتقاد محکم همچنان می یابد که قبل ازین بود همین بشارت است۔ پس مرشد را باید که در خلوت تعلیم ذکر اسم الله نماید که اسم ذاتی است

اور کچھ دنیا کا ذکر نہ ہو تازہ وضو کرے وضو کے بعد ایکسو ایک دفعہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ بہت صدق سے پڑھے اس نیت سے کہ تمام تقصیریں بدنی اور روحی سے جو مجھسے ہوئی ہیں میں نے توبہ کی اور نئے سرے سے میں مسلمان ہوا پھر اٹھکر دو رکعت نماز استخارہ اس نیت سے کہ پڑھتا ہوں دو رکعت نماز استخارہ کہ حقتعالیٰ مجھکو متابعت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بواسطہ حصول رضا اپنے پیر کے مضبوط رکھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایکبار اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکفرون ایکبار خوب خشوع کیساتھ اپنے تئیں حاضر کرے اور گریہ و زاری کرے بعد از نماز ایکسو ایکبار درود شریف پڑھے اور ایکسو ایکبار کلمہ تمجید پڑھے پھر خوب عجز و انکسار سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے بعد اسکے جب نیند غلبہ کرے زمین پر سو رہے اور جو معذور ہو تو اختیار ہے یعنی زمین پر نسوئے بعد اسکے جو خواب میں بشارت ہو اپنے مرشد سے ظاہر کرے اور جو پہلے روز بشارت نہو تو تین دن تک استخارہ کرتا رہے یا یہ کہ استخارہ کے بعد اپنے قلب پر نظر کرے اگر اپنے قلب کو استخارہ کے بعد اعتقاد میں ویسا ہی مضبوط پاتا ہے جیسے پہلے تھا تو یہی بشارت ہے پھر مرشد کو چاہئے کہ خلوت میں اللہ کا نام تعلیم کرے جو کہ اسم ذاتی ہے

باین طریق که زبان خود را بکام چسپاند و
نظر خیالی را بر قلب صنوبری اندازد و نظر
ظاهری به بندد و مقام قلب صنوبری زیر پستان
چپ است قدر دو انگشت و یقین بندد که
مضغه لطیفه نورانی در او ودیعت بنهادند
که قلب بگویند پس خود را متوجه مضغه
نماید و از بطن مضغه اسم الله را جل شانه
گویاند بنهجی که این اسم را غیر ذات نداند
و این هیئت را بوسع خود در نشست و
برخاست از دست ندهد بعده مرشد را
باید که خود متوجه قلب او شود معنی توجه
آنست که همت خود بسوئے قلب مرید
بگمارد و دهن قلب خود را بر دهن قلب
مرید تصور نماید بنهجی که خطره دیگر را در میان
قلب خود آمدن ندهد و بخشوع تمام بجناب
خداوند سبحانه التجا نماید تا نور ذکر در دل
سالک قوتی پیدا کند و بجذبه قلبی و همت باطنی
قلب مرید را بسوئے خود کشد تا یک ساعت کم و زیاده
برین حیثیت متوجه حال مرید باشد و ارواح متبرکه
اکابر این طریق را شامل حال خود دانسته این
تصرف از ایشان امداد داند فی الحال و فی الاستقبال
بعده از مرید استفسار نماید اگر خوب فهمیده است و آرام
یافته پنجه دست او را در دست خود گرفته
بیعت نماید و او را بخدا سپارد و آگاه کند که این طریقه
احسنیه و طریقه نقشبندیه از حضرت خلیفه ... حضرت سید ...

اس طریقہ سے کہ اپنی زبان کو تالو سے لگائے
اور نظر خیالی کو قلب صنوبری پر ڈالے اور نظر
ظاہری کو بند کرے اور قلب صنوبری کا مقام زیر پستان
چپ ہے قدر دو انگشت کے اور یقین کرے کہ
مضغہ لطیفہ نورانی اسکا امانت رکھا ہے کہ
اُسے قلب کہتے ہیں پھر اپنے تئیں مضغہ سے متوجہ
کرے اور مضغہ کے باطن سے اسم اللہ جل شانہ
کہوائے اسطرح سے کہ اس کو سوائے ذات کے نہ جانے
اور اس ہیئت کو حتی المقدور اُٹھتے بیٹھتے چھوڑے
نہیں پھر مرشد کو چاہئے کہ خود متوجہ اُسکے
قلب کا ہو۔ توجہ کے یہ معنی ہیں کہ اپنی
ہمت مرید کے قلب کی طرف لگائے
اور اپنے قلب کا دہن مرید کے قلب کے
دہن پر تصور کرے اسطرح سے کہ اور کوئی خطرہ
اپنے قلب میں نہ آنے دے اور بخوبی خشوع سے
جناب سبحانہ تعالیٰ سے التجا کرے کہ نور سالک کے
دل میں قوت پیدا کرے اور جذبہ قلبی اور ہمت
باطنی سے مرید کے قلب کو اپنی طرف کھینچے ایک ساعت
کم و بیش اسیطور مرید کے حال پر متوجہ رہے اور اس طریقہ
کے بزرگوں کی ارواح مبارک کو اپنے شامل حال سمجھے
اس تصرف کو انکی امداد جانے اب بھی اور آئندہ بھی
پھر مرید سے دریافت کرے اگر خوب سمجھ گیا ہے اور آرام
پایا ہے تو ہاتھ پکڑے اور اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں
پکڑ کے بیعت کرے اور آپ سے خدا کو سونپے اور آگاہ
کرے کہ یہ طریقہ احسنیہ نقشبندیہ ہے جو حضرت خلیفہ ... سید ...

مشق سے توجہ کا عمل کرنے کا طریقہ

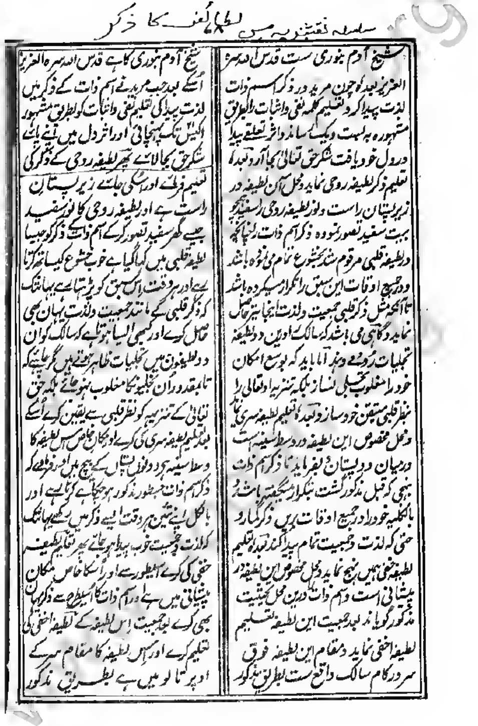

سلسلہ نقشبندیہ میں لطائف کا ذکر

شیخ آدم بنوری ست قدس اللہ سرہ
العزیز بعدہ چون مرید در ذکر اسم ذات
لذت پیدا کرد تعلیم کلمہ نفی واثبات بطریق
مشہورہ بہ نسبت ویک سازد واثر تعلقے پیدا
در دل خود یافت شکر حق تعالیٰ بجا آرد و بعدہ
تعلیم ذکر لطیفہ روحی نماید ومحل آن لطیفہ در
زیر پستان راست ونور لطیفہ روحی را سفید چو
ببیت سفید تصور نمودہ ذکر اسم ذات را چنانچہ
در لطیفہ قلبی مرقوم شد بخشوع تمام می نمودہ باشد
ودر جمیع اوقات این سبق را تکرار میکردہ باشد
تا آنکہ مثل ذکر قلبی جمعیت ولذت اینجا نیز حاصل
نماید وگاہی می باشد کہ سالک را درین دو لطیفہ
تجلیات روئے دہند اما باید کہ بوسع امکان
خود را مغلوب تجلی نسازد بلکہ تنزیہ او تعالیٰ را
بنظر قلبی متیقن خود سازد وبعدہ تعلیم لطیفہ سری نماید
ومحل مخصوص این لطیفہ در وسط سینہ است
درمیان دو پستان بفرماید تا ذکر اسم ذات
بہمچو کہ قبل مذکور گشت بتکرار مشغول باشد و
بالکلیہ خود را در جمیع اوقات بدین ذکر بگمارد
حتی کہ لذت وجمعیت تمام پیدا کند بعدہ تعلیم
لطیفہ خفی ہمین نہج نماید ومحل مخصوص این لطیفہ در
پیشانی است واسم ذات درین محل بحیثیت
مذکور گویا ند بعد جمعیت این لطیفہ تعلیم
لطیفہ اخفی نماید ومقام این لطیفہ فوق
سر در کام سالک واقع ست بطریق مذکور

شیخ آدم بنوری کا ہے قدس اللہ سرہ العزیز
اُسکے بعد جب مرید نے اسم ذات کے ذکر میں
لذت پیدا کی تعلیم نفی واثبات کو بطریق مشہور
اکیس تک پہنچائی اور اثر دل میں تونے پائے
شکر حق بجالائے پھر لطیفہ روحی کے ذکر کی
تعلیم فرمائے اور اسکی جائے زیر پستان
راست ہے اور لطیفہ روحی کا نور سفید
جیسے گھر سفید تصور کرکے اسم ذات کے ذکر کو جیسا
لطیفہ قلبی میں کہا گیا ہے خوب خشوع کیساتھ کرتا
رہے اور ہر وقت اس سبق کو پڑھتا رہے یہانتک
کہ ذکر قلبی کے مانند جمعیت ولذت یہاں بھی
حاصل کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سالک کو ان
دو لطیفوں میں تجلیات ظاہر ہوتے ہیں مگر چاہیے کہ
تابمقدور ان تجلیوں کا مغلوب نہو جائے بلکہ حق
تعالیٰ کے تنزیہہ کو نظر قلبی سے یقین کرے اُسکے
بعد تعلیم لطیفہ سری کی کرے اور مکان خاص اس لطیفہ کا
وسط سینہ ہر دو نوں پستان کے بیچ میں ارشاد فرمادے کہ
ذکر اسم ذات جسطور مذکور ہو چکا ہے کرتا رہے اور
بالکل اپنے تئیں ہر وقت اپنے ذکر میں رکھے یہانتک
کہ لذت وجمعیت خوب پیدا ہو جائے پھر تعلیم لطیفہ
خفی کی کرے اسیطور سے اور اسکا خاص مکان
پیشانی میں ہے اور اسم ذات کا اسیطرح سے ذکر یہاں
بھی کرے بعد جمعیت اس لطیفہ کے لطیفہ اخفی کی
تعلیم کرے اور اس لطیفہ کا مقام سر کے
اوپر تالو میں ہے بطریق مذکور

بتکرار اسم ذات اینجا نیز لذتے حاصل گردد
همین بیان است حدیث قدسی را که فرموده
ان فی جسد بنی آدم لمضغة وفی المضغة
قلب وفی القلب فواد وفی الفواد سر وفی السر
خفی وفی الخفی اخفی وفی الاخفی انا عزیز من
و باصطلاح ایشان این سیر را سیر لطائف گویند
اما بتکرار چون این سیر تمام شود و سالک را موافق
استعداد خود اجمال یا تفصیل این سیر دست
دهد باید که باز او را به لطیفه قلبی آرند و تعلیم
یاد داشت اسمی نمایند زیرا که پیش ازین
تکرار اسمی نبود و طریق یاد داشت اسمی آنست
که اسم الله را از قلب اندرونی که آن نور
مخفی است بگوید نه چنین که قصد تکرار نکند
بلکه بما اسم الله مد دراز کشد مثل آواز آرند
مسی و همان یک آواز را هر قدر که به محافظت
تواند نگاهدارد و قطع شدن نه دهد و اگر
قطع شود باز از سر گیرد و برائے قوت یاد داشت
اسمی نفی و اثبات را نیز ماند دراز بے حبس دم
یا با حبس دم اختیار می کنند چون این نسبت
نہجی قوت گرفت که در قلب خود بلکه در جمیع
لطائف بلکه در تمام بدن نورانیت تمام آن
آواز محض یکسان می یابد ذکر لطائف که بواسطه
جسد بود تمام شد الحال هر ذکر لطائف که بے واسطه
الفاظ است باید کوشید پس بعد یاد داشت
اسمی یاد داشت مسمی تعلیم باید کرد یعنی

یہاں بھی اسیطرح ذکر کرے یہاں بھی لذت
حاصل کرے یہی بیان ہے حدیث قدسی کا جو یہ ہے
ان فی جسد بنی آدم لمضغة وفی المضغة
قلب وفی القلب فواد وفی الفواد سر وفی السر
خفی وفی الخفی اخفی وفی الاخفی انا ہے عزیز
انکی اصطلاح میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں
مگر جب تکرار سے یہ سیر تمام ہو جائے اور سالک کے اپنی
استعداد کے موافق اجمال یا تفصیل اس سیر کی
حاصل ہو جائے تو چاہیئے کہ پھر اس لطیفہ قلبی پر لاویں
اور تعلیم یاد داشت اسمی کریں اسواسطے کہ پہلے اس سے
تکرار اسمی تھی اور یاد داشت اسمی کا طریقہ یہ ہے
کہ اسم اللہ کو قلب اندرونی سے جو ایک نور مخفی
ہے کہے اسطور کہ قصد تکرار کا نکرے بلکہ اسم
اللہ پر مد دراز کھینچے مانند ایک تانبے کے برتن
کی آواز کے اور اسی ایک آواز کو جہانتک
ہو سکے محافظت سے نگاہ رکھے اور قطع نہ ہونے دے
اور جو قطع ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع کرے
اور یاد داشت اسمی کی قوت کیواسطے نفی و اثبات کو بھی
دراز مد کیساتھ حبس دم کیساتھ یا بے حبس دم کے
اختیار کرتے ہیں جب یہ نسبت ایسی قوت پکڑے کہ
اپنے قلب میں بلکہ جمیع لطائف میں بلکہ تمام بدن میں جو
نورانیت کیساتھ اس آواز محض کو یکساں پائے تو ذکر
لطائف جو بواسطہ جسم کے تھا تمام ہوا اب لطائف کی ذکر
میں جو بیواسطہ لفظوں کے ہے کوشش کرنی چاہیئے بعد یاد داشت
اسمی کے یاد داشت مسمی کی تعلیم کرنی چاہیئے یعنی

ع
تحقیق جسم بنی
آدم میں ایک
ٹکڑا ہے اور ٹکڑے
میں قلب ہے اور
قلب میں فواد
اور فواد میں سر
اور سر میں خفی
اور خفی میں
اخفی اور اخفی
میں میں ہوں
احمد شاہ ۱۲

طریقہ ذکر احسنیہ

محل مخصوصہ قلب را در نظر داشتہ درا ندرون لطیفہ کہ امر نورانیست چنانچہ بالا مذکور گشت نظر انداختہ بایمان محض حق سبحانہ وتعالی حاضر بے پردہ یقین نماید اما بہ بے کیفی و بے جہتے وجہات ستہ را از میان نظر بر اندازد کہ او تعالی حاضر ست بے کیف و بے جہت پس این دانست را ہیچ وقتے از اوقات از دید و دانش مگزارد اگر غفلت رود دوبارہ باز حاضر این معنی گردد حتی کہ نور مشاہدہ از سر تا پا تمام را فرا گیرد و استغراق تمام پیدا کند ہمچی کہ بجز نور حق خود را و غیر خود را ہیچ نیابد درین نسبت اگر اشیاء بغلبہ شہود احاطہ و معیت او تعالی عین حق دریابد این را در اصطلاح این طائفہ توحید وجودی میگویند و اگر اشیاء را گم کرد و مشاہدہ جمال ذو الجلال ورای اشیا حاصل شود و اشیا را از نظر انداخت توحید شہودی میخوانند باید دانست کہ این ہر دو مرتبہ در ولایت خاصہ کہ ولایت اولیاء امت است رو مے نماید و پیش ازین کہ از تجلیات وغیرہ در سیر لطائف تا یاد داشت اسمی پیش می آید در ظل ولایت اولیاء بود اگرچہ اہل ولایت اولیا بہ نسبت اہل ظل آن ولایت کمال تمام دارد اما ہنوز وصول مطلوب حقیقی بے تلبیس اشیاء باشد سالک را باید کہ برین تجلیات

تصوف کی اہم اصطلاحات کی وضاحت

توحید وجودی

توحید شہودی

مکان خاص قلب کو نظر میں رکھکر لطیفہ کے اندرون کہ ایک امر نورانی ہے جیسا اوپر بیان ہوا نظر ڈالکر ایمان محض سے حق سبحانہ تعالی کو حاضر بے پردہ یقین کرے مگر بے کیفی اور بے جہتی اور جہات ستہ کو نظر سے گرا دے اور جانے کہ حق تعالی حاضر ہے بیکیف و بے جہت پس اس جاننے کو کسی وقت اپنی دید و دانش سے نہ چھوڑے اگر غفلت ہو جائے تو پھر اس امر کو حاضر کرے یہاں تک کہ نور مشاہدہ سر سے پاؤں تک گھیرے اور پورا استغراق پیدا ہوا ایسا کہ سوائے نور حق کے اپنے تئین اور اپنے غیر کے تئین کچھ نہ پائے نہ ہی الگ غیر حق ہی پائے اس نسبت میں اگر حق تعالی کے احاطہ اور معیت کے شہود کے غلبہ کے سبب اشیاء کو عین حق پائے تو اسکو انکی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں اور جو اشیاء کو گم کیا اور جمال ذو الجلال کا مشاہدہ ورائے اشیاء حاصل کیا اور اشیاء کو نظر سے گرا دیا تو توحید شہودی کہتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ

یہ دونوں مرتبہ ولایت خاصہ میں ہیں جو کہ ولایت امت ہی ظاہر ہوتی ہے اور اس سے پہلے جو تجلیات وغیرہ سیر لطائف سے یاد داشت اسمی تک پیش آتی ہیں اولیاء کے ظل ولایت میں ہیں اگرچہ اہل ولایت اولیاء بہ نسبت اس ولایت کے اہل ظل کے کمال تمام رکھتا ہے لیکن ابھی وصول مطلوب حقیقی بے تلبیس اشیاء ہے سالک کو چاہیے کہ ان تجلیات

۸۱

و مشاہدات لذت یافتہ مستغنی نشو بلکہ طالب ترقی شود لہذا اگر پیر کامل خواہد بود از ورطہ این غلبات بہ محض توجہ خود مرید را برآورده و ذہن کہ از تجلیات و مشاہدات و توجہات بود خالی خواہد ساخت و تعلیم یافت این آنچہ در ذہن از حق و دون حق استقرار می یابد و تصور می پذیرد. اگرچہ لطیف و الطف باشد در پے دفع آن شود و مرآت سری را از ظلمت آنہا خالی سازد و بالکلیہ در ہمہ وقت ہمہ را در فقدان توجہ سابقہ برگمارد تا ہیچ خون باطن ازان توجہ الی المطلوب و غیر المطلوب پیدا نشود بلکہ بے توجہی یقین صاف مطلوب بند و حتی کہ معلوم ہیچ نماند بجز نور یقین چون درین معاملہ سالک تا زمانی کہ در دفع توجہات است سالک مرتبہ ولایت اخص است و چون حاجت نفی نماند و مرآت از آمد و رفت توجہات و تصورات صاف شد و بے توجہی و بے تکلفی دست داد وصل کمالات ولایت اخص شد اما ہنوز توجہ و تصورات و اصل معلوم نشدہ بلکہ مقصود ہست کما ذکر فی المکتوب الاول از ولایت بالاصالت خاصہ چہار ملک مقرب ہست علیہم السلام و تبعاً نصیبہ اولیاء امت ہست اگر مناسبت استعدادی پیدا شود و باید دانست کہ در مرتبہ ولایت خاصہ مرتبہ توحید وجودی و توحید

و مشاہدات سے لذت پاکر بے پروانہ ہو جائے بلکہ ترقی کا طالب ہو اسکے بعد اگر پیر کامل ہوگا تو ان غلبات کے بھنور سے محض اپنی توجہ سے مرید کو نکال لیگا اور ذہن کو ان تجلیوں اور مشاہدوں اور توجہات سے خالی کر دیگا اور تعلیم اسکے نایافت کی جو ذہن میں حق اور غیر حق کے قرار پکڑتی ہے اور تصور میں آتی ہے اگرچہ لطیف و الطف ہی ہو اسکے دفع کے درپے ہو اور آئینہ سری کو اسکے تاریکی سے خالی کرے اور بالکل ہر وقت سب کے فقدان میں توجہ سابقہ کے مقرر کرے تاکہ اسکے باطن میں توجہ الی المطلوب و غیر مطلوب سے کچھ نہ ہو بلکہ بے توجہی سے یقین صاف مطلوب کا کرے یہانتک کہ معلوم کچھ نہ رہے بجز نور یقین کے اس معاملہ میں سالک جبتک کہ توجہات کے دفع کرنے میں ہی سالک مرتبہ ولایت اخص کا ہے اور جب حاجت نفی کی نہ رہے اور آئینہ آمد و رفت توجہات و تصورات سے صاف ہوگیا اور بے توجہی و بے تکلفی حاصل ہوئی واصل کمالات ولایت اخص کا ہوگیا مگر ابھی توجہ و تصور اس واصل کا معلوم نہیں ہوا بلکہ مقصود ہے جیسے ذکر ہوا پہلے مکتوب میں وہ ولایت بالاصالت خاصہ چار ملائک مقربین علیہم السلام کا ہے اور اولیاء امت کو تبعاً نصیب ہے اگر مناسبت استعدادی پیدا ہو جائے اور جاننا چاہیے کہ ولایت خاصہ کے مرتبہ میں توحید وجودی و توحید

عشرہ کاملہ عربی مع ترجمہ [illegible] حضرت خواجہ [illegible] جہان آبادی [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کی اعتکاف رمضان [illegible] میں تصنیف

تجلیات

سالکین کے ضروری ہدایت

شہودی کہ بیان کردیم توحید وجودی از نفس لطیفۂ قلبی برمی خیزد و توحید شہودی از نفس لطیفۂ روحی رو می نماید و نسبت نایافت خاصہ لطیفہ سری ست واللہ اعلم تا کرا از ہزاران بآن نوازند ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم باید دانست کہ بعد از مرتبہ نایافت حقیقت نایافت رو می نماید و آن آنست کہ چون سالک لطیفہ سری را از تخیلات خالی ساخت واگرچہ تخیل مشاہدہ باشد داخل دائرہ حقیقی شد اما چون از حقیقت این نسبت مطلع نیست ازین جاست کہ از ارباب جہل است پس اگر فضل او تعالی بعد فضل اول دستگیری نمود یکبارگی خود را از جمیع مراتب عنصری و نوری فوق می یابد و می باید کہ واصل این نسبت حقیقت شود و آن قابلیتی ست از قابلیات نور اول کہ آن نور محمدی ست صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و نیز آن را شہود اول می گویند و نیز می باید بتعلیم مرشد یا نادری بتعلیم غیبی کہ وصول من بامطلوب کہ در ولایت خاصہ بود بعلم خود بود و خصوصیات علم خود درینولا کہ مرا باین علم نواختہ اند حصول این نعمت بہ علم او تعالی بخصوصیات علم او درینولا علم را از خصوصیات خود توقف و تعطل محض ست ہر چہ علم من می داند بخصوصیتی بہرہ از خصوصیا

شہودی کا جو ہم نے بیان کیا ہے توحید وجودی لطیفۂ قلبی کے نفس سے پیدا ہوتی ہے اور توحید شہودی لطیفہ روحی کے نفس سے ظاہر ہوتی ہے اور نسبت نایافت خاصہ لطیفہ سری کا ہے واللہ علم کہ کسکو ہزاروں میں سے وہ عنایت ہو ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم جاننا چاہیے کہ بعد مرتبہ نایافت کے حقیقت نایافت پیش آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سالک نے لطیفہ سری کو تخیلات سے خالی کیا اگرچہ مشاہدہ کا ہی تخیل ہو دائرہ حقیقی میں داخل ہوا لیکن اس نسبت کی حقیقت سے مطلع نہیں ہوا اسی سبب سے کہ وہ ارباب جہل سے ہے پس اگر فضل الہی نے اسکی دستگیری کی ایکبارگی اپنے تئیں تمام مراتب عنصری و نوری سے فوق پایا ہے اور چاہیے کہ اس نسبت کا واصل حقیقت ہو جائے اور وہ ایک قابلیت ہے نور اول کی قابلیات میں سے اور نور اول نور محمدی ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُسے شہود اول بھی کہتے ہیں اور مرشد کی تعلیم سے بھی پاتا ہے یا کوئی کوئی تعلیم غیبی سے کہ میرا وصول مطلوب ہے جو ولایت خاصہ میں تھا اپنے علم سے تھا اور اپنے علم کی خصوصیات سے۔ ان دنوں جو مجھے اس علم سے نوازا ہے اس نعمت کا حصول خدا تعالی کے علم اور خصوصیات سے ہے اب میرے علم کو اپنی خصوصیات توقف اور محض بیکاری ہے جو کچھ میرا علم جانتا ہے ساتھ کسی خصوصیت کے حصہ خصوصیات

علم او تعالی می داند چون فہمید ودر ہر فنی جمیع
مراتب ذاتیہ و صفاتیہ و کمالاتیہ خود را از مظہر
ذات و صفات و کمالات او تعالی می بیند
و بجز مظہریت محض ہیچ نے یابد من
لم یذق لم یدر قضیہ مقرر ست
چون ہر مراتبہ ولایت ابتدا و وسط و انتہا
دارد پس در ابتدائے مرتبہ علیا اخیرہ کہ
مسمی بولایت انبیا است علی نبینا و علیہم
الصلوات والتسلیمات محض سعی در خلو باطن
من حیث حقیقت از یافت حق و دون حق ست
و در وسط این مرتبہ خلو سیر ست و اطلاع
بر حقیقت خلو و حقیقت اطلاع ست
بر حقیقت مظہریت صفات خود مر صفات
واجبی را درین مرتبہ اگرچہ می داند کہ
بعلم او تعالی عالم ہستم و ببصر او ببصیر
و بقدرت او تعالی قادرم الی غیر ذالک
اما ہنوز حقیقت نسبت صفات با ذات
او تعالی کما حقہ این عارف را مفصلا و
علنا ظاہر نہ گشتہ پس چون خواہد دانست کہ
صفات او تعالی زاید بر ذات نیند کہ عالم
بعلم و بصیر بہ بصر الی غیر ذالک توان گفت
بل ذات بذاتہ علیم ست و علم قابلیت ذاتیہ
ذات ست و ذات بذاتہ بصیر ست
و بصر قابلیت ذاتیہ او ست کذالک
فی جمیع الصفات بی اطلاق عینیت

علم حق تعالی کا جانتا ہے جب سمجھ کر ہر وقت
اپنے تمام مراتب ذاتیہ و صفاتیہ و کمالاتیہ کی
ذات و صفات و کمالات حق تعالی کا مظہر
دیکھتا ہے اور سوا مظہریت محض کے کچھ نہیں
پاتا من لم یذق لم یدر کا قضیہ مقرر و مشہور ہے
جو کہ ہر مرتبہ ولایت کا ابتدا اور وسط اور
انتہا رکھتا ہے تو بیچ مرتبہ ابتدا علیا اخیرہ کے
جسکا نام ولایت انبیا ہے علی نبینا و علیہم الصلوات
والتسلیمات فقط کوشش باطن کے خالی کرنے میں
ہے حقیقت کی رو سے یافت حق اور غیر حق کے
اور وسط میں اس مرتبہ کے خلو سیر ہے اور اطلاع
حقیقت خلو پر اور حقیقت اطلاع ہے اور حقیقت
اپنی مظہریت صفات کے صفات حق تعالی
کے واسطے اس مرتبہ میں اگرچہ جانتا ہے کہ اللہ
تعالی کے علم سے میں عالم ہوں اور اسکے
بصر سے بصیر ہوں اور اسکی قدرت سے
قادر ہوں علی ہذا القیاس مگر ابھی تک حقیقت
نسبت صفات کی ساتھ ذات حق تعالی کے کما حقہ
اس عارف کو مفصلا اور علنا ظاہر نہیں ہوئی پس
جب جانے گا کہ صفات حق تعالی کے ذات
پر زاید نہیں ہیں کہ عالم العلم اور بصیر بہ بصر
وغیرہ علی ہذا القیاس کہہ سکے بلکہ ذات بذاتہ
علیم ہے اور علم قابلیت ذاتیہ ذات کے ہے
اور ذات بذاتہ بصیر ہے اور بصر قابلیت ذاتیہ اسکی
ہے کذالک فی جمیع الصفات بی اطلاق عینیت

و غیریت با طلاق محض پس عالم حق ست خود بخود و سبحانہ با مر حق است سبحانہ و این عارف را بجز مظہریت ذاتیہ و صفاتیہ و کمالاتیہ لعری دیگر نسبت دیگر یقین صرف آن زمان نہایت این مرتبہ شرف خواہد یافت اما اجمالا و تفصیل این مرتبہ کرا نوازند ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم وای برادر ہر چند نسبت غلو زیادہ دخل در دائرہ این ولایت بیشتر و از کمالات نبوت انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات چگوید کہ از گفت و نوشت حقیقت این مرتبہ بیرون اما اینقدر وا می نمایم کہ اگرچہ ولایت انبیا و نبوت الشان علیہم الصلوات ہر دو در دائرہ اصالت اند و ہر دو از ظلیت مبرا اما این قدر ہست کہ در ولایت وصول بہ حقیقت صفات عز شانہ و در نبوت وصول بہ حقیقت ذات ست جل برہانہ بتفاوت درجات استعدادیہ کما قال اللہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق

بیان طریقہ چشتیہ

اما طریقہ چشتیہ را شعب بسیار ست مشہور آن ہا سہ شعب است. نصیریہ و سراجیہ و صابریہ و این فقیر را بہر یکے ازین سہ ارتباط واقع است پس ارتباط این فقیر از حیثیت بیعت و

[illegible]

و غیریت ساتھ اطلاق محض کے پس عالم حق ہے خود بخود و سبحانہ با مر حق ہے سبحانہ اور اس عارف کے واسطے بجز مظہریت ذاتیہ و صفاتیہ و کمالاتیہ کے اور کوئی دوسرا امر نہیں ہے اور بجز یقین صرف کے اس مرتبہ کے نہایت اسوقت مشرف ہوگا مگر اجمالا اور اس مرتبہ کی تفصیل سے جسکو چاہے نوازیں ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ای برادر نسبت غلو کے جسقدر زیادہ ہوگی اسیقدر اس ولایت کے دائرہ میں دخل زیادہ ہوگا اور انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات کے نبوت کے کمالات کیا بیان کروں کہ تقریر و تحریر سے اس مرتبہ کی حقیقت زیادہ ہے مگر اسیقدر ظاہر کیا جاتا ہے اگرچہ ولایت انبیا اور انکی نبوت علیہم الصلوات دونوں دائرہ اصالت میں ہیں اور دونوں ظلیت سے مبرا ہیں مگر اتنا ہے کہ ولایت میں وصول حقیقت صفات عز شانہ کا ہے اور نبوت میں وصول حقیقت ذات جل برہانہ کا ہے استعداد کے درجوں کے تفاوت کے موافق جیسا خدا فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق

بیان طریقہ چشتیہ

اور طریقہ چشتیہ کے شعبے بہت ہیں انمیں تین بہت مشہور ہیں۔ نصیریہ اور سراجیہ و صابریہ اور اس فقیر کو ان تینوں سے ارتباط ہے پس اس فقیر کو ارتباط بیعت اور

۸۵ شاہ عبد صاحب کو سلسلہ چشتیہ میں خلافت

تلقین و اجازت و خرقہ و صحبت با والد بزرگوار خود ست شیخ عبدالرحیم قدس سرہ و ایشان را خرقہ و اجازت از شیخ عظمت اللہ اکبرآبادی ست عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبدالعزیز و ایضاً وصیت و اجازت اشغال از جد ابوالام خویش ست شیخ رفیع الدین محمد عن ابیہ الشیخ قطب العالم عن الشیخ عبدالعزیز عن الشیخ نجم الحق السیہنوی عن الشیخ عبدالعزیز ثم الشیخ عبدالعزیز لہ جہتان احدہما عن الشیخ یوسف قاضی خان عن الشیخ حسن بن طاہر عن السید راجی حامد شاہ عن الشیخ حسام الدین المانکپوری عن الشیخ نور قطب العالم عن ابیہ الشیخ علاؤ الحق عن الشیخ سراج الدین عثمان الاودھی عن الشیخ نظام الدین اولیاء والثانیہ عن السید عبدالوہاب البخاری عن ابیہ السید محمود عن ابیہ صاحب الاقبال عن اخیہ عن السید صدرالدین عن السید جلال الدین مخدوم جہانیان عن الشیخ نصیرالدین چراغ دہلی عن الشیخ نظام الدین اولیا

وایضاً

حضرت ایشان را خرقہ و اجازت و صحبت با سید عبداللہ متصل ست عن الشیخ

تلقین و اجازت خرقہ و صحبت کی حیثیت سے اپنے والد بزرگوار ① شیخ عبدالرحیم قدس سرہ سے ہے اور انکو خرقہ و اجازت ② شیخ عظمت اللہ اکبرآبادی سے اور انکو ③ اپنے والد سے اور انکو ④ اپنے والد سے ان کو ⑤ شیخ عبدالعزیز سے اور نیز وصیت و اجازت اشغال اپنے نانا ⑥ شیخ رفیع الدین محمد سے انکو اپنے والد ⑦ شیخ قطب العالم سے اُن کو ⑧ شیخ عبدالعزیز سے اُن کو ⑨ شیخ نجم الحق سیہنوی سے اُن کو ⑩ شیخ عبدالعزیز سے پھر شیخ عبدالعزیز کو دو جہت سے ہے ایک ⑪ شیخ یوسف قاضی خان سے انکو ⑫ شیخ حسن بن طاہر سے اُن کو ⑬ سید راجی حامد شاہ سے انکو ⑭ شیخ حسام الدین مانکپوری سے انکو ⑮ شیخ نور قطب العالم سے اُن کو اپنے والد شیخ علاؤ الحق سے اُن کو ⑯ شیخ سراج الدین عثمان اودھی سے انکو ⑰ شیخ نظام الدین اولیا سے اور دوسری جہت سے ⑱ سید عبدالوہاب بخاری سے انکو اپنے والد ⑲ سید محمود سے انکو اپنے والد راجو قتال سے انکو ⑳ اپنے بھائی سے اور انکو ㉑ سید صدرالدین سے انکو ㉒ سید جلال الدین مخدوم جہانیان سے انکو ㉓ شیخ نصیرالدین چراغ دہلی سے انکو ㉔ شیخ نظام الدین اولیا سے اور نیز

حضرت والد کو خرقہ و اجازت و صحبت ① سید عبداللہ سے متصل ہے شیخ

۱۳۳

ادم البنوری عن الشیخ احمد السرہندی
عن ابیہ الشیخ عبد الاحد عن الشیخ
رکن الدین عن ابیہ الشیخ عبد القدوس
عن الشیخ محمد بن عارف عن ابیہ الشیخ عارف
عن ابیہ الشیخ احمد عبد الحق عن الشیخ
جلال الدین پانی پتی عن الشیخ شمس الدین
ترک عن المخدوم علی صابر عن شیخہ و خالہ
الشیخ فرید الدین مسعود گنج شکر و این فقیر
را ارتباطے دیگر نیز ہست کہ خال گرامی
این فقیر را خرقہ دادند و فاتحہ خواندند عن ابیہ
عن جدہ عن جد جدہ عن الشیخ نظام الدین
النارنولی عن خواجہ خانو الگوالیاری عن
خواجہ اسمٰعیل بن حسین عن ابیہ خواجہ
حسن سرمست عن ابیہ خواجہ سالار
فاروقی عن شیخہ خواجہ اختیار الدین
عمر عن خواجہ محمد رسادی عن خواجہ
نصیر الدین والمذکور فی الکتاب اخبار
الاخیار خواجہ خانو اخذ الطریقۃ عن
خواجہ شہاب الدین الناگوری ویقال
ان خواجہ شہاب الدین شیخہ بالصحبۃ
والاول شیخہ بالبیعۃ واللہ اعلم
ثم الشیخ نظام الدین اولیا اخذ
الطریقۃ عن الشیخ فرید الدین
مسعود گنج شکر عن خواجہ قطب
الدین بختیار الاوشی عن الخواجہ

آدم بنوری سے اُن کو شیخ احمد ③ سرہندی
سے اُن کو اپنے والد شیخ عبد الاحد ④ سے اُن
کو شیخ رکن الدین ⑤ سے اُن کو اپنے والد
⑥ شیخ عبد القدوس سے انکو شیخ محمد ⑦ بن عارف
سے اُن کو اپنے والد ⑧ شیخ عارف
سے انکو اپنے والد ⑨ شیخ احمد عبد الحق سے
انکو شیخ جلال الدین ⑩ پانی پتی سے اُن کو
شیخ شمس ⑪ الدین ترک سے اُن کو مخدوم
علی صابر ⑫ سے اُن کو اپنے شیخ اور ماموں
شیخ فرید الدین ⑬ مسعود گنج شکر سے اور اس
فقیر کو ایک اور بھی ارتباط ہے کہ فقیر کے
بڑے ماموں ① نے اس فقیر کو خرقہ دیا اور فاتحہ
پڑھی اپنے والد ② سے اور انہوں نے اپنے والد ③ سے اور
انہوں نے اپنے والد ④ سے انہوں نے شیخ
⑤ نظام الدین نارنولی سے انکو خواجہ خانو گوالیاری ⑥
سے انکو خواجہ اسمٰعیل ⑦ بن حسین سے انکو اپنے
⑧ والد خواجہ حسن سرمست سے انکو اپنے ⑨ والد خواجہ
سالار فاروقی سے انکو اپنے ⑩ شیخ خواجہ اختیار الدین
عمر سے انکو خواجہ ⑪ محمد سادی سے اُن کو خواجہ
⑫ نصیر الدین سے اور کتاب اخبار الاخیار میں یوں مذکور
ہے کہ خواجہ خانو نے اخذ طریقہ کیا خواجہ شہاب الدین
ناگوری سے اور کہتے ہیں خواجہ شہاب الدین انکے شیخ صحبت
ہیں اور پہلے شیخ بیعت ہیں واللہ اعلم پھر شیخ نظام الدین
کو اخذ طریقت ہے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے
انکو خواجہ قطب الدین بختیار اوشی سے انکو خواجہ

یعنی ۸ صاحب مرید ۔ الگ الگ سلسلہ تصوف ۔ شیخ صحبت اور شیخ بیعت

معین الدین حسن السنجری عن خواجه عثمان هارونی عن الحاجی شریف زندنی عن خواجه قطب الدین مودود الچشتی عن ابیه خواجه ابی احمد الچشتی عن ابی اسحاق الشامی عن الشیخ علو الدینوری عن خواجه هبیرة البصری عن خواجه حذیفة المرعشی عن السلطان ابراهیم بن ادهم البلخی عن الشیخ فضیل بن عیاض عن الشیخ عبد الواحد بن زید عن الحسن البصری عن سیدنا علی کرم الله وجهه۔

ستهنه بکسر سین و سکون تحتیه و فتح ها و آخر آن نون است بلده است از مضافات دار الخلافه دهلی راجا بزبان هند شاه را گویند و سید حامد شاه را راجا می گفتند بطریق تعظیم بملاحظه آنکه آبا کرام ایشان ریاست دیار مانک پور داشتند مانک پور شهری ست در پورب و اورا کره مانک پور نیز گویند اوده بفتح الف و بفتح واو و سکون دال هندیه که اشمام ها دارد بلده ایست عظیم از بلاد پورب سادات بخاریه قبیله ایست عظیمه از اولاد جعفر بن علی بن الرضا رضوان الله علیهم و چون جد ایشان سید جلال الدین چندگاه در بخارا بوده است بشاه جلال الدین بخاری می گفتند و سادات بخاریه نسبت است

معین الدین حسن سنجری سے اُن کو خواجہ عثمان ہارونی سے اُنکو حاجی شریف زندنی سے اُن کو خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ ابو احمد چشتی سے اُن کو ابو اسحاق شامی سے اُن کو شیخ علو دینوری سے اُنکو خواجہ ہبیرۃ البصری سے اُن کو خواجہ حذیفہ مرعشی سے اُن کو سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی سے اُن کو شیخ فضیل بن عیاض سے اُنکو شیخ عبد الواحد بن زید سے اُن کو حسن بصری سے اُنکو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے

ستہنہ بکسر سین و سکون تحتیہ و فتح ہا اور آخر اس کے نون ایک شہر ہے دار الخلافہ دہلی کے مضافات سے راجا ہندی زبان میں بادشاہ کو کہتے ہیں۔ اور سید حامد شاہ کو راجہ کہتے تھے بطریق تعظیم کے اس لحاظ سے کہ اُن کے آبائے کرام مانک پور کی ریاست رکھتے تھے مانک پور ایک شہر ہے پورب میں اسکو کڑا مانک پور بھی کہتے ہیں اودھ بفتح الف بفتح واو و سکون دال ہندی ہا سے ملی ہوئی ایک بڑا شہر ہے پورب میں سادات بخاریہ ایک قبیلہ ہے بڑا حضرت جعفر بن علی بن رضا رضوان اللہ علیہم کی اولاد سے چونکہ ان کے جد سید جلال الدین کچھ مدت بخارا میں رہے ہیں انکو جلال الدین بخاری کہتے ہیں اور سادات بخاریہ نسبت ہے

شاہ صاحب رح کا سلسلہ چشتیہ ۸۸

بجلال الدین بخاری آنکہ جو نامی ست ہندی
مشتق از راج بمعنی بادشاہی و قتال السبب ریاضت
نفس میگفتند چراغ دہلی لقب شیخ نصیر الدین
بسبب آنکہ ایشان صاحب ارشاد بودند بجز دہلی
پانی پت شہریست متصل از دہلی بجانب لاہور
نارنول شہریست از مضافات دہلی گوالیر شہریست
از مضافات اکبرآباد اوش فرغانہ قصبہ ایست
از توابع اندجان سجزی بکسر سین و سکون جیم
و کسر رائے معجمہ نسبت بسیستان سیستان را
بزبان عربی سجستان و سجز گویند و این تعریب
است و ابدال سین بزا از تغیرات تعریب
است ظاہر نزد فقیر آنست کہ نام وطن خواجہ عثمان
ہرنواست و ہارونی نسبت باوست بخلاف
قیاس مشہور بزبان مردم چشتی است بکسر
جیم فارسیہ ملا عبدالغفور لاری بفتح جیم
فارسیہ ضبط کردہ اند سمعان بکسر سین مہملہ
و سکون میم و عین مہملہ در شجرات مشائخ
چشتیہ شیخ علو ممشاد دینوری می نویسند
و مقتضی وے آنست کہ شیخ ممشاد و شیخ
علو یک شخص باشد و ظاہر کلام بعضے آنست
کہ در سلسلہ شیخ علو است و آن غیر
شیخ ممشاد ست علو بکسر عین مہملہ و سکون لام
ہبیرہ بضم ہا و فتح موحدہ و سکون تحتیہ و فتح
رائے مہملہ مرعشی بفتح میم و سکون رائے مہملہ
و فتح عین مہملہ و کسر شین معجمہ نسبت

ر
ہرو

جلال الدین بخاری سے راجو ہندی نام ہے
مشتق راج سے بمعنی بادشاہی کے اور قتال السبب
نفس کے ریاضت کے کہتے تھے چراغ دہلی لقب ہے
شیخ نصیر الدین کا اسلئے کہ دہلی میں صاحب ارشاد تھے
پانی پت ایک شہر ہے متصل دہلی سے لاہور کی طرف
نارنول ایک شہر ہے دہلی کے مضافات سے گوالیار ایک
شہر ہے مضافات اکبرآباد سے اوش فرغانہ ایک قصبہ ہے
توابع اندجان سے سجزی بکسر سین و سکون جیم
و کسر رائے معجمہ نسبت سیستان سے سیستان کو عربی
زبان میں سجستان و سجز کہتے ہیں اور یہ تعریب ہے
اور بدلنا سین کا زاء سے تعریب کی تغیرات سے
ہے۔ ہارونی فقیر کے نزدیک خواجہ عثمان کے وطن
کا نام ہرنو ہے اور ہارونی نسبت اس سے ہے
بخلاف قیاس لوگوں کے زبان میں مشہور چشتی بکسر
جیم فارسی ملا عبدالغفور لاری نے بفتح جیم فارسی
لکھا ہے سمعان بکسر سین مہملہ و سکون میم
و عین مہملہ مشائخ چشتیہ کے شجروں میں شیخ
علو ممشاد دینوری لکھتے ہیں اور اس کا مقتضی
یہ ہے کہ شیخ ممشاد و شیخ علو ایک شخص
ہو اور بعضوں کے کلام سے ظاہر یہ ہے
کہ اس سلسلہ میں شیخ علو ہے اور وہ غیر
ممشاد ہے علو بکسر عین مہملہ و سکون لام
ہبیرہ بضم ہا و فتح موحدہ و سکون تحتیہ و فتح
رائے مہملہ مرعشی بفتح میم و سکون رائے
مہملہ و فتح عین مہملہ و کسر شین معجمہ نسبت ہے

طریقہ وظیفہ خاندان حضرات چشتیہ

کہ عرش شہریست از توابع شام و این فقیر
انتساخ کرد کتاب عزیزیہ را کہ تصنیف شیخ
عبدالعزیز ست در اشغال و اوراد صبح و شام
و اوراد مواسم و رقے و عزائم درآنجا مذکور
است از خط ملا محمد شاکر کہ اعظم فضلائی شہر خود
بودند در زمان خود و از سائر فرزندان شیخ
عبدالعزیز یادت وکثرت تدریس ممتاز
بودند و مطالعہ کردم عزیزیہ را در نسخہ کہ شیخ
یحیٰ جنیدی بخط خود از شیخ عبدالعزیز
نقل کردہ بود واللہ اعلم و حضرت والد
بزرگوار قدس سرہ اجازت آن ہمہ
دادند و انتساخ کردم کتاب مفتاح الفیض
را کہ تالیف شیخ حسن طاہر ست در علم
سلوک و آن کتابے است نفیس در باب
خود از نسخہ کہ پیش اولاد شاہ محمد خیالی یافتم
از تبرکات اجداد ایشان قال الشیخ عبدالعزیز
فی العزیزیہ چون کسی بخواہد کہ کسی را تلقین
ذکر کند باید کہ او را فرماید کہ روزہ دارد
اگر روز پنجشنبہ باشد اولیٰ است بعدہ او را دہ بار
استغفار و دہ بار درود گویاند و بگوید
ہر عبادتے کہ ہست موقت است مگر
ذکر کہ ہمیشہ شب و روز یاد حق تعالیٰ فرض
عین است کما العطلۃ حرام سہ
یک لحظہ زکوئے یار دوری در مذہب عاشقان حرام است
و حق تعالیٰ میفرماید یذکرون اللہ قیاما و

عرش سے کہ ایک شہر ہے توابع شام سے اور
اس فقیر نے نقل کیا ہے کتاب عزیزیہ کو جو تصنیف
شیخ عبدالعزیز کی ہے اذکار و اشغال اور اوراد صبح و
شام کے اور اوراد مواسم کے اور تعویذ اور دعائیں
جس میں لکھی ہیں ملا محمد شاکر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی
ہے جو اپنے شہر کے بڑے فضلاؤں میں تھے
اپنے زمانہ میں اور سب فرزندوں سے شیخ عبدالعزیز کے
کثرت تدریس میں زیادہ ممتاز تھے اور عزیزیہ کا
مطالعہ کیا ہے اس نسخہ میں جو شیخ یحییٰ جنیدی نے
اپنے ہاتھ سے شیخ عبدالعزیز کے نسخہ سے نقل کیا ہے
واللہ اعلم۔ اور حضرت والد بزرگوار قدس سرہ نے
اس سب کی اجازت دی ہے اور میں نے لکھا
ہے کہ کتاب مفتاح الفیض کو جو تالیف شیخ حسن طاہر
کی ہے علم سلوک میں اور وہ اس باب میں بہت
نفیس کتاب ہے اس نسخہ سے جو شاہ محمد خیالی کی اولاد
کے پاس پایا ہے تبرکات اجداد سے انکے کہا ہے
شیخ عبدالعزیز نے عزیزیہ میں کہ جب کوئی چاہے
کہ کسی کو ذکر تلقین کرے تو چاہیے کہ اسکو فرمائے
کہ روزہ رکھے اگر روز پنجشنبہ ہو تو بہت اچھا ہے
اسکے بعد اس سے دس دفعہ استغفار اور دس
دفعہ درود شریف پڑھوائے اور کہے جو عبادت
کہ ہے سب کے واسطے وقت مقرر ہے مگر ذکر ہمیشہ
رات دن یاد حق تعالیٰ فرض عین ہے کہ العطلہ حرام
یک لحظہ کوئے یار سے دور ہے در مذہب عاشقان حرام است
اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ یذکرون اللہ قیاما و

سالکین سلسلہ قادریہ کو ہدایات

سالکین کیلئے ذکر کی ضرورت 9

فقعودا و علی جنوبهم یعنی یاد کنند حق تعالی را ایستاده و نشسته و بپهلو خفیده پس آدمی ازین سه حال خالی نیست یا بدل یا بزبان یاد حق لازم است پس چون ذکر این چنین عبادتے و حرفتے که اصلا ساقط نمی شود استاد باید که او را بیاموزد و گوید که دل چپ سینه است بصورت صنوبر لقا است و دو در دارد یکے بالا و دوم پائین و هر دو در بسته شده اند برائی کشادن در بالا ذکر جهر میفرمایند و برائی کشادن در پائین ذکر خفی یا حبس نفس می فرمایند و مثل دل همچو آئینه است که زنگار گرفته است پس صیقل گری باید که آنرا آن هنر آموزد و الا آئینه را خراب سازد و قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لکل شئ مصقلة و مصقلة القلب ذکر الله تعالی و یا مثال دل همچو سنگ آهنی است که ازو آتش بدر می آید پس چون آهن زدن و کشیدن آتش بیاموزد پس آتش بیرون آید و الا بشکند و مقصود حاصل نه شود الغرض از مرشد چاره نیست چنانچه حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجه از حضرت رسالت پناه صلے الله علیه وآله وسلم سوال کردند که یا رسول الله دلنی الی اقرب الطریق الی الله وافضلها عند الله واسهلها

فقعودا و علی جنوبهم یعنے اللہ تعالی کا ذکر کریں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے تو آدمی ان تین حال سے خالی نہیں یا دل سے یا زبان سے حق کی یاد لازم ہے تو جب کہ ایسی عبادت اور حرفت ہے کہ ہرگز ساقط نہیں ہوتی استاد کو چاہئے کہ اسکو سکھائے اور بتائے کہ دل سینے کے بائیں طرف ہے صنوبر کی صورت کا اسکے دو دروازہ ہیں ایک اوپر کو ایک نیچے کو اور دونوں دروازہ بند ہیں اوپر کا دروازہ کھلنے کا ذکر جہر فرماتے ہیں اور نیچے کے دروازہ کھلنے کا ذکر خفی یا حبس نفس فرماتے ہیں اور دل کی مثال مثل اس آئینہ کے ہے جسے زنگ لگ گیا ہے اسکے واسطے صیقل کرنیوالا چاہئے کہ اسکو وہ سکھائے اور نہیں تو آئینہ خراب ہو جائے گا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لکل شئ مصقلة و مصقلة القلب ذکر اللہ تعالی یا دل کی مثال چقمق کی ہے جس سے آگ نکالتے ہیں تو جب لوہا پتھری پر مارنا سیکھے اور آگ نکالنی سیکھے اور آگ نکلے اور نہیں تو توڑ والے اور مطلب بر نہ آئے غرضیکہ مرشد بغیر گذارہ نہیں چنانچہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ دلنی الی اقرب الطریق الی اللہ وافضلها عند اللہ واسهلها

سالکین کو لطائف میں ذکر کرنا سکھانا [illegible]

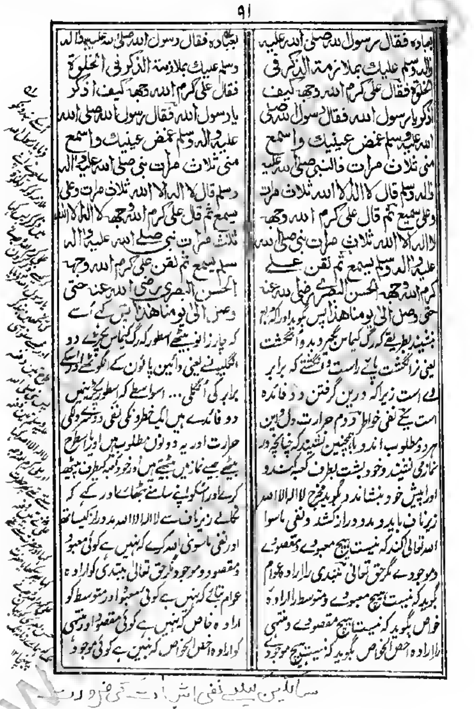

۹۱

بعبادہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم علیک بملازمة الذکر فی
الخلوة فقال علی کرم اللہ وجہہ کیف
اذکر یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم غمض عینیک واسمع
منی ثلاث مرات فالنبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال لا الہ الا اللہ ثلاث مرات
وعلی یسمع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ
لا الہ الا اللہ ثلاث مرات نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یسمع ثم لقن علی
کرم اللہ وجہہ الحسن البصری رضی اللہ عنہ
حتی وصل الی یومنا ہذا پس بگوید او را کہ چہار زانو
بنشیند بطریقے کہ رگ کیماس بگیرد بدو انگشت
یعنی از انگشت پائے راست وانگشتے کہ برابر
وے است زیرا کہ درین گرفتن دو فائدہ
است یکے نفی خواطر دوم حرارت دل و این
ہر دو مطلوب اند و با ہمچنین نشیند کہ چنانچہ در
نماز می نشیند وخود پشت بطرف کعبہ کند و
او را پیش خود بنشاند و بگوید مخرج لا الہ الا اللہ
زیر ناف باید و مد دراز کشد و نفی ماسوا
اللہ تعالی کند کہ نیست ہیچ معبودے و مقصودے
و موجودے مگر حق تعالی مبتدی را ارادہ عوام
بگوید کہ نیست ہیچ معبودے و متوسط را ارادہ
خواص بگوید کہ نیست ہیچ مقصودے و منتہی
را ارادہ اخص الخواص بگوید کہ نیست ہیچ موجودے

لعبادہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم علیک بملازمة الذکر فی الخلوة
فقال علی کرم اللہ وجہہ کیف اذکر
یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم غمض عینیک واسمع
منی ثلاث مرات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال لا الہ الا اللہ ثلاث مرات وعلی
یسمع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ لا الہ الا اللہ
ثلاث مرات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یسمع ثم لقن علی کرم اللہ وجہہ
الحسن البصری رضی اللہ عنہ حتی
وصل الی یومنا ہذا پس کہے اسے
کہ چار زانو بیٹھے اسطور کہ رگ کیماس پکڑے دو
انگلیوں سے یعنی داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اسکے
برابر کی انگلی ... اسواسطے کہ اسطور پکڑنے میں
دو فائدے ہیں ایک خطروں کی نفی دوسرے دل کی
حرارت اور یہ دونوں مطلوب ہیں اور اسطرح
بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور خود کعبہ کیطرف پیٹھ
کرے اور اسکو اپنے سامنے بٹھائے اور کہے کہ
نکالے زیر ناف سے لا الہ الا اللہ مد دراز کیساتھ
اور نفی ماسوی اللہ کرے کہ نہیں ہے کوئی معبود
و مقصود و موجود مگر حق تعالی مبتدی کو ارادہ
عوام بتائے کہ نہیں ہے کوئی معبود اور متوسط کو
ارادہ خاص کہ نہیں ہے کوئی مقصود اور منتہی
کو ارادہ اخص الخواص کہ نہیں ہے کوئی موجود

سالکین کیلئے نفی اثبات کی [illegible]

بکوبے که خود را نیز نفی کند و تا کتف راست برساند که آن اشارت می کند که غیر حق تعالی را از دل کشیدیم و بس پشت می اندازیم باز دم چند ستد الا الله را بر دل ضرب شدید کند تا سنگ معنوی شکسته گردد و وقت اثبات مطلوب با خود داند بلکه یافت تصور کند بلکه یقین بداند که هو اثبات می کند و خود را از میان بکشد ؎

یار آمد در میان ما از میان برخاستیم

اما مقصود کلی آنست که فهم معنی کلمه در دل البته باید تا محبت رشید و بنابر من ذکرنی بالغفلة ذکرته باللعنة و اذا ذکر عبدی عبدًا اهتز عرشی خفیًا مطلوب دیگر آنست که صورت مرشد پیش خود تصور کند بعده ذکر گیرد الرفیق ثم الطریق در حق الشان است و برائی نفی خواطر اثری تمام دارد بلکه حضرت سلطان الموحدین و برهان العاشقین حجة المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خان یوسف ناصحی قدس الله سره العزیز چنین می فرمودند که صورت مرشد که ظاهرا دیده میشود مشاهده حق سبحانه و تعالی است در پرده آب و گل و اما صورت مرشد که در خلوت نمودار می شود آن مشاهده حق تعالی ست بے پرده آب و گل که ان الله خلق آدم علی صورة الرحمن و من

یہاں تک کہ اپنی بھی نفی کرے اور دائیں کندھے تک پہنچائے اور یہ ارادہ کرے کہ غیر حق تعالی کو میں نے دل سے نکال لیا اور پس پشت پھینکا پھر دم لیکر الا اللہ کی ضرب سخت زور سے دل پر لگائے کہ بت باطن کا ٹوٹ جائے اور وقت اثبات کے مطلوب کو اپنے ساتھ جانے بلکہ پالیا تصور کرے بلکہ یقین جانے کہ وہی اثبات کرتا ہے اور اپنے تئیں درمیان سے نکال دے ؎

یار آمد و درمیان ما از میان برخاستیم

مگر مقصود کلی یہ ہے کہ کلمہ کے معنی دل میں ضرور ہوں تا انس و محبت پیدا ہو جائے کہ من ذکرنی بالغفلة ذکرته باللعنة و اذا ذکر عبدی عبدًا اهتز عرشی غضبًا اور دوسرا مطلوب یہ ہے کہ مرشد کی صورت اپنے سامنے تصور کرے اسکے بعد ذکر کرے الرفیق ثم الطریق انہیں کے حق میں ہے اور نفی خطرات کیلئے بہت اثر رکھتی ہے بلکہ حضرت سلطان الموحدین و برہان العاشقین حجة المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خان یوسف ناصحی قدس اللہ سرہ العزیز ایسا فرماتے تھے کہ صورت مرشد کی ظاہر دیکھی جاتی ہے مشاہدہ حق سبحانہ تعالی کا ہے آب و گل کے پردے میں اور جو صورت مرشد کی خلوت میں نمودار ہوتی ہے وہ مشاہدہ حق سبحانہ و تعالی کا ہے بے پردہ آب و گل کے ان اللہ خلق آدم علی صورة الرحمن و من

ف جو مجھ کو غفلت سے یاد کرے میں اس کو لعنت سے یاد کرتا ہوں اور جب میرا بندہ مجھ کو چپکے یاد کرتا ہے تو غضب سے میرا عرش ہل جاتا ہے ۱۲

ف تحقیق اللہ نے پیدا کیا آدم کو رحمن کی صورت پر اور جس شخص نے ۱۲

۹۳ چار ہزار پیران طریقت کا اجماع

رآنی فقد رأی الحق در حق او درست شده است

شعر

گر تجلی ذات خواہی صورت انسان ببین
ذات حق را آشکارا اندر و خندان ببین

نیز حضرت میفرمودند کہ چہار ہزار پیر طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین اجماع کردہ اند کہ وصول حق تعالیٰ بدو چیز می شود یکے ذکر دوم گرسنگی باز فرمودند کسیکہ ذکر جلی اختیار کند او را بسیار گرسنگی حاجت نیست بلکہ بمقدار ربعی از شکم خالی دارد و روغن بخورد تا مغز خشک نشود و خلل در دماغ پیدا نیاید و چون از ذکر جلی فارغ شود یا مانعی پیش آید بذکر خفی کہ پاس انفاس است مشغول شود و دوام شغل مبتدی ہم بذکر خفی کہ پاس انفاس است میسر آید و طریق او آنست کہ ہر نفسی کہ خارج می شود لا الہ بگوید و ہر دمی کہ داخل می شود الا اللہ تصور کند و این دم را ربط بدل است و بسبب آن دل ذاکر میگردد کہ فردای قیامت پرسیدہ خواہد شد کہ دمہا را کجا صرف کردی پس اگر در یاد حق تعالیٰ صرف کردہ باشد خلاص یابد۔

شعر

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہری ست
کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کاین خزانہ دہی رایگان بباد
انگہ روی بخاک تہیدست و بینوا

رآنی فقد رأی الحق اسکے حق میں درست ہوا ہے

شعر

گر تجلی ذات خواہی صورت انسان ببین
ذات حق را آشکارا اندر و خندان ببین

اور یہ بھی فرماتے تھے کہ چار ہزار پیران طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے اس پر کہ وصول حق تعالیٰ کا دو چیز سے ہوتا ہے ایک ذکر دوسرے بھوکے رہنا پھر فرمایا جو شخص ذکر جلی کرتا ہے اسکو بہت بھوکے رہنے کی حاجت نہیں ہے بلکہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور گھی کھائے کہ مغز خشک نہ ہو جائے اور دماغ میں خلل نہ آجائے اور جب ذکر جلی سے فارغ ہو یا کوئی مانع پیش آئے تو ذکر خفی سے کہ وہ پاس انفاس ہے مشغول ہو اور دوام شغل مبتدی کو بھی ذکر خفی سے کہ پاس انفاس ہے میسر ہوتا ہے اور اسکا طریق یہ ہے کہ جو دم کہ خارج ہو لا الہ کہے اور جو دم داخل ہو الا اللہ تصور کرے اور اس دم کو دل سے ربط ہے اور اسکے سبب دل ذاکر ہو جاتا ہے فردائے قیامت کو پوچھا جائیگا کہ اپنے دم کہاں صرف کئے تو جو یاد حق تعالیٰ میں صرف کئے ہونگے خلاصی پائیگا شعر

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہری ست
کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کاین خزانہ دہی رایگان بباد
انگہ روی بخاک تہیدست و بینوا

ذاکرین کیلئے طعام کی ضرورت

[illegible]

ذاکرین کیلئے ضروری ہدایت

مریدین کیلئے ذکر کی ضرورت —۹۴

ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرمود ذکر منشور ولایت
است ہر کرا توفیق بر ذکر دادند بدرستیکہ منشور
بدو دادند یعنی بتشریف ولایت اتم اولیاء
حقا مشرف گردانید واز ہر کہ ذکر سلب کردند
بدرستیکہ او را از مقام ولایت معزول کردند
این چنین در باب ذکر گفتہ اند کہ ذکر خدا تعالی
تیغ مریدان ست چون ہمت بر ہلاک دشمن
مارند و یا دفع بلیہ خواہند و دل بر آن گمارند
آن دشمن ہلاک شود و آن بلا دفع شود قال
اللہ تعالی واذکر ربک اذا نسیت
یعنی یاد کن پروردگار خود را وقتیکہ فراموش
کنی نفس خود را و فراموشی نفس در مخالفت
اوست باید کہ نفس خود مخالفت کند کہ
سر ہمہ عبادتہاست زیرا کہ ہیچ دشمن قوی
تر از وی نیست کما قال المشائخ
رحمہم اللہ مخالفۃ النفس راس
العبادۃ وموافقۃ النفس راس الکفر

شعر

گر حیات خوب خواہی نفس را گردن بزن
زانکہ از نفست قوی تر ہیچ دشمن را نیست

از ینجاست کہ بزرگے فرمود صد ہزار
رمہ گرگ گرسنہ در رمہ گوسفندان آن
نہ کنند کہ یک شیطان کند و صد ہزار شیطان
آن نہ کنند کہ یک ہمنشین بد کند و صد ہزار ہمنشین
بدان نکنند کہ یک نفس در تن آدمی زاد کند

ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ذکر
منشور ولایت ہے جسکو ذکر کی توفیق ملے اسکو
منشور ولایت مل گیا یعنی خلعت ولایت اتم اولیاء
حقا سے مشرف ہو گیا۔ اور جس سے توفیق ذکر
کی سلب کرے بیشک اُسے مقام ولایت سے معزول
کیا ایسا ذکر کے باب میں فرمایا ہے کہ ذکر خدا تعالی
مریدوں کی تیغ ہے جب دشمن کی ہلاکت کی ہمت
یا دفع بلا چاہیں اور اسطرف دل لگائیں دشمن
ہلاک ہو جاویگا۔ اور دفع بلا ہو جائیگی قال اللہ
تعالی واذکر ربک اذا نسیت یعنی یاد کر اپنے پروردگار
کو جسوقت کہ فراموش کرے تو اپنے نفس کو اور نفس
کی فراموشی اسکی مخالفت میں ہو جاتی ہے کہ اپنے
نفس سے مخالفت کرے کہ سب عبادتوں کی سر
ہے اسواسطے کہ کوئی دشمن اس سے زیادہ
قوی نہیں ہے جیسا فرمایا ہے مشائخ رحمہم اللہ
نے مخالفۃ النفس راس العبادۃ و
موافقۃ النفس راس الکفر شعر

گر حیات خوب خواہی نفس را گردن بزن
زانکہ از نفست قوی تر ہیچ دشمن را نیست

اسی سبب سے ایک بزرگ نے فرمایا ہے
کہ سو ہزار ریوڑ کے بھیڑیے بھوکے ریوڑ بکریوں میں ایسا
نقصان نہیں کرتا جیسا کہ ایک شیطان کرتا ہے
اور سو ہزار شیطان ایسا نہیں کرتے جیسا ایک
برا ہمنشین کرتا ہے اور سو ہزار برے ہمنشین ایسا
نہیں کرتے جیسا ایک نفس آدمی کے جسم میں

۴۵ نفس کی مخالفت عبادت کا سر ہے اور نفس کی موافقت کفر کی بنیاد ہے۔ اگر اچھی زندگی چاہتا ہے تو نفس کی گردن مار کیونکہ نفس سے زیادہ تیغ والا دشمن اور کوئی نہیں ہے۔

مخالفت نفس کی ضرورت

قال المشائخ رحمهم الله النفس هي الصنم الاکبر همبرین معنی بزرگے نیز فرموده

شعر

تا یک نفس از نفس تو پیداست هنوز
بر درگهه دل ز دلو غوغاست هنوز

قال الله تعالیٰ فاذکروا الله ذکرا کثیرا یعنی یاد کنید خدائے عز وجل را یاد کردنی بسیار پس یکے از خصائص ذکر آنست که هیچ وقتے منع نیست بلکه همه اوقات ماجور است نقل است از حضرت بندگی شیخ عبد الله قدس سره العزیز که مرا فرمودند که پیر دستگیر بندگی حضرت شیخ قطب الدین حاجی قدس سره العزیز می گفتند که اوائل ذکر جهر دوازده سال گفتم از شام تا صبح و از صبح تا شام فائده که در ذکر یافتم در هیچ عبادت نیافتم چون ختم قرآن میکردم کمتر از سه ختم نمیکردم و چون نماز می گزاردم کمتر از هزار رکعت نگذاردم و چون دعوات اسما میکردم کمتر از لک بار نخواندم فاما ثمره که در ذکر دیدم در هیچ از ینها ندیدم و می باید که ذاکر از گناهان توبه کند تا بزبان و دل آلوده نام حق تعالیٰ نگیرد زیرا که وحی کرده شد با موسیٰ که بگو گنهگاران امت خود را که یاد نه کنید شما مرا به آلودگی پس بدرستیکه من سوگند خورده ام بذات خود

قال المشائخ رحمهم الله النفس هي الصنم الاکبر اسی معنی میں کسی بزرگ نے بھی فرمایا ہے

شعر

تا یک نفس از نفس تو پیداست هنوز
بر درگهه دل ز دلو غوغاست هنوز

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذکروا اللہ ذکرا کثیرا یعنی اللہ کو یاد کرو یاد کرنا بہت پس ذکر کے خصائص میں سے ہے یہ بھی کہ کسی وقت منع نہیں بلکہ سب وقت ثواب پاتا ہے نقل ہے حضرت بندگی شیخ عبد اللہ قدس سرہ العزیز سے کہ مجھے فرمایا پیر دستگیر بندگی حضرت شیخ قطب الدین حاجی قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ ذکر جہر بارہ برس صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک کیا میں نے جو فائدہ ذکر میں پایا وہ کسی عبادت میں نہیں پایا جب میں ختم قرآن شریف کرتا تھا تو تین سے کم نہ کرتا تھا اور نماز پڑھتا تھا ہزار رکعت سے کم نہیں پڑھتا تھا اور جب دعوات اسما کرتا تھا تو ایک لاکھ بار سے کم نہ کرتا تھا مگر جو ثمرہ اور فائدہ ذکر میں دیکھا ایسا ان میں کسی میں نہ دیکھا اور چاہیے کہ ذاکر گناہوں سے توبہ کرے تاکہ زبان اور دل آلودہ سے حق تعالیٰ کا نام نہ لے اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ اپنی امت کے گناہ گاروں سے کہو کہ مجھے آلودگی سے نہ یاد کریں میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے

[illegible]

ہزار رکعت روزانہ پڑھنا

بدرستیکہ کسے کہ یاد کنند مرا بہ غفلت یاد کنم من او را بہ لعنت پس چون گناہگاران یاد کنند مرا بہ غفلت من یاد کنم ایشان را بہ لعنت این وعید است درحق گناہگاری کہ غافل نباشد پس چگونہ حال باشد چون جمع شود غفلت و عصیان کذا فی احیاء العلوم گفت ابویزید رحمۃ اللہ تعالی روزے مر یاران خود را با قیام ندم امشب تا صبح کوشش کردم آنکہ لا الہ الا اللہ گویم پس قدرت نیافتم بدو گفتند شاگردان چرا گفت ابویزید یاد کردم کلمہ کہ گفتہ بودم در کودکی یاد آمد مرا وحشت آن پس منع کرد مرا از قول لا الہ الا اللہ و چہ عجیب تر است از کسیکہ یاد میکند اللہ تعالی را در حالیکہ او موصوف باشد بچیزے از صفات بشریہ کذا فی العوارف

شعر

ہزار بار بشستم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

مریدین کیلئے مراقبہ کی ضرورت

بعدہ مراقبہ فرمایند بگویند کہ مراقبہ مشتق از رقیب است یعنی رقیب نگہبان یعنی پاسبانی دل کنند غیر حق را در دل جا ندہد۔ رباعی

پاسبان دل شو اندر کل حال
تا نیابد ہیچ دزد آنجا مجال
ہر خیال غیر حق را دزد دان
این ریاضت سالکان را فرض دان

تحقیق جو شخص مجھے غفلت سے یاد کرے میں اُس کو لعنت سے یاد کروں تو جو گناہگار مجھ کو غفلت سے یاد کرینگے میں اُن کو لعنت سے یاد کرونگا یہ وعید ہے اُن گناہگاروں کے حق میں جو غافل نہیں تو کیا حال ہوگا اُنکا جو غافل بھی ہوں اور گناہگار بھی ہوں کذا فی احیاء العلوم ابویزید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے یاروں سے کہا کہ آج شب کو میں نے صبح تک کوشش کی کہ لا الہ الا اللہ کہوں پس مگر مجھے قدرت نہوئی یاروں نے کہا کیوں کہا جینے لڑکپن میں ایک کلمہ کہا تھا وہ یاد آگیا اُس سے وحشت ہوئی اور اُسنے منع کر دیا لا الہ الا اللہ اور کیا تعجب ہے اُس شخص سے جو اللہ تعالی کو یاد کرے اور حالانکہ موصوف ہو کسی صفات بشریت سے کذا فی العوارف شعر

ہزار بار بشستم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

بعد اُسکے مراقبہ فرمائیں اُس سے کہیں کہ مراقبہ مشتق رقیب سے ہے رقیب معنی نگہبان کے یعنی دل کی پاسبانی کرے کہ دل میں غیر حق کو نہ آنے دے۔ باعی

پاسبان دل شو اندر کل حال
تا نیابد ہیچ دزد آنجا مجال
ہر خیال غیر حق را دزد دان
این ریاضت سالکان را فرض دان

لہ [illegible]

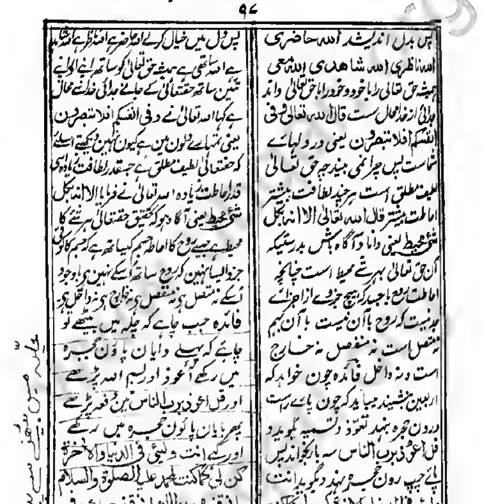

۹۷

پس بدل اندیشد اللہ حاضری
اللہ ناظری اللہ شاهدی اللہ معی
همیشہ حق تعالی را با خود و خود را با حق تعالی داند
جدائی از خدا محال ست قال اللہ تعالی و فی
انفسکم افلا تبصرون یعنی در دلهای
شماست پس چرا نمی بیند چه حق تعالی
لطیف مطلق است هر چند لطافت بیشتر
احاطت بیشتر قال اللہ تعالی الا انہ بکل
شئ محیط یعنی دانا و آگاه باش بدرستیکہ
آن حق تعالی بهر شئ محیط است چنانچہ
احاطت روح با جسد کہ هیچ جزوی از اجزای
بدن نیست کہ روح با آن نیست با آن هم
نہ متصل است نہ منفصل نہ خارج
است و نہ داخل فائده چون خواهد کہ
اربعین بنشیند بباید کہ چون پای راست
درون حجره بنهد تعوذ و تسمیہ بگوید و
قل اعوذ برب الناس سہ بار بخواند پس
پای چپ درون حجره بنهد و بگوید انت
ولیی فی الدنیا والاخرة کن لی کما کنت
لمحمد علیہ السلام وارزقنی محبتک اللهم
ارزقنی حبک فی شغفی واجذبنی علالک
وجمالک واجعلنی من المخلصین اللهم
احی نفسی بجذبات ذاتک یا انیس
من لا انیس لہ رب لا تذرنی
فردا وانت خیر الوارثین

پس دل میں خیال کرے اللہ حاضر ہے اللہ ناظر ہے اللہ شاہد
ہے اللہ ساتھی ہے ہمیشہ حق تعالی کو ساتھ اپنے اور اپنے
تئیں ساتھ حق تعالی کے جانے جدائی خدا سے محال
ہے کہا اللہ تعالی نے و فی انفسکم افلا تبصرون
یعنی تمہارے دلوں میں ہے کیوں نہیں دیکھتے اسلئے
کہ حق تعالی لطیف مطلق ہے جسقدر لطافت زیادہ اسی
قدر احاطت زیادہ اللہ تعالی نے فرمایا الا انہ بکل
شئ محیط یعنی آگاہ ہو کہ تحقیق حق تعالی ہر شئے کا
محیط ہے جیسے روح کا احاطہ جسم کیساتھ ہے کہ جسم کا کوئی
جز ایسا نہیں کہ روح ساتھ اسکے نہیں ہے باوجود
اسکے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے نہ خارج ہے نہ داخل ہے۔
فائدہ جب چاہے کہ چلہ میں بیٹھے تو
چاہئے کہ پہلے دایاں پاؤں حجرہ
میں رکھے اعوذ اور بسم اللہ پڑھے
اور قل اعوذ برب الناس تین دفعہ پڑھے
پھر بایاں پاؤں حجرہ میں رکھے
اور کہے انت ولیی فی الدنیا والاخرة
کن لی کما کنت لمحمد علیہ الصلوة والسلام
وارزقنی محبتک اللهم ارزقنی حبک فی
شغفی واجذبنی بجلالک وجمالک واجعلنی
من المخلصین اللهم احی نفسی بجذبات
ذاتک یا انیس من لا انیس لہ رب
لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین
کشکول کلیمی فارسی مع ترجمہ اردو از حضرت شیخ کلیم اللہ جہان
آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ اصطلاحات صوفیہ ذکر و شغل کے طریقہ فقیر محمد حسین

[illegible]

پس در مصلی بایستد مستقبل قبلہ بست و یک بار انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین بخواند پس دو رکعت نماز اجلال اللہ تعالی بگزارد در رکعت اول بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی و در رکعت دوم آمن الرسول تا آخر بخواند بعد فراغ سر بسجدہ نہد و این دعا بخواند اللھم کن لی انیسا فی خلوتی ومعینا فی وحدتی اللھم اجعل خلوتی ھذہ موجبۃ المشاھدتک ووفقنی لما تحب وترضی اللھم انی اعوذبک من سخطک واسالک رضاک اللھم جنبنی ان اعبد الھوی اللھم اکشف الغطاء عن عینی وارفع الغین عن قلبی حتی اشاھد جمال لا الہ الا اللہ پس دوگانہ ہائے مذکورین بگزارد و یک دوگانہ بروح مادر و پدر اگر وفات یافتہ باشند والا سلامتی ایشان بگزارد و چہار رکعت بیک سلام نیز بگزارد و در ہر یکے رکعت بعد از فاتحہ پنجاہ بار سورہ اخلاص و پنجگان بار معوذتین تا در پناہ حق تعالی محفوظ ماند و پانصد بار یا فتاح بگوید بعدہ در ذکر نفی و اثبات بارادہ خاص الخاص یعنی لاموجود مشغول شود و گاہ بذکر اسم ذات بالاحظہ و مفہوم ملاحظہ و

پھر مصلی پر قبلہ رو کھڑا ہو اور اکیس بار پڑھے انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین پھر دو رکعت نماز اجلال اللہ تعالی پڑھے پہلی رکعت میں بعد الحمد کے آیۃ الکرسی اور دوسری میں الحمد کے کے بعد امن الرسول آخر سورۃ تک بعد فراغ سجدے میں جائے اور یہ دعا پڑھے اللھم کن لی انیسا فی خلوتی ومعینا فی وحدتی اللھم اجعل خلوتی ھذہ موجبۃ لمشاھدتک ووفقنی لما تحب وترضی اللھم اعوذبک من سخطک واسالک رضاک اللھم جنبنی ان اعبد الھوی اللھم اکشف الغطاء عن عینی وارفع الغین عن قلبی حتے اشاھد جمال لا الہ الا اللہ پھر دوگانہ جن کا ذکر ہو چکا ہے پڑھے اور ایک دوگانہ ماں باپ کی روح کو اگر وفات پا گئے ہوں بھیجے اور نہیں تو اُن کی سلامتی کیلئے پڑھے اور چار رکعت ایک سلام سے اور پڑھے ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے پچاس بار سورۂ اخلاص اور پانچ پانچ دفعہ معوذتین پڑھے تاکہ خدا تعالی کی پناہ میں رہے اور یا فتاح پانسو بار کہے بعدہ ذکر نفی و اثبات ساتھ ارادہ خاص الخاص یعنے لاموجود کے مشغول ہو اور کبھی ذکر اسم ذات کرے ساتھ ملاحظہ اور مفہوم ملاحظہ کے اور

ہر رکعت میں ۵۰ بار سورۂ اخلاص کا عمل

ذکر نفی اثبات اور اسم ذات

لہ مشغول اند و چنانچہ یک لحظہ از ذکر نفی و اثبات خالی نما
یکہ در حال وضو و اکل و در تصور آن باشد چنانچہ موسیٰ
لسلام عزت جل جلالہ مناجات کرد کہ الٰہی بہمہ
قات یاد کردن می توانم مگر دو وقت در پائخانہ
دوم حالت جنابت فرمان شد اذکرنی فی کل
حال یعنی یاد کن مرا در ہر حالے پس ہیچ وقت
م از تصور خالی نباشد کما قالت عائشہ رضی
اللہ عنہا کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یذکر اللہ علی کل حال احیان یعنی ذکر بر
دو نوع است یکے بدل دوم بزبان اول
اعلیٰ ست و ہمیں مرادست بحدیث و قولہ
تعالیٰ اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و آن آنست کہ
فراموش نکند خدائے تعالیٰ را در ہیچ جائے و بود
مر نبی را صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیبے کامل ازین
دو نوع مگر در حالت جنابت و دخول خلا پس
بدانستی کہ آن حضرت اقتصار میکرد در آن دو
حال بنوع آنکہ نیست اثر در آن مر جنابت را
یعنی بدل یاد میکرد و ہم ازین جہت وقتیکہ
بیرون می آمدی از خلا می گفتی غفرانک
پس حالت خلا ہمین فکر و خیال شکستگی خود و پاکی
حق تعالیٰ کافی ست و ہمین عین ذکر ست بدانکہ
ذکر برائے کشف قبور اول چون در مقبرہ در آید
دوگانہ بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سورۂ فتح یاد
باشد در اول رکعت بخواند و در دوم اخلاص والا نہ
در ہر دو رکعت پنج پنج بار

واسطے کے مشغول ہے چنانچہ ایک لحظہ ذکر نفی و اثبات
سے خالی نہیں ہے یہاں تک کہ وضو کے وقت اور کھانے کے وقت
اُسکے تصور میں ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت جل
جلالہ میں مناجات کی کہ الٰہی میں سب وقت تجھکو یاد کر سکتا
ہوں مگر دو وقت ایک تو پائخانہ کے وقت اور ایک جب
غسل کی حاجت ہو حکم ہوا اذکرنی فی کل حال
یعنی مجھے یاد کر ہر حال میں تو اُسوقت بھی تصور سے
خالی نہ ہو جیسا فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یذکر اللہ علےٰ کل
حال احیان یعنی ذکر دو قسم ہے ایک دل سے دوسرا زبان سے
اور پہلا اعلیٰ ہے اور حدیث شریف میں بھی اسی سے
مراد ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذکروا اللہ ذکرا کثیرا
اور وہ یہ ہے کہ فراموش نہ کرے خدا تعالیٰ کو کسی جا سے
اور حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دونوں قسم
میں کمال تھا مگر حالت جنابت اور داخل ہونے
بیت الخلا کے سو جان لیا تم نے کہ اسوقت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قسم پر اختصار کرتے تھے ایسی قسم پر
جسمیں جنابت کو دخل ہی نہیں یعنی ذکر دل اور
اسی سبب سے جب بیت الخلا سے باہر آتے تو فرماتے۔
غفرانک پس حالت خلا میں یہی فکر و خیال کہ شکستگی
و آسودگی اپنی اور پاکی حقتعالیٰ کے کافی ہے اور یہی عین
ذکر ہے ذکر کشف قبور جان کہ ذکر کشف قبور کو پہلے
اول جب مقبرہ میں آئے تو دوگانہ اُن بزرگ کی روح کیواسطے
پڑھے اگر سورہ فتح یاد ہو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری
میں سورہ اخلاص اور نہیں تو ہر رکعت میں پانچ پانچ بار

[illegible]

سورہ فتح اور اخلاص کا عمل

اخلاص بخواند و بعدہٗ قبلہ را پشت دادہ بنشیند و یکبار آیۃ الکرسی و بعضے سورہا کہ وقت زیارت می خوانند چنانکہ سورۂ ملک و غیر ذالک بعدہٗ قل گوید پس از فاتحہ یازدہ بار سورۂ اخلاص بخواند و ختم کند و تکبیر گوید و بعدہٗ ہفت کرّت طواف کند و دران تکبیر بخواند و آغاز از راست بکند بعدہٗ طرف پایان رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روی میت بنشیند و بگوید یارب بست و یکبار و بعدہٗ اول طرف آسمان بگوید یا روح و در دل ضرب کند یا روح الروح مادام کہ انشراح یابد این ذکر بکند انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید۔

ذکر طریقہ ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم

واما طریق ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم کہ از بعض اولاد شیخ نظام نارنولی رسیدہ آنست کہ چون مہمے پیش آید سر برہنہ وضو کردہ صف زدہ رو بقبلہ بنشیند اول دہ مرتبہ درود بخوانند بعد ازان سیصد و شصت بار این دعا لا ملجا ولا منجی من اللہ الا الیہ بخوانند پس ازان سیصد و شصت مرتبہ سورۂ الم نشرح خوانند پس باز دعاء مذکور سیصد و شصت بار بخوانند پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا تعالیٰ سوال نمایند ہمین طور ہر روز بخواندہ باشند انشاء اللہ تعالیٰ در ایام معدود مقصود حصول انجامد

طریقہ سہروردیہ

اما طریقہ سہروردیہ در دیار ہندوستان از جہت مخدوم بہاؤالدین زکریا شائع شدہ و خراسان از جہت شیخ نجیب الدین بزغش و این فقیر را

خزانہ کلیمی حصہ اول و دوم حصہ دوم نعت میں قوالی کی پچاس سے زیادہ غزلیں قیمت ۱۱ر

اخلاص پڑھے اور پھر قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھے اور ایک بار آیۃ الکرسی اور بعضی سورتیں جو زیارت کے وقت پڑھتے ہیں۔ جیسے سورہ ملک اور اسکے سوا بعدہٗ قل کہے بعد فاتحہ کے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور ختم کرے اور تکبیر کہے بعد سات دفعہ طواف کرے اور اسمیں تکبیر پڑھے اور شروع داہنی طرف سے کرے پھر پاؤں کی طرف رخسارہ رکھے اور نزدیک میت کے منہ کے بیٹھے اور کہے یارب اکیس دفعہ بعدہٗ اول طرف آسمان کے تیں کہے یا روح اور دل میں ضرب کرے یا روح الروح جبتک کہ انشراح پائے یہ ذکر کرے انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور و کشف ارواح حاصل ہوگا۔ اور طریقہ ختم خواجگان چشت قدس اللہ سرہم کہ بعض اولاد شیخ نظام الدین نارنولی سے اسطرح پہنچا ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آئے وضو کرے، رو بقبلہ بیٹھے اول دس مرتبہ درود شریف پڑھے اسکے بعد تین سو ساٹھ بار یہ دعا پڑھے لا ملجا ولا منجی من اللہ الا الیہ بعد اسکے تین سو ساٹھ بار الم نشرح پڑھے پھر تین سو ساٹھ دفعہ وہی دعا مذکور پڑھے پھر دس دفعہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی شیرینی پر فاتحہ عام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اسی طرح روز کرے انشاء اللہ چند یوم میں مقصد حاصل ہوگا

بیان طریقہ سہروردیہ۔ یہ طریقہ ملک ہندوستان میں مخدوم بہاؤالدین زکریا کی جہت سے شائع ہوا ہے اور خراسان میں شیخ نجیب الدین بزغش کی جہت سے اور اس فقیر کو

۱۰۱ حضرت شاہ صاحب رحمہ کا سلسلہ سہروردیہ

بہریکے ازین شعبہا ارتباط واقع است پس ارتباط این فقیر با والد خود است شیخ عبدالرحیم قدس سرہٗ عن الشیخ عظمۃ اللہ الاکبرابادی عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبدالعزیز عن السید عبدالوہاب البخاری عن السید صدرالدین راجو قتال عن اخیہ السید جلال الدین مخدوم جہانیان عن الشیخ رکن الدین ابی الفتح عن ابیہ الشیخ صدرالدین عن ابیہ الشیخ بہاء الدین زکریا عن الشیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی وایضا این فقیر خرقہ از دست ابوطاہر مدنی پوشیدہ عن ابیہ عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد الشناوی عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبدالوہاب الشعراوی وہو لبسہا من ید شیخ الاسلام زکریا بن محمد الانصاری وارخی لہ العذبۃ بلباسہ لہا من ید الشہاب احمد من الفقیہ علی بن محمد الدمیاطی الشہیر بالزلبانی بلباسہ لہا من ید الامین بن ابی بکر بن محمد الخوافی صاحب الوصایا القدسیۃ بلباسہ لہا من ید الشیخ نورالدین عبدالرحمن المصری بلباسہ لہا من ید الشیخ جمال الدین یوسف الکورانی بلباسہ لہا من الشیخین حسام الدین التمشیری ونجم الدین الاصفہانی بلباسہما عن الشیخ نورالدین عبدالصمد النطنزی بلباسہا عن الشیخ نجیب الدین علی بن بزغش بلباسہ لہا

ان دونوں شعبوں سے ارتباط ہے پس ارتباط اس فقیر کو اپنے والد شیخ عبدالرحیم ① قدس سرہ سے انکو شیخ عظمت اللہ ② اکبرآبادی سے انکو اپنے والد ③ سے انکو اپنے دادا ④ شیخ عبدالعزیز سے انکو سید عبدالوہاب ⑤ بخاری سے انکو سید صدرالدین ⑥ راجو قتال سے انکو اپنے بھائی سید جلال الدین ⑦ مخدوم جہانیان سے انکو شیخ رکن الدین ⑧ ابو الفتح سے انکو اپنے والد شیخ صدرالدین ⑨ سے انکو اپنے والد شیخ بہاؤالدین ⑩ زکریا سے انکو شیخ الشیوخ شہاب الدین ⑪ سہروردی نے

اور ایضاً اس فقیر نے خرقہ شیخ ابوطاہر مدنی کے ہاتھ سے پہنا ہے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے شیخ احمد شناوی سے انہوں نے اپنے والد ان کے دادا شیخ عبدالوہاب شعراوی سے اور انہوں نے خرقہ پہنا ہاتھ سے شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری کے در حق لہ العذبۃ بلباسہ لہا شہاب احمد کے ہاتھ سے فقیہ علی بن محمد دمیاطی عرف رلبانی سے انہوں نے ہاتھ سے ابوبکر بن محمد خوانی صاحب وصایا القدسیہ کے انہوں نے ہاتھ سے شیخ نورالدین عبدالرحمن مصری سے انہوں نے شیخ جمال الدین یوسف کورانی کے انہوں نے شیخ حسام الدین تمشیری ونجم الدین اصفہانی کے ہاتھ سے انہوں نے شیخ نورالدین عبدالصمد نطنزی کے انہوں نے شیخ نجیب الدین علی بن بزغش سے انہوں نے

شاہ صاحب رحمہ کا اگلا سلسلہ طریقہ

شاہ صاحب کا سلسلۂ سہروردیہ

من العارف بالله الشيخ شهاب الدين عمر السهروردي روح الله روحه وارواحهم ورحمنا بهم فقد حصل لها جهتان في الخرقة السهروردية والله اعلم والشيخ عارف بالله الشيخ شهاب الدين عمر السهروردي له جهتان احدهما انه لبس الخرقة عن عمه القاضي وجيه الدين عمر بن محمد المعروف بعمويه بلباسه لها من والده المعمر محمد عمويه بن عبد الله سعد ومن الشيخ اخي فرج الزنجاني يد احدهما مشاركة للاخر بلباسهما من الشيخ احمد الاسود الدينوري بلباسه من الممشاد الدينوري ولباس اخي الفرج الزنجاني لها عن ابي العباس النهاوندي بلباسه من ابي عبد الله محمد بن خفيف الشيرازي بلباسه من ابي محمد رويم بن احمد البغدادي بلباسهما اعني ممشاد و رويم من سيد الطائفة ابي القاسم الجنيد البغدادي والثانية انه اخذ التلقين عن عمه ابي نجيب السهروردي عن الشيخ احمد الغزالي عن الشيخ ابي بكر النساج عن الشيخ ابي القاسم الكركاني عن الشيخ ابي العثمان المغربي عن ابي علي الكاتب عن ابي علي الروذباري عن ابي القاسم الجنيد البغدادي في النفحات نقلا عن الفرغاني شيخ الشيوخ شيخ شهاب الدين سهروردي نسبت خرقه را تا ابو القاسم جنيد بيش اثبات كرده است

عارف باللہ شیخ شہاب عمر سہروردی روح اللہ روحہ وارواحہم ورحمنا بہم تیں تحقیق حاصل ہوئی خرقہ سہروردیہ کی تیسری نسبت واللہ اعلم۔ اور شیخ عارف باللہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے لئے دو جہتیں ہیں ایک تو انہوں نے پہنا خرقہ اپنے چچا قاضی وجیہ الدین عمر بن محمد عرف عمویہ سے انہوں نے اپنے والد معمر محمد عمویہ بن عبد اللہ سعد سے اور شیخ اخی فرج زنجانی دونوں کے ہاتھ مشارکت میں انہوں نے اپنے والد شیخ احمد اسود دینوری سے انہوں نے ممشاد دینوری سے اور اخو الفرج زنجانی سے انہوں نے ابو العباس نہاوندی سے انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن خفیف شیرازی سے انہوں نے ابو محمد رویم بن احمد بغدادی سے اور ممشاد اور رویم نے سید الطائفہ القاسم جنید بغدادی سے اور دوسری جہت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی یہ ہے کہ انہوں نے تلقین پائی اپنے چچا ابو نجیب سہروردی سے انہوں نے شیخ احمد غزالی سے انہوں نے شیخ ابو بکر نساج سے انہوں نے شیخ ابو القاسم گرگانی سے انہوں نے شیخ ابو عثمان مغربی سے انہوں نے ابو علی کاتب سے انہوں نے ابو علی رودباری سے انہوں نے ابو القاسم جنید بغدادی سے نفحات میں فرغانی سے نقل ہے کہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نے نسبت خرقہ ابو القاسم جنید تک کی ہے آگے نہیں کی

وازجنید تا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بصحبت نسبت دادہ است نہ بخرقہ اما شیخ مجدالدین بغدادی درکتاب تحفۃ البررہ آوردہ است کہ نسبت خرقہا متصل است بہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحدیث درست متصل مفیض انتہی اقول والحق ماقالہ السہروردی وایں فقیر اوراد واشتغال واعمال طریقہ سہروردیہ اخذکرد درضمن عوارف المعارف عن الشیخ ابی طاہر عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکردی عن احمد القشاشی عن احمد الشناوی عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبدالوہاب الشعرانی عن الزین زکریا عن الحافظ شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی عن ابی الحسن بن ابی المجد الدمشقی عن التقی سلیمان بن حمزۃ المقدسی عن الشیخ القدوۃ الشیخ شہاب الدین عمر السہروردی درضمن وصایائے قدسیہ رسالہ شیخ زین الخوافی بالسند المذکور الی الشیخ زین الدین دمیاط بکسر الدال المہملۃ وقیل بکسر الذال المعجمۃ وسکون المیم وتخفیف التحتیۃ بلد مشہور بمصر کوران بضم الکاف العجمیۃ قبیلۃ من الاکراد نطنزی بفتح نون وطائے مہملۃ۔

مکتوبات کلیمی فارسی جو حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر خانگی حالات اور کلمات قدسیہ قیمت ۶؍

اور جنید سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صحبت سے نسبت دی ہے خرقہ سے نہیں دی مگر شیخ مجدالدین بغدادی نے کتاب تحفۃ البررہ میں لکھا ہے کہ نسبت خرقہ متصل ہے پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حدیث درست متصل مفیض سے انتہی میں کہتا ہوں حق وہی ہے جو سہروردی نے کہا ہے اور اس فقیر نے ورد و وظیفہ و شغل و اعمال طریقہ سہروردیہ کے اخذ کئے ضمن میں عوارف المعارف کے شیخ ابو طاہر سے انہوں نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہوں نے احمد قشاشی سے انہوں نے احمد شناوی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے انکے دادا سے انہوں نے شیخ عبدالوہاب شعرانی سے انہوں نے زین زکریا سے انہوں نے حافظ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی سے انہوں نے ابو الحسن بن ابو المجد دمشقی سے انہوں نے تقی سلیمان بن حمزہ مقدسی سے انہوں نے شیخ پیشوا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اور وصایا قدسیہ کے ضمن میں رسالہ شیخ زین خوافی کا سند مذکور سے شیخ زین الدین تک دمیاط بکسر دال مہملہ اور بعضوں نے کہا ذال معجمہ اور سکون میم اور تخفیف یائے تحتیہ ایک شہر مشہور ہے گوران بفتح کاف عجمیہ ایک قبیلہ ہے کردوں میں سے نطنزی بفتح نون و طائے مہملہ

شیخ شیوخ پیشوا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی

وسکون نون وکسر زائے معجمہ بزغش بضم بائے موحدہ وسکون زائے معجمہ وضم غین معجمہ وشین معجمہ بضم عین مہملہ وضم میم مشددہ وسکون واو وتشدید یائی تحتیہ کذا قال ملا عبد الغفور وفیہ نظر بل الظاہر نظر تخفیف الیاء التحتیہ مثل راہویہ ومدویہ وغیرہما اخی فرج بفتح فا وفتح راء مہملہ وجیم زنجانی بفتح زائے معجمہ وسکون نون وفتح جیم والف ونون مکسورہ ویائی نسبت ونفحات ابوالعباس نہاوندی را شاگرد جعفر خلدی گفتہ است و وی شاگرد جنید بغدادی است خلد بضم الخا محلہ بغداد قال الشیخ زین الدین الخوافی فی کتاب الوصایا القدسی ومنہا انہم یوذعون الاوقات ویصرفون کل وقت بما ہو اللائق بہ فاذا طلع الصبح الصادق ینبغی ان یجددوا الشہادۃ ویقولوا اللہم انی اصبحت اشہدک واشہد حملۃ عرشک وملائکتک وانبیائک ورسلک وجمیع خلقک بانک انت لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک اللہم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری واصبحت مرتہنا بعملی فلا فقیرا فقر منی

وسکون وکسر زائی معجمہ بزغش بضم بائے موحدہ وسکون زائی معجمہ وضم غین معجمہ وشین معجمہ عمویہ بضم عین مہملہ وضم میم مشددہ وسکون واو وتشدید یائی تحتیہ ایسا کہا ہے ملا عبدالغفور نے اور اس میں کلام ہے بلکہ ظاہر تخفیف یائے تحتیہ کی ہے مانند راہویہ و مدویہ وغیرہما کے اخی فرج بفتح فا و فتح را مہملہ وجیم زنجانی بفتح زائی معجمہ وسکون نون وفتح جیم والف ونون مکسورہ ویائی نسبت اور نفحات میں ابوالعباس نہاوندی کو شاگرد جعفر خلدی کا لکھا ہے اور وہ شاگرد جنید بغدادی کے ہیں۔ خلد بضم خائی معجمہ ایک محلہ ہے بغداد میں کہا ہے شیخ زین الدین خوافی نے کتاب وصایا قدسی میں ومنہا الخ یعنی وہ اپنے اوقات کو ضبط کرتے ہیں اور صرف کرتے ہیں ہر وقت اپنا جو اس وقت کے لائق ہو جب صبح صادق طلوع ہوتی ہے چاہئے کہ تجدید کرے شہادت کی اور کہیں اللہم انی اصبحت اشہدک واشہد حملۃ عرشک وملائکتک وانبیائک ورسلک وجمیع خلقک بانک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک اللہم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری واصبحت مرتہنا بعملی فلا فقیر افقر منی

[illegible]

[illegible] ۱۰۵ [illegible]

اللهم لا تشمت بي عدوي ولا تسوء لي صديقي
ولا تجعل مصيبتي في ديني ودنيائي ولا تجعل
الدنيا اكبر همي ولا مبلغ علمي ولا تسلط علي من
لا يرحمني اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وسلم
ثم يقول اللهم ما اصبح بي من نعمة او باحد
من خلقك فمنك وحدك لا شريك لك
فلك الحمد ولك الشكر ثلاث مرات ثم يقول
اللهم لك الحمد حمدا دائما مع دوامك ولك الحمد
حمدا خالدا مع خلودك ولك الحمد حمدا لا منتهى
له دون مشيتك ولك الحمد حمدا لا جزاء لقائله
الا رضاك ولك الحمد طرفة عند كل عين و
تنفس كل نفس ولك الحمد حمدا يوافي
العمل ويكافي مزيدك ثم يقولوا سبحان الله
وبحمده عدد خلقه ورضاء نفسه وزنة عرشه
ومداد كلماته ما تيسر وان وجد فرصة يقولوا
سبحان الله وبحمده اضعاف ما يسبح
جميع خلقه وكما يحب ربنا ويرضى وكما ينبغي
لكرم وجه ربنا وعز جلاله ولا اله الا الله
اضعاف ما هلل ويهلله جميع خلقه وكما يحب
ربنا ويرضى وكما ينبغي لكرم وجه ربنا وعز جلاله
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم اضعاف
ما مجده ويمجده جميع خلقه وكما يحب ربنا ويرضى
وكما ينبغي لكرم وجه ربنا وعز جلاله

اللهم لا تشمت بي عدوي ولا تسوء لي صديقي
ولا تجعل مصيبتي في ديني ودنيائي ولا تجعل
الدنيا اكبر همي ولا مبلغ علمي ولا تسلط علي من
لا يرحمني اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وسلم
پھر کہے اللهم ما اصبح بي من نعمة او باحد من
من خلقك فمنك وحدك لا شريك لك
فلك الحمد ولك الشكر تین مرتبہ کہے پھر کہیں
اللهم لك الحمد حمدا دائما مع دوامك ولك الحمد
حمدا خالدا مع خلودك ولك الحمد حمدا لا منتهى
له دون مشيتك ولك الحمد حمدا لا جزاء لقائله
الا رضاك ولك الحمد طرفة عند كل عين و
تنفس كل نفس ولك الحمد حمدا يوافي
العمل ويكافي مزيدك پھر کہے سبحان الله
وبحمده عدد خلقه ورضاء نفسه وزنة عرشه
ومداد كلماته جسقدر میسر ہوسکے جو فرصت پائیں کہیں
سبحان الله وبحمده اضعاف ما يسبح
جميع خلقه وكما يحب ربنا ويرضى وكما ينبغي
لكرم وجه ربنا وعز جلاله ولا اله الا الله
اضعاف ما هلل ويهلله جميع خلقه وكما يحب
ربنا ويرضى وكما ينبغي لكرم وجه ربنا عز جلاله
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم اضعاف
ما مجده ويمجده جميع خلقه وكما يحب ربنا ويرضى
وكما ينبغي لكرم وجه ربنا وعز جلاله

سلہ الہی میرے دشمنوں کو مجھپر خوشی نہ کیجیو اور میرے دوست کو کبھی کبیدہ نہ کیجیو اور مجھے کوئی دین و دنیا کی مصیبت نہ دیجیو اور نہ میرا بڑا
مقصود دنیا کیجیو اور نہ میرے مبلغ علم کو اور مجھپر ایسے کو تسلط نہ دیجیو جو مجھپر رحم نہ کرے الہی محمد و آل محمد پر درود و سلام بھیج ۲ الہی مجھپر نعمت ہے [illegible]

۳ اور اسی تمام مخلوقات اور جیسا اسکو دوست ہے اور پسند ہے اور جیسا چاہیے اس کے بزرگ ذات کو اور بزرگ جلال کو اور نہ گناہ سے بچنا ہے اور نہ عبادت کی قوت مگر ساتھ اللہ بلند
عظیم ہی ہے [illegible] جیسے اسے محبوب ہے جناب رب کو اور کریم کو اور اسکے بزرگی جلال کو ۱۲

ثم يصلوا سنة صلوة الصبح ركعتين يقرء في الاولى بعد الفاتحة قل يا ايها الكافرون وفي الثانية قل هو الله ثم يقولو سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم وبحمده استغفر الله مائة مرة او ما تيسر ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وآله وسلم ما تيسر ثم يقرء الدعاء المأثور بين السنة والفرض اللهم اني أسئلك رحمة من عندك تهدي بها قلبي وتجمع بها امري وتلم بها شعثي وتصلح بها ديني وتقضي بها ديني وتحفظ بها غايتي وترفع بها شاهدي وتبيض بها وجهي وتزكي بها عملي وتلهمني بها رشدي وترد بها الفتي وتعصمني بها من كل سوء ذكره في العوارف ثم يصلي الفرض بالجماعة ثم يقرء اورادا التي تتضمن الفوائد الكلية معروفة محفوظة للفقراء ويتعلم منهم ثم يقرء حزب المعهود ثم يشتغل بذكر لا اله الا الله على وجه الذي تلقن وكما قيل له بان حروف الذكر تاخذ بجمع مخارج الحروف ويقول بهمة قوية بطا بطا راسه الى فوق سرته ويخرج لا اله من ذالك الموضع

پھر پڑھیں دو رکعت سنت نماز صبح کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکفرون اور دوسری میں قل ہو اللہ پھر کہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ ایک سو دفعہ یا جسقدر ہو سکے پھر درود پڑھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسقدر ہو سکے پھر پڑھیں دعاء ماثورہ درمیان سنت و فرض کے اللهم انی اسئلك رحمة من عندك تهدي بها قلبي وتجمع بها امري وتلم بها شعثي وتصلح بها ديني وتقضي بها ديني وتحفظ بها غايتي وترفع بها شاهدي وتبيض بها وجهي وتزكي بها عملي وتلهمني بها رشدي وترد بها الفتي وتعصمني بها من كل سوء اسکو عوارف میں ذکر کیا ہے پھر فرض جماعت سے پڑھے جنمیں فائدے ہوں کلیہ اور وہ مشہور ہیں اور فقراء کو یاد ہیں اُنسے سیکھے پھر پڑھے حسب معمول پھر مشغول ہو لا الہ الا اللہ ذکر سے جس طرح تلقین کیا ہے اور جیسا کہہ دیا ہے اُس سے کہ حروف ذکر کے مخرجوں سے کے نکالے اور خوب ہمت سے کہے سر کو جھکائے اوپر ناف کے اور وہاں سے لا الہ نکالے

حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے جید بزرگ اور متبحر عالم اور عالی قدر مصنف تھے سواء السبیل کلیمی مع ترجمہ اردو آپکی معرکۃ الآراء تصنیف ہے جسمیں ذات و صفات وجود و شہود علم و حقیقت روحی مسئلہ قدم و حدوث کلام الٰہی وغیرہ مشکل اور دقیق مسائل کو خوبی اور اختصار کیساتھ بیان فرمائے ہیں جو دیکھنے تعلق رکھتا ہے نیز معترضین کیطرف سے فرضی اعتراضات کرکے نہایت معقول جوابات دیئے ہیں قیمت ایک روپیہ

وهو محل ظهور النفس مادا لا اله الى المنكب الايمن ناظرا بقلبه الى كبرياء الله وعظمته لتصفو النفس ويميل راسه الجانب الايسر ويضرب الا الله بالشد القوي على القلب اللحمي الصنوبري الشكل المودع في الجانب الايسر تحت الثدي الايسر بجنب عظمة الصدر بحيث تؤثر في القلب وتصل حرارة نار الذكر الى القلب وتذوب الشحمة التي فوق القلب ولها رائحة مخصوصة حين الاحتراق والذوبان وتتبع تلك النار نور فللذكر نار ونور ناره تخلى ونوره يحلى فاذا اثر ناره ونوره في جو القلب في الدم الغليظ الذي في وسط القلب وهو منبع الحيوة الحيوانية ومنه تجري انهار الدماء في الشرايين الى الاعضاء تصرف في البخار اللطيف الذي يركب الدم الساري في الاعضاء وذلك البخار هو الروح الحيواني وهو النفس الانسانية التي هي مركب الروح الانساني فاذا تصرف الذكر في ذلك البخار فقد تصرف في النفس والنفس سارية في جميع البدن

اور وہی جگہ ہے ظہور نفس کی کھینچ لائے لا الٰہ کو دائیں مونڈھے تک نظر کرتا ہوا دل سے اللہ کی کبر وعظمت کو تاکہ صاف ہوئے نفس اور میل دے سر کو بائیں طرف اور الا اللہ کی ضرب خوب شدت سے قلب لحمی صنوبری پر کہ بائیں طرف بائیں پستان کے نیچے سینے کے برابر ہے لگائے ایسی حیثیت سے کہ قلب میں اثر ہو اور ذکر کے آگ کی حرارت قلب کو پہنچے اور پگھل جائے چربی جو دل پر ہے اور اُس کی ایک خاص بو ہے جلنے کے وقت اور پگھلنے کے وقت اور اس آگ کے پیچھے نور ہے تو ذکر کے لئے نار بھی ہے نور بھی ہے اُسکی نار خالی کر دیتی ہے اور اس کا نور آراستہ کر دیتا ہے تو جب اثر ہوتا ہے نار اور نور کا قلب کے درمیان بیچ گاڑھے خون کے جو وسط قلب میں ہے اور وہ منبع ہے حیات حیوانیہ کا اور وہیں سے جاری ہیں نہریں خون کی شرائین میں سب اعضا کی طرف تو وہ نار تصرف کرتی ہے بخار لطیف میں جو مرکب کرتا ہے خون سرایت کرنیوالے کو اعضا میں اور وہ بخار ہے روح حیوانی ہے اور وہی نفس انسانیہ ہے جو مرکب ہے روح انسانی کا پس جس وقت تصرف کیا ذکر نے اُس بخار میں تو بیشک تصرف کیا نفس میں اور سارے بدن میں سرایت کئے ہوئے ہے

وصیت نامہ مع شرح حضرت شاہ صاحب کی تصنیف ہی مسلمانوں کے
لائق عمل وصیتیں اور اسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی نئی جدید شیوہ قیمت ۲/

فيتحلل اعضاء البدن بتاثير الذكر وتتاثر النفس بنار الذكر ونوره وكما قلنا ان ناره تخلى ونوره تحلى بتبدل ظلمات النفس بالانوار فتزول عنها الاخلاق المذموم وتتحلى بالاخلاق المحمودة فيتخلص القلب من ظلمات النفس ويزداد القلب نور على نور فيستعد بفيضان انوار صفات الرب تعالى وعلى قدر الملازمة تظهر النتيجة وسيجئ مزيد بيان الذكر وانواره واحوال تقلبات القلب وآثار تغيراته ان شاء الله تعالى وينبغي ان يحضر النفس على القلب ويجعل هاء الا الله دائرة يطبقها على دائرة القلب بالقوة ويكون جانب الاثبات اكثر ملاحظة من جانب النفي وينوي المبتدي بكلمة لا اله الا الله لا معبود غير الله والمتوسط ينوي لا مطلوب ولا مراد او لا مقصود الا الله واذا وجد في القلب محبة مخلوق ممن ليس وساطة بينه وبين الله تعالى ينوي لا محبوب الا الله وينبغي ان يكون صادقا في المعاني الثلاثة في النفي والاثبات

پس تحلیل ہوتے ہیں اعضاء بدن کے ذکر کی تاثیر سے اور نفس متاثر ہوتا ہے نار ذکر سے اور نور ذکر سے اور جیسا ہم نے کہا ہے کہ اُس کی نار خالی کرتی ہے اور اُس کا نور آراستہ کرتا ہے بدل جاتی ہیں نفس کی ظلمتیں انوار سے اور بُری عادتیں زائل ہو جاتی ہیں اور آراستہ ہو جاتا ہے اچھے اخلاق سے تو خلاص ہو جاتا ہے قلب ظلمات نفس سے اور زیادہ ہوتا ہے قلب کا نور علی نور پس مستعد ہو جاتا ہے فیضان انوار کا صفات الٰہی کے اور بمقدار ملازمت کے نتیجہ ظاہر ہوتا ہے اور قریب آئیگا زیادہ بیان ذکر کا اور اُس کے انوار اور احوال تقلبات اور تغیرات کا انشاء اللہ تعالیٰ اور چاہئے کہ حاضر کرے نفس یعنی دم کو اوپر قلب کے اور الا اللہ کے ہ کو ایک ایسا دائرہ کرے کہ قلب کے دائرہ پر پورا ہو جائے قوت سے اور اثبات کی جانب ملاحظہ زیادہ نفی کی جانب کے ملاحظہ سے اور نیت کرے مبتدی کلمہ لا الہ الا اللہ سے لا معبود غیر اللہ اور متوسط نیت کرے لا مطلوب یا لا مراد یا لا مقصود الا اللہ اور جس وقت اپنے دل میں مخلوق کی محبت پائے جدا اللہ اور اسکے درمیان واسطہ نہ ہو تو نیت کرے لا محبوب الا اللہ اور چاہئے کہ سچا ہو تینوں معنی میں بیچ نفی اور اثبات کے

تخلص همة نفسه من المتعلقات بالكائنات والميل الى المشتبهات والمستلذات التي هي المعبودات الباطلة ومن الميل الى المشكوفات الكونية والكرامات العيانية فلا طائل تحتها ويطلب الحق وحده وينزه طلبه من المزج بهوى النفس فان الميل الى الكشوفات الكونية والكرامات من جملة هوس النفس وهواها ومن التفت اليها وكان مقصد ومطمح نظره في ذكره تلك فهو مدرج فيما بين الممكورين بل ان وقعت بلا طلب يخاف عليه من الاستدراج قال بعض الكبار اذا دخل شخص سالك في بستان وقال طيور اشجار ذلك البستان بالسنتهم السلام عليك يا ولي الله فان لم يفطن انه مكر به فقد مكر بها وهو لم يشعر وجميع المرشدين نفروا المريدين من الميل الى الكرامات العيانية وقالوا انها حيض الرجال ثم اذا تنور القلب بانوار الوحدانية المودعة في ملازمة ذكر لا اله الا الله وانعكست تلك الانوار على صفحات الكائنات من جميع الاقطار يرى الذاكر هذه الوجودات ما كانت حقيقة وانما هي مجازية ممكنة غير واجبة ويشاهد الوجود الحق الواجب الازلي الابدي

خالص کرے اپنی ہمت سے اپنے نفس کو متعلقات دنیا سے اور مشتبہات اور مستلذات سے بچے کہ یہی ہیں معبود باطل اور رغبت نہ کرے کشف وکرامات کی طرف حق کو طلب کرے تنہا اور پاک کرے طلب کو ہوائے نفس سے کیونکہ کشف وکرامات بھی نفس کی ہوا وخواہش کی قسم سے ہیں اور جسنے انکی طرف التفات کیا اور اسکو مدنظر ذکر میں اور اسکا مقصد فکر سے بھی ہو تو وہ ممکورین میں درج ہی بلکہ اگر واقع ہو بلا طلب اُسکے تو اس پر استدراج کا خوف ہے بعضے بزرگوں نے کہا ہے کہ سالک جب باغ میں جائے اور درختوں کے پرندے اُس باغ میں اپنی زبان میں کہیں سلام علیک یا ولی اللہ تو وہ اگر نہ جانے کہ یہ مکر ہے تو تحقیق اُسکے ساتھ مکر ہے اور اُسے شعور نہیں اور سب مرشد مریدوں کو نفرت دلاتے رہے ہیں کرامات عیانیہ کی رغبت سے اور کہا ہے کہ کرامات مردوں کا حیض ہے پھر جب منور ہو جاتا ہے قلب انوار وحدانیت سے جو امانت ہے ملازمت ذکر میں لا الہ الا اللہ کے اور منعکس ہوتے ہیں انوار مخلوقات پر سب طرف سے تو دیکھتا ہے ذاکر کہ وجودات جو یہ ہیں اُن کی حقیقت نہیں یہ سب مجازیہ ممکنہ غیر واجبیہ ہیں اور مشاہدہ کرتا ہے وجود حق کا جو واجب ازلی ابدی ہے۔ تو

حجبه بقوله لا اله الا الله ويقول لا موجود الا الله اي الوجود الحقيقي لا يزال يكرر لا اله الا الله بهذا المعنى حتى يضمحل جميع ظلمات الكائنات في نظر شهوده و يظهر نور التوحيد وهنا مزال الاقدام نبينه من بعد ان شاء الله تعالى وبعض الذاكرين فهموا من قول المشائخ بحصر النفس على القلب لوصول حرارة النفس الى القلب ان لا يتنفس الذاكر ويضبط نفسه حتى بعضهم يعدون عدد الانفاس كم انضبطت فقد توهموا ذالك وليس المراد من حصر النفس ما توهموا بل ذالك صفة الهنود من الجوكية المرتاضين ولهم فيها مقاصد دنيوية فيحترز السالك من ذالك ولا يفعل بما قلنا ويخلي النفس يروح ويجيء بلا اعتداد ثم المبتدي لا يقدر على ملاحظة معنى الاحسان مع ملاحظة معنى الذكر فحصر بالبال ولا معنى الذكر ويجري على قلبه مرارا حتى اذا اثر معنى الذكر في القلب فح ملاحظة معنى الاحسان بذكر كانه يراه ثم اذا برق بارق من سحاب الكرم ولمع من ضياء شمس الغيب

خیر المجالس ترجمہ اردو نزہۃ المجالس۔ دو جلدوں میں
آٹھ سو صفحات میں وعظ و نصیحت کی بے نظیر کتاب ہے
جسمیں مسائل ضروریہ نہایت واضح طور پر بیان کئے ہیں
قیمت ہر دو جلد ساڑھے چار روپے چونکہ ضخیم کتاب ہے [illegible] پیشگی آنے چاہئیں

اِس حال میں کہے لا الٰہ الا اللہ اور نیت کرے لا موجود الا اللہ یعنے وجود حقیقی ہمیشہ تکرار کرے لا الٰہ الا اللہ کی اسی معنے سے یہانتک کہ مضمحل ہوجاے ظلمات کائنات کی اُسکی نظر شہود میں اور ظاہر ہو نور توحید کا اور یہاں پاؤن پھسلنے کی جاے ہے سو انشاء اللہ بعد میں بیان ہوگی اور بعض ذاکرین یہ سمجھے ہیں مشائخ کے اِس قول سے کہ حصر نفس کرے قلب پر واسطے وصول حرارت نفس کے قلب کی طرف کہ ذاکر سانس نہ لے اور سانس کو ضبط کرے یہانتک کہ بعضے گنتے ہیں کہ سانس کتنے ضبط ہوئے سو یہ انکو وہم ہوا ہے حصر نفس سے یہ مراد نہیں جو اُنکو وہم ہوا بلکہ یہ تو ہندؤں کے جوگیوں کا کام ہے جو ریاضت کرتے ہیں اُنکو اس میں دنیا کے مقصد ہیں سالک کو چاہئے اس سے احتراز کرے اور وہی کرے جو ہم نے کہا ہے اور سانس کو چھوڑ دے راحت میں اور شمار نہ کرے پھر مبتدی قدرت نہیں رکھتا کہ ملاحظہ کرے معنی احسان کیساتھ ملاحظہ معنے ذکر کے بس خیال کرے ولیکن اول معنے ذکر کے اور اُسے بار بار دل میں گذارے یہانتک کہ جب اثر کر جاتے معنے ذکر کے قلب میں تو اسوقت ملاحظہ کرے معنی احسان ذکر کے کانہ یراہ پھر جب چمکے بجلی ابر کرم سے اور آفتاب غیب کی شعاعیں نزول

111

توجہ بسرہ للمشاهدة من غير
تحديق النظر اليه بل بطرق
اجلالا و تعظيما ونعم ما قال
بعض المشاهدين اشتياق
فاذا بدا طرقت حذ له من اجلاله
فذكره في ذلك الوقت المشاهدة و
قد قال سبحانه اذا رايتني فلا تذكرني
واذا لم ترني فلا تفارق اسمي ولم يكن هذا
المقام مقام بسط هذه المعنى وكانت
موعودة لما يجيئ بعد ان شاء الله تعالى لكن
الكلام يجر الكلام ثم اذا ذكر ذكرا كثيرا وارتفعت
النفس قدر رمح او رمحين وحصل له الكلال
بترك الذكر فيراقب المذكور ويلاحظه
اولا نظره تعالى الله عن جميع جوانب ذرات
وجوده ويجعل ذاته محاطا بنظره تعالى
فانه في الجهة والله سبحانه منزه عن
الجهة فلا يمكن له ان يتوجه الى جهة
ما لكن اذا لاحظ نظره تعالى اليه
عن جميع جوانبه يصغر وجوده
وكلما يصغر وجوده بسبب ذلك
النظر وهو يفر الى جواه حتى لا يبقى
له مفر وان الى ربك يومئذ مستقر
ثم اذا ارتفعت الجسمية في ثلاثة
الجهات يلاحظ۔

اُس وقت متوجہ ہو اپنی سر سے واسطے
مشاہدہ کے سوا خوب طرح دیکھنے کے بلکہ
سر جھکا دے واسطے بزرگی اور تعظیم کے اور
کیا خوب کہا ہے بعضے مشاہدہ کرنیوالوں نے
کہ میں اُن کا مشتاق تھا جب وہ ظاہر ہوا
میں نے سر جھکا لیا اُسکے جلال سے اُسکی تعظیم کے
واسطے اور تحقیق کہا ہے اللہ تعالیٰ نے
جب تو مجھے دیکھے تو مرا ذکر نہ کر اور جب نہ دیکھے
تو میرے نام سے جدا نہ ہو اور یہ مقام ان باتوں
کے ذکر کا نہ تھا اُنکا تو وعدہ ہی کر گئے بیان
کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ لیکن بات میں بات نکل آتی
ہے پھر جب اُسنے ذکر بہت کیا اور آفتاب نفس بلند ہوا بقدر
ایک نیزہ کے یا دو نیزہ کے اور اسکو ماندگی ہوئی
تو ترک کرے فکر کو اور مراقبہ کرے مذکور کا اور ملاحظہ کرے
پہلے اللہ تعالیٰ کی نظر اپنی طرف اپنے وجود کے ذرہ ذرہ
کیطرف اور اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں احاطہ کیے
ہوئے جانے کیونکہ یہ جہت میں ہے اور اللہ تعالیٰ جہت سے منزہ
ہے تو ممکن نہیں متوجہ ہو کسیطرف لیکن جب ملاحظہ کرے گا
نظر اللہ تعالیٰ کی اسکی طرف سب جانب سے صغیر معلوم ہو
وجود اپنا اور جب صغیر معلوم ہوا اپنا وجود پیچھے ہو گی
اُسکی وہ نظر اور وہ بھاگے گا اسکے وجود کیطرف یہاں
تک کہ اسکے واسطے باقی نہیں رہے کا کوئی ٹھکانا بھاگنے کا
وان الى ربك يومئذ المستقر پھر جب
اُٹھ جائیں گے جسمیت اور نابود و نیست
ہو جائیں گے جہتیں تو ملاحظہ کرے گا۔

قرة العين في تفضيل الشيخين شاہ صاحب کی فضائل شیخین میں بے نظیر کتاب ہے۔

قرب الصفات لا يحتاج الى التكلفات فعالم الارواح منزه عن الجهات فيدرك قربه تعالى بالمعنى والصفة ثم يترقى الى ما فوق ذلك ثم اذا تحرك الخواطر يدعوا هذه الدعاء اللهم انى اعوذبك من تفرقة القلب اللهم اجعلنى فارغ القلب مجموع اللهم بحيث لا يخطر فى قلبى سواك يحفظ منهم ثم يصلى ركعتى الاشراق يقرء فى الاولى بعد الفاتحة الله نور السموات والارض الى بكل شئ عليم وفى الثانية اذن الله ان ترفع الى بغير حساب ثم يذكر مرات ويدعو ثم يشتغل بقرءة القرآن بالتامل والاتعاظ والترتيل والاحتفاظ كانه يقرء على الله وكان الله يتكلم مع حاضر القلب داعيا مصفيا متادبا متخشعا ويقرء مقدار حزب او حزبين ولا يكون فى قيد الاكثار بل فى قيد الاتعاظ والاعتبار فرب قارى القرآن والقرآن يلعنه لانه لا يصحح الحروف ولا يراعى الوقوف ولا يتعظ عما ولا يتفكر فى امثاله وزواجره

حیات باقیہ اردو۔ ہندوستان میں نقشبندیہ خاندان کے سرتاج بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی پاک زندگی کے صحیح اور تاریخی واقعات اور اخلاقی حالات اختصار کیساتھ قلمبند کئے گئے ہیں قیمت آٹھ آنے

قرب صفات کو اور تکلفات کی کچھ حاجت نہیں رہنے کی اور عالم ارواح منزہ ہیں جہتوں سے تو ادراک کریگا قرب اللہ تعالیٰ کا ساتھ معنے اور صفت کے پھر ترقی کریگا اس کے فوق کی طرف پھر جب حرکت کرینگے خطرے یہ دعا پڑھے اللھم انی اعوذ بک من تفرقۃ القلب اللھم اجعلنی فارغ القلب مجموع اللھم بحیث لا یخطر فی قلبی سواک پھر پڑھے نماز اشراق دو رکعت پہلی میں الحمد کے بعد اللہ نور السموات والارض بکل شئ علیم تک دوسری میں اذن اللہ ان ترفع بغیر حساب تک پھر کئی دفعہ ذکر کرے اور دعا مانگے پھر مشغول ہو تلاوت قرآن شریف سے فکر کے ساتھ اور نصیحت ماننے کے ساتھ اور ترتیل کیساتھ اور حفاظت و ادب کے ساتھ اس طور کہ گویا اللہ تعالیٰ کے آگے پڑھ رہا ہوں اللہ سن رہا ہے قلب کو حاضر کرکے دعا کرتا ہوا اور صفا حال اور ادب کرتا ہوا اور خشوع کرتا ہوا اور پڑھے مقدار ایک سپارہ یا دو سپارہ کے اور بہت سا پڑھنے کا خیال نہ کرے بلکہ نصیحت وعبرت کا خیال رکھے کیونکہ بہت قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انکو لعنت کرتا ہے اسلئے کہ وہ حروف صحیح نہیں کرتے اور نہ وقفوں کی رعایت کرتے ہیں اور نہ عبرت پکڑتے ہیں اور نہ انکی مثلوں میں اور نہ زجروں

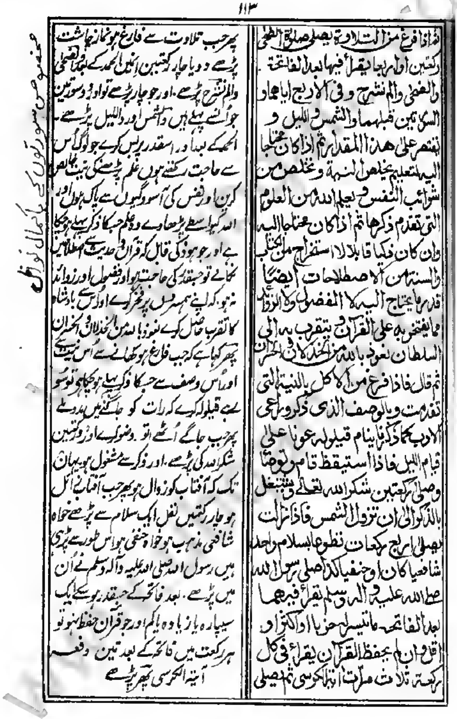

ثم اذا فرغ من التلاوة يصلي صلوة الضحى
ركعتين او اربعا يقرأ فيها بعد الفاتحة
والضحى والم نشرح وفي الاربع ايا هما و
السورتين قبلهما والشمس والليل و
يقتصر على هذا المقدار ثم اذا كان محتاجا
اليه لتعليم يخلص لنيته ويخلص من
شوائب النفس ويعلم الله من العلوم
التي تقدم ذكرها ثم اذا كان محتاجا اليه
وان كان ذكيا قابلا لاستخراج من الكتاب
والسنة من الاصطلاحات ايضا
قدر ما يحتاج اليه لا الفضول ولا الزوائد
مما يفتخر به على القرآن ويتقرب به الى
السلطان نعوذ بالله من الخذلان والخسران
ثم قال فاذا فرغ من الاكل بالنية التي
تقدمت وبالوصف الذي ذكرنا على
الادب كما ذكرنا ينام قيلولة عونا على
قيام الليل فاذا استيقظ قام وتوضأ
وصلى ركعتين شكر الله تعالى ويشتغل
بالذكر الى ان تزول الشمس فاذا زالت
يصلي اربع ركعات تطوعا بسلام واحد
شافعيا كان او حنفيا كذا صلى رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم يقرأ فيهما
بعد الفاتحة ما تيسر له حزبا او اكثر او
اقل وان لم يحفظ القرآن يقرأ في كل
ركعة ثلاث مرات آية الكرسي ثم يصلي

پھر جب تلاوت سے فارغ ہو نماز چاشت
پڑھے دو یا چار رکعتیں اِنمیں الحمد کے بعد الضحیٰ
والم نشرح پڑھے۔ اور جو چار پڑھے تو اور دو سورتین
جو اُنسے پہلے ہیں والشمس اور واللیل پڑھے۔
الحمد کے بعد اور اسقدر پر بس کرے جو لوگ اُس
سے حاجت رکھتے ہوں علم پڑھنیکی نیت بخالص
کریں اور نفس کی آسودگیوں سے پاک ہوں اور
اللہ کیواسطے پڑھاوے وہ علم جسکا ذکر پہلے ہوچکا
ہے اور جو ہو ذکی قابل کہ قرآن و حدیث سے اصطلاحیں
نکالے تو جسقدر کی حاجت ہو اور فضول اور زوائد
نہو۔ کہ اپنے ہمسروں پر فخر کرے اور اُس سے بادشاہ
کا تقرب حاصل کرے نعوذ باللہ من الخذلان والخسران
پھر کہا ہے کہ جب فارغ ہو کھانے سے اُس نیت سے
اور اُس وصف سے جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے تو سو
رہے قیلولہ کرے کہ رات کو جاگنے میں مدد ملے
پھر جب جاگے اُٹھے تو وضو کرے اور دو رکعتین
شکر اللہ کی پڑھے۔ اور ذکر سے مشغول ہو یہاں
تک کہ آفتاب کو زوال ہو پھر جب آفتاب ڈھل
ہو چار رکعتیں نفل ایک سلام سے پڑھے خواہ
شافعی مذہب ہو خواہ حنفی ہو اس طور سے پڑھی
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن
میں پڑھے۔ بعد فاتحہ کے جسقدر ہوسکے ایک
سیپارہ یا زیادہ یا کم اور جو قرآن حفظ نہو تو
ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین دفعہ
آیتہ الکرسی پھر پڑھے

مضمون مخصوص بزرگوں کے اعمال اوراد

سالکین کیلئے دیگر ۱۴ معمولات

سنة الظهر اربعا ثم يصلى الفرض بالجماعة ثم يصلى السنة ركعتين. ثم يصلى ركعتين اخريين ثم اذا كان له ثمه معيشتي او مطالعة او كتابة يشتغل به الى العصر ثم يصلى سنة العصر اربع ركعات ثم يصلى الفرض مع الجماعة ثم يقرأ الحزب المعهود من الاذكار ثم يشتغل بذكر لا اله الا الله كما ذكرنا الى وقت الغروب وان فرغ والشمس بعد ما غربت يشتغل بالتسبيح والاستغفار ثم يصلى المغرب بالجماعة ويصلى ركعتي السنة ثم يصلى ركعتين لبقاء الايمان يقرأ فى كل منهما بعد الفاتحة اية الكرسى مرة وقل هو الله احد والمعوذتين كل واحدة مرة ثم اذا سلم يصلى على النبى صلى الله عليه وآله وسلم عشر مرات ثم يدعو بهذا الدعاء ثلث مرات اللهم انى استودعك دينى فاحفظه على فى حياتى وعند وفاتى وبعد مماتى ليثبته الله تعالى على الايمان ويامنه من النزع والخذلان كذا افادنا شيخنا قدس الله سره ثم اذا كان طالب العلم يشتغل فيما بين العشائين بالمطالعة او التكرار ولا يتكلم فى هذا الوقت فان الكلام فيه يكدر القلب ويذهب بنضارة الوقت

چار سنت ظہر کی۔ پھر فرض جماعت کیساتھ پھر دو رکعتیں سنت پڑھے۔ پھر دو رکعتیں نفل پڑھے۔ پھر جو اس کو کاروبار معاش کا ہو یا مطالعہ کتاب کا ہو یا کتابت کرنی ہو اُس سے مشغول ہو عصر کی نماز تک۔ پھر چار سنتیں عصر کی پڑھے۔ پھر فرض پڑھے جماعت سے۔ پھر اپنا وظیفہ معمولی اذکار میں سے پڑھے پھر مشغول ہو ذکر لا الہ الا اللہ سے جیسے ہم ذکر کر چکے ہیں غروب آفتاب تک اور جو پہلے فارغ ہو جائے تو مشغول ہو تسبیح و استغفار سے پھر مغرب کی نماز پڑھے بعدہ دو سنتیں پڑھے پھر دو رکعتیں بقاء ایمان کیواسطے پڑھے ہر ایک میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک دفعہ و دونوں میں قل ہو اللہ احد اور معوذتین بھی ایک ایک دفعہ دونوں رکعتوں میں پھر سلام پھیر کر دس بار درود شریف پھر تین بار یہ دعا مانگے اللّٰھم انی استودعک دینی فاحفظ علی فی حیاتی وعند وفاتی وبعد مماتی۔ تاکہ ثابت رکھے اُسکے تئیں اللہ تعالی اوپر ایمان کے اور امن میں رکھے جانکنی اور عذاب و رسوائی سے ایسا ہی افادہ فرمایا ہے ہمکو ہمارے پیر قدس اللہ سرہ نے پھر جبکہ طالب علم ہو تو مطالعہ میں مشغول ہو مغرب سے عشاء تک یا تکرار علم میں اور کلام نہ کرے اسوقت میں کہ اسوقت میں بات کرنے سے قلب مکدر ہوتا ہے اور تروتازگی وقت کی جاتی رہتی ہے

الٰہی میں امانت سونپتا ہوں تیرے پاس اپنا دین پس تو اسکی حفاظت کر [illegible] ۱۲

فلا يصفو الى آخر الليل وكذا فيما بعد العشاء الآخر لا يتكلم البتة الا اذا عرض عارض شرعي فذلك لا بأس اذا كان مقتصرا على قدر الحاجة وان لم يكن طالب العلم فالاولى له الاشتغال بذكر لا اله الا الله على الوصف الذي تعلم فان الذكر في هذا الوقت يصفي قلبه عما طرأ عليه من امور الطبيعة في النهار فيتهيأ بالصفاء للحضور في ما يعمل بالليل ثم يصلي سنة العشاء اربعا ثم يصلي الفرض بالجماعة ثم يصلي اربعا السنة وان شاء ركعتين ثم عاد الى منزله يصلي اربع ركعات بسلام واحد يقرأ بعد الفاتحة في الاولى آية الكرسي في الثانية آمن الرسول الى آخره في الثالثة اول سورة الحديد الى عليم بذات الصدور وفي الرابعة آخر سورة الحشر من لو انزلنا ثم يشتغل بالذكر ويراعي الوظيفة على ما شاهد اعني يقرأ سورة الفاتحة ثلاث مرات ثم يشتغل بالذكر مع الفقراء ان كانوا والا وحده ثم اذا وجد قلبه الحظ ومل النفس يراقب المذكور ثم اذا تحركت الخواطر يدعو الدعاء المذكور ويشتغل بالصلوة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم مائة مرة ثم يصلي

تو صاف نہیں ہوتا۔ قلب آخر شب تک اور اسی طرح نماز عشا کے بعد بھی نہ باتیں کرے مگر شرعی عارضے سے کیونکہ اس سے نقصان نہیں اگر بقدر حاجت ہو اور جو طالب العلم نہو تو اس کو بھی اولا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو اسی طور سے جو سیکھا ہے کیونکہ اسوقت ذکر قلب کو صاف کرتا ہے امور طبیعہ سے جو دن میں گذرے ہیں۔ تو آمادہ ہو جائے صفا کی تہا واسطے حضور کے جو عمل شب کو کریگا۔ پھر چار سنتیں عشا کی پڑھے پھر جماعت سے فرض پڑھے۔ پھر چار سنتیں اور چاہے دو سنتیں پھر جب اپنے مکان پھیر کر آئے چار رکعت پڑھے ایک سلام سے الحمد کے بعد پہلی میں آیۃ الکرسی اور دوسری میں آمن الرسول آخر سورۃ تک اور تیسری میں اول سورہ حدید سے علیم بذات الصدور تک اور چوتھی میں آخر سورۂ حشر کا لو انزلنا سے پھر ذکر سے مشغول ہو اور رعایت رکھے وظیفہ کی جیسا مشاہدہ کیا ہے۔ یعنی سورہ فاتحہ تین بار پڑھے پھر ذکر سے مشغول ہو ساتھ فقرا کے جو ہوں نہیں تو اکیلا ذکر کرے پھر جس وقت اسکا قلب حظ پائے اور نفس ملول ہو مراقبہ مذکور کرے پھر جب خطرے حرکت کریں تو وہی دعا پڑھے جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھر درود شریف پڑھے۔

على جبرئيل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل وحملة العرش والملائكة المقربين وعلى جميع الانبياء والمرسلين ثلث مرات على ما رأى في مجالس الفقراء ثم يستغفر الله سبعين مرة يلاحظ في الاستغفار فتراته وغفلاته اليومية والسابقة ثم يدعو ويقرأ شيئا من القرآن بوالديه ثم لشيخه ولاستاذه ثم لاصحابه اخوانه ويروح ارواح المؤمنين والمؤمنات تكبيرا ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وآله وسلم على ما يرى من الفقراء ثم اذا كان طالب العلم وكان الفصل شيئا يشتغل بالمطالعة الى غلبة النوم وان كان سالكا يشتغل بذكر لا اله الا الله الى غلبة النوم فاذا غلبت النوم لا يدفعه الان لانه يضره في تهجده ينام بنية العون على العبادة ولايفاء الحق النفس حاضر القلب ناظرا الى نظر الله تعالى اليه مستحييا منه ان يمد رجليه بين يديه عاجلا نفسه كانها تموت مسلما روحه الى الله تعالى ممتثلا امره تعالى قم الليل الا قليلا ويقرأ آية الكرسي و آمن الرسول وآخر سورة الكهف من ان الذين امنوا وعملوا الصالحات

جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل حاملی عرش اور ملائکہ مقربین اور تمام انبیاء مرسلی پر تین مرتبہ جیسا دیکھا ہے مجلسوں میں فقر کے پھر ستر دفعہ استغفار پڑھے اور خیال اپنی سستی اور غفلت روز کی یا پہلے پھر مانگے اور کچھ پڑھے قرآن شریف میں والدین اور پیر و استاد اور اپنے یاروں ا بھائیوں کے واسطے اور سب مومنین اور مومنات کی روح کو بخشے ثواب تکبیر اور در شریف پڑھے جیسے دیکھا ہے فقراء سے پھر طالب علم نیند کے غلبہ تک مطالعہ کرے ا سالک ہو تو ذکر لا الہ الا اللہ سے مشغول ہو نیند کے غلبہ تک اور جب نیند غلبہ کرے تو اسکو دفع نہ کرے نہیں تو تہجد کو ضرر کرےگی سے نیت کرکے عبادت پر مدد کی اور نفس کے حق ادا کرنے کی حاضر ہو دل سے اور اللہ تعالیٰ کے نظر کرنے کو دیکھتا ہو اور اس سے شرماتا ہو کہ اس کے سامنے پاؤں پھیلا ایسی صورت سے جیسے مرتا ہے اور رو کو اللہ کو سونپتا ہے اسکا حکم بجا لاتا ہے کہ قم اللیل الا قلیلا اور پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور آخر سورہ کہف ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سے

گلدستہ آسیہ۔ میلاد شریف میں نثر فصیح و سلیس
نظم دلکش مع چند معجزات رسول صلعم قیمت ہمیں آ

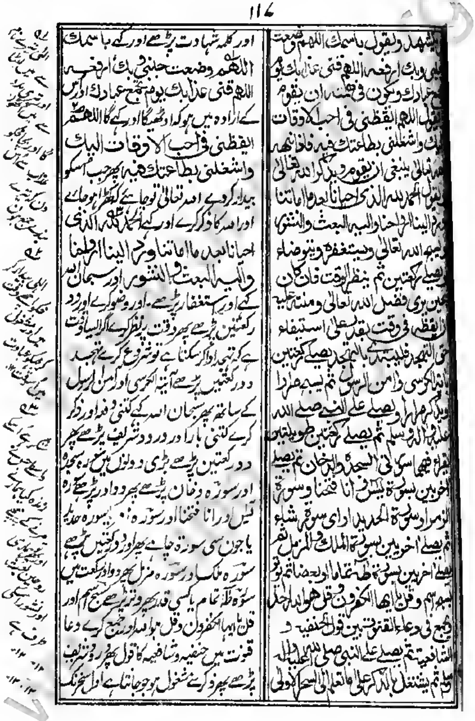

يتشهد ويقول باسمك اللهم وضعت
جنبي وبك ارفعه اللهم قني عذابك يوم
تجمع عبادك ويكون في همته ان يقوم
فيقول اللهم ايقظني في احب الاوقات
اليك واشغلني بطاعتك فيه فاذا نبهه
الله تعالى ينبغي ان يقوم ويذكر الله تعالى
ويقول الحمد لله الذي احيانا بعد ما اماتنا
ورد الينا ارواحنا واليه البعث والنشور
ويسبح الله تعالى ويستغفره ويتوضأ
ويصلي ركعتين ثم ينظر الوقت فان كان
حين يرى فضل الله تعالى ومنته عليه
ان ايقظه في وقت يقدر على استيفاء
حق التهجد فليبتدئ بالتهجد يصلي ركعتين
بآية الكرسي وآمن الرسول ثم يسبح مرارا
ويكبر مرارا ويصلي على النبي صلى الله
عليه وآله وسلم ثم يصلي ركعتين طويلتين
يقرأ فيهما سورتي السجدة والدخان ثم يصلي
اخريين بسورة يس وانا فتحنا وسورة
الزمر وسورة الحديد او اي سورة شاء
ثم يصلي اخريين بسورة الملك والمزمل ثم
يصلي اخريين بسورة طه تماما او بعضها ثم يوتر
بسبح اسم وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد
ويجمع في دعاء القنوت بين قول الحنفية و
الشافعية ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وآله
وسلم ثم يشتغل بالذكر على ما تعلم الى السحر الاولى

اور کلمہ شہادت پڑھے اور کہے باسمك
اللهم وضعت جنبي وبك ارفعه
اللهم قني عذابك يوم تجمع عبادك اور اس
کے ارادہ میں ہو کہ اٹھیگا اور کہے گا اللهم
ايقظني في احب الاوقات اليك
واشغلني بطاعتك فيه پھر جب اسکو
بیدار کردے اللہ تعالیٰ تو چاہئے کہ کھڑا ہو جائے
اور اللہ کا ذکر کرے اور کہے الحمد لله الذي
احيانا بعد ما اماتنا ورد الينا ارواحنا
واليه البعث والنشور اور سبحان اللہ
کہے اور استغفار پڑھے۔ اور وضو کرے اور دو
رکعتیں پڑھے پھر وقت پر نظر کرے اگر ایسا وقت
ہے کہ تہجد ادا کر سکتا ہے تو شروع کرے تہجد
دو رکعتیں پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول
کے ساتھ پھر سبحان اللہ کہے کتنی دفعہ اور ذکر
کرے کتنی بار اور درود شریف پڑھے پھر
دو رکعتیں پڑھے بڑی دونوں میں سورہ سجدہ
اور سورہ دخان پڑھے پھر دو اور پڑھے سورہ
یٰس اور انا فتحنا اور سورہ زمر سورہ حدید
یا جونسی سورہ چاہے پھر اور دو رکعتیں پڑھے
سورہ ملک اور سورہ مزمل پھر دو اور رکعت میں
سورہ طٰہٰ تمام یا کسی قدر پھر وتر پڑھے سبح اسم اور
قل یا ایہا الکفرون وقل ہو اللہ اور جمع کرے دعا
قنوت میں حنفیہ وشافعیہ کا قول پھر درود شریف
پڑھے پھر ذکر میں مشغول ہو جو جانتا ہے اول سحر تک

[illegible]
الٰہی بیدار کر
مجھکو ... وقت
اور مشغول
[illegible]
اور نشور اسکی
طرف ہے
۱۲

وهو السدس الباقی من اللیل ثم یستغفر
الله لنفسه ولوالدیه ولجمیع المومنین و
المومنات والمسلمین والمسلمات والاحیاء
منهم والاموات فیکون مودیا بهذا
الاستغفار جمیع حقوق المومنین و
المومنات ثم اذا قرب الصبح یدعو بدعوات
یلیق باصحاب المحبة وارباب الهمم
العلیة فان ذلك الوقت وقت خاص
یستجاب فیه الدعوات فیدعو بما یلهمه
الله تعالی بمقتضی مقامه ویحترز طالب
الحق فی الادعیة عن الطلبات الدنیویة
جد والدعاء لامتثال امره اذ قال ادعونی
استجب لکم وللتمکن واظهار الذلة و
الافتقار اذ قال بمقتضی کرمه وجوده
علی لسان نبیه صلے الله علیه وآله وسلم
من لم یسأل الله من فضله غضب
علیه والا فکرمه ولطفه کاف وجوده
وغناه واف وجدنا ولم نك شیئاً
واسبغ علینا نعمه ظاهرة و
باطنة من غیر استحقاق ولا سابقة
خدمة وطاعة فهو الان یمن
علینا وفی الاتی یمن علینا انشاء الله
تعالی بفضله وکرمه ولکن

مناقب فخریہ فارسی۔ حالات۔ کرامات۔ ملفوظات
حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی قدس سرہ العزیز قیمت ۴ آنہ

اور وہ چھٹا حصہ شب کا باقی ہے مغفرت
چاہے اللہ سے اپنے لئے اور اپنے والدین
اور جمیع مومنین ومومنات کے اور مسلمین و
مسلمات زندہ اور اموات کیواسطے تو ادا
ہو جاتے ہیں اس استغفار سے جمیع حقوق مو
ومومنات کے پھر جب صبح قریب ہو تو دعائے
ایسی جو لائق ہو اصحاب محبت اور عالی
ہمتوں کے کیونکہ یہ وقت وقت خاص دعا
کے قبول کا ہوتا ہے۔ تو دعا کرے وہ جو اللہ
کی طرف سے الہام ہو موافق اپنے مقام
کے اور طالب حق کو چاہئے دعا میں بچے
ایسی دعاؤں سے جو کمینہ ہیں بہت اور دعا اس
کے فرمان بجالانے کے واسطے ہے کہ اس نے
فرمایا ہے۔ ادعونی استجب لکم اور واسطے
تمکن اور اپنی ذلت ومحتاجی ظاہر کرنیکو کیونکہ
اس نے اپنے کرم وبخشش کی راہ سے کہا ہے
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان
مبارک پر جو اللہ سے نہ سوال کرے اس شخص
سے خدا غصہ ہوتا ہے۔ اور نہیں تو اسکا لطف
وکرم کافی ہے۔ اور اس کی بخشش وغنا وافی ہے
ہم کو ہست کر دیا حالانکہ ہم کچھ بھی نہ تھے اور ہم پر
بڑی نعمتیں ظاہر وباطن کی فراخ کیں ہمارا
کچھ استحقاق نہ تھا نہ کوئی سابقہ خدمت عبادت کا
اب بھی اسکا ہم پر احسان ہے اور آیندہ بھی
انشاء اللہ تعالی بفضلہ وکرمہ۔ لیکن اس کی

یقتضی حکمتہ ان یتعبد بالطاعات
والعبادات والاذکار والادعیۃ والاستغفار
لیزیدنا بفضلہ من فضلہ ومن ظہر
علیہ اسرار صفاتہ الازلیۃ الابدیۃ
عرف ان الامور التی وقعت وتقع فی
فی جمیع الکائنات والاوامر والنواہی
التی صدرت فی التعبدات ہی مقتضیات
الصفات الثابتۃ للذات ازلا وابدا
فلا یطلب الحجۃ والبرہان واظہر
التسلیم والاذعان بہ یصل انشاء اللہ
تعالی الی مراتب کمال الایمان والاحسان
والعرفان ثم اذا طلع الصبح الصادق
یفعل ویقول ما تقدم ذکرہ والحمد للہ
علی التوفیق۔ الطریقۃ کبرویہ شعب وبسیار
است اشہر آنہا امروز در ترکستان وکشمیر وغیرہ
آن شعبہ امیر سید علی ہمدانی است ونادر
ترین آنہا خرقہ کبرویہ است از جہت خواجہ
نقشبند لبس ہذا الفقیر الخرقۃ من
الشیخ ابی طاہر وہو لبسہا من ابیہ
بلباسہ من الشیخ احمد القشاشی بلباسہ لہا
من الشیخ احمد الشناوی بلباسہ لہا من
ابیہ عن جدہ بلباسہ لہا من الشیخ
عبد الوہاب الشعراوی بلباسہ لہا من
شیخ الاسلام زین الدین ذکریا بلباسہ
لہا من الشمس محمد بن عمر الواسطی

حکمت کا مقتضا ہے کہ اسکی طاعات و عبادات
کریں اور ذکر اور دعائیں اور استغفار تاکہ ہم کو
زیادہ کرے اپنے فضل سے اور جس پر ظاہر
ہوئے اسرار اسکی صفات ازلیہ ابدیہ کے
وہ پہچانتا ہے۔ کہ جو امور واقع ہوئے اور
ہوتے ہیں اور ہوں گے تمام کائنات میں
اور جو جو امر اور نہی صادر ہوئے عبادت
میں وہ مقتضا ہے۔ اس کی صفات کا جو
اس کی ذات کے واسطے ہیں ازلا اور ابدا
تو وہ حجت اور برہان نہیں طلب کرتا اور تسلیم
ویقین ظاہر کرتا ہے۔ انشاء اللہ مراتب کمال
ایمان واحسان وعرفان کو پہنچیگا۔ پھر جب
صبح صادق ہوا کرے تو وہی کرے اور کہے
جسکا ذکر ہوچکا ہے۔ والحمد للہ علی التوفیق اور طریقہ
کبرویہ کے شعبے بہت ہیں۔ ان میں بہت مشہور
ترکستان وکشمیر وغیرہ میں امیر سید علی ہمدانی
کا شعبہ ہے اور بہت نادر ان کا خرقہ کبرویہ
ہے خواجہ نقشبند کی جہت سے اس فقیر نے
یہ خرقہ پہنا ہے شیخ ابو طاہر کے ہاتھ سے
اور انہوں نے اپنے باپ سے انہوں
نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے شیخ احمد
شناوی سے انہوں نے اپنے والد کے ہاتھ
سے انہوں نے اپنے دادا شیخ عبد الوہاب
شعرانی سے انہوں نے شیخ الاسلام زین الدین
زکریا سے انہوں نے شمس محمد بن عمر واسطی سے

[illegible] ۱۴ خواجہ نقشبند رح کی جہت سے خرقہ

وهو من ابی العباس احمد الزاهد وهو
من الشهاب الدمشقی وهو من عبدالرحمن
الشرقی وهو من احمد الرودباری وهو من
رضی الدین علی بن سعید الغزنوی المعروف
بلالا وهو من المجد البغدادی وهو من
الشیخ نجم الدین الکبری وایضا البسها الشیخ
ابو طاهر من ابیه الشیخ ابراهیم الکردی
من القشاشی من الشناوی من السید
غضنفر بن جعفر النهروانی نزیل المدینة
المشرفة من الشیخ تاج الدین عبدالرحمن
بن مسعود الکازرونی عن الحافظ نور الدین
احمد الطاؤسی قال البستها تبرکا من
المحقق الشریف السید علی الجرجانی وهو من
خواجه علاء الدین العطار سمرقندی وهو
من خواجه بهاء الدین محمد المشهور بنقشبند
وهو من الشیخ سلطان الدین وهو من الشیخ
احمد مولانا وهو من الشیخ بابا کمال الجندی
وهو من الشیخ المقتدی نجم الدین الکبری
وایضا اخذ هذا الفقیر الطریقة ولبس الخرقة
عن ابیه الشیخ عبدالرحیم عن السید
عبدالله عن الشیخ آدم البنوری عن الشیخ
احمد السرهندی عن الشیخ یعقوب الصرفی
الکشمیری عن الشیخ حسین الخوارزمی
عن الشیخ حاجی محمد بن صدیق الخبوشانی
عن الشیخ شاه علی بیداوزی

انہوں نے ابوالعباس احمد زاہد سے اور انہوں
نے شہاب دمشقی سے انہوں نے عبدالرحمن
شرقی سے انہوں نے احمد رودباری سے
انہوں نے رضی الدین علی بن سعید غزنوی سے
جو لالا مشہور ہیں انہوں نے محمد بغدادی سے
انہوں نے شیخ نجم الدین کبری سے اور نیز
شیخ ابوطاہر نے پہنایا اپنے والد شیخ ابراہیم کردی
سے انہوں نے قشاشی سے انہوں نے
شناوی سے انہوں نے سید غضنفر بن جعفر
نہروانی نزیل مدینہ مشرفہ سے انہوں نے شیخ تاج الدین
عبدالرحمن بن مسعود گازرونی سے انہوں نے
حافظ نورالدین احمد طاؤسی سے کہا پہنا میں نے
تبرکاً محقق شریف سید علی جرجانی سے انہوں نے
خواجہ علاؤالدین عطار سمرقندی سے انہوں نے
خواجہ بہاؤالدین محمد مشہور نقشبند سے انہوں نے
شیخ سلطان الدین سے انہوں نے شیخ احمد مولانا
سے انہوں نے شیخ باباکمال حیدری سے انہوں
نے شیخ مقتدا نجم الدین کبری سے اور نیز اس فقیر
نے یہ طریق حاصل کیا اور خرقہ پہنا اپنے والد شیخ
عبدالرحیم سے انہوں نے سید عبداللہ سے انہوں نے
شیخ آدم بنوری سے انہوں نے شیخ احمد سرہندی
سے انہوں نے شیخ یعقوب صرفی کشمیری
سے انہوں نے شیخ حسین خوارزمی سے
انہوں نے شیخ حاجی محمد صدیق جبوشانی
سے انہوں نے شاہ علی بیداوزی سے

عن الشيخ رشيد الدين محمد بيدا وازي عن السيد عبد الله برزش آبادي عن الشيخ اسحق الختلاني عن الامير سيد علي الهمداني ثم الامير السيد علي الهمداني اخذ الطريقة عن الشيخ شرف الدين محمود بن عبد الله المزدقاني والشيخ تقي الدين علي الدوستي السمناني عن الشيخ علاء الدين ولد احمد بن محمد السمناني عن الشيخ نور الدين عبد الرحمن الكسرفني الاسفرائني عن الشيخ جمال الدين احمد الجوزقاني عن الشيخ رضي الدين علي لالا عن الشيخ نجم الدين الكبرى ثم الشيخ المقتدي نجم الحق والدين ابو الجناب احمد بن عمر بن محمد الخوارزمي الخيوقي المعروف بالكبرى الموصوف بشيخ ولي تراش له جهتان احدهما انه صحب ولبس الخرقة تبركا واخذ الطريقة عن الشيخ عمار بن ياسر عن الشيخ ابي النجيب عبد القاهر بن عبد الله السهروردي عن ابيه عن عمه عمر بن محمد عن ابيه محمد بن عويه عن احمد بن اليسار عن ممشاد الدينوري عن ابي القاسم الجنيد بسنده المذكور والثانية انه صحب ولبس خرقة الاصل واخذ الطريقة عن الشيخ اسمعيل القصري وهو من الشيخ محمد بن المالكيل وهو من الشيخ داؤد بن محمد المعروف بخادم الفقراء وهو من الشيخ ابي العباس بن ادريس وهو

اُنہوں نے شیخ رشید الدین محمد بیدا وازی سے اُنھوں نے سید عبد اللہ برزش آبادی سے اُنہوں نے شیخ اسحٰق ختلانی سے اُنہوں نے امیر سید علی ہمدانی سے پھر امیر سید علی ہمدانی نے حاصل کیا طریقہ شیخ شرف الدین محمود بن عبد اللہ مزدقانی سے اور شیخ تقی الدین علی دوستی سمنانی سے۔ اور اُن دونوں نے شیخ علاؤ الدین ولد احمد بن محمد سمنانی سے اُنہوں نے شیخ نور الدین عبد الرحمن کسرفنی اسفرائنی سے اُنہوں نے شیخ جمال الدین احمد جوزقانی سے اُنہوں نے شیخ رضی الدین لالا سے اُنہوں نے شیخ نجم الدین کبری سے پھر شیخ مقتدا نجم الحق والدین ابو الجناب احمد بن عمر بن محمد خوارزمی خیوقی معروف کبری مشہور شیخ ولی تراش کو دو جہتوں سے ہے، ایک تو اُنہوں نے صحبت پائی اور خرقہ پہنا اور حاصل کیا طریقہ شیخ عمار بن یاسر سے اُنہوں نے شیخ ابو النجیب عبد القاہر بن عبد اللہ سہروردی سے اُنہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے اپنے چچا عمر ابن محمد سے اُنہوں نے اپنے والد محمد بن عویہ سے اُنہوں نے احمد بن یسار سے اُنہوں نے ممشاد دینوری سے اُنہوں نے ابو القاسم جنید سے ساتھ سند مذکور کے اور دوسری جہت یہ کہ اُنہوں نے صحبت پائی اور اصل خرقہ پہنا اور طریقہ حاصل کیا شیخ اسمٰعیل قصری سے اُنہوں نے محمد بن مالکیل سے اُنہوں نے شیخ داؤد بن محمد معروف خادم الفقراء سے اور اُنہوں نے شیخ ابو العباس بن ادریس سے اور اُنہوں نے

دیگر مشائخ کے خرقہ کم لعب ۱۲۲

من الشیخ ابی القاسم بن رمضان و
ھو من الشیخ ابی یعقوب النہرجوری وھو
من الشیخ ابی یعقوب السوسی وھو من
الشیخ عبد الواحد بن زید وھو من الشیخ
کمیل بن زیاد وھو من سیدنا علی رضی
اللہ عنہ وقدس اللہ اسرارھم ورحمنا
بھم امین۔ طاؤسی بسند ابی طاؤس
التابعی المشہور کسر فنی بفتح کاف
وکسر سین مہملہ وفا ونون معرب
جوریان بضم جیم وسکون واؤ ورای
مہملہ ویای عجمیہ۔ ابوالجناب بفتح جیم
وتشدید نون و بای موحدہ خیوقی بکسر
خای معجمہ وسکون یای تحتیہ وفتح واؤ
وکسر قاف قصری بفتح قاف وسکون
صاد مہملہ وکسر رای مہملہ شیخ نجم الدین
کبری خرقہ اصل از دست شیخ اسمٰعیل
قصری پوشیدہ است مراد از خرقہ اصل آنست
کہ نہ از جہت تبرک بودہ باشد شیخ محمد
بن مانکیل بسکون لام وکسر کاف وسکون
یاء مثناۃ تحتیہ۔ کاتب حروف گوید در بعض
مانخیل بجائے لام یافتہ می شود و نہرجوری بفتح
نون وسکون ہا و فتح را مہملہ وضم جیم و
سکون واو وکسر را مہملہ و یای تحتیہ سوسی براو
میان دو سین مہملہ اول مضموم و ثانی مکسور
منسوب بسوس شہرے ست بمغرب

شیخ ابوالقاسم بن رمضان سے۔ اور انہوں
نے شیخ ابو یعقوب نہرجوری سے اور انہوں
نے شیخ ابو یعقوب سوسی سے اور انہوں نے
شیخ عبد الواحد بن زید سے اور انہوں نے شیخ
کمیل بن زیاد سے اور انہوں نے سیدنا علی سے
رضی اللہ عنہ و قدس اللہ اسرارہم و رحمنا
بہم آمین۔ طاؤسی نسبت طاؤس تابعی مشہور
ہیں۔ کسر فنی بہ فتح کاف و کسر سین مہملہ و فا و نون
ہے۔ جوریان بضم جیم و سکون واؤ و رائے
مہملہ و یائے عجمیہ ہے۔ ابوالجناب بفتح جیم و تشدید
نون و یائے موحدہ ہے۔ خیوقی بکسر خائے
معجمہ و سکون یائے تحتیہ و فتح و کسر قاف
ہے۔ قصری بفتح قاف و سکون صاد مہملہ و کسر
رائے مہملہ ہے۔ شیخ نجم الدین کبری نے خرقہ
اصل شیخ اسمٰعیل قصری کے ہاتھ سے پہنا
ہے اور خرقہ اصل سے مراد یہ ہے کہ تبرک کی
جہت سے نہ ہو۔ محمد بن مانکیل بہ سکون
لام و کسر کاف و سکون یائے مثناۃ تحتیہ و
لام ہے۔ کاتب حروف کہتا ہے بعض نسخوں
میں مانکیل یعنی نون بجائے لام اوائے لکھا ہوا
ہے۔ نہرجوری بفتح نون و سکون ہا و فتح
رائے مہملہ و ضم جیم و سکون واؤ و کسر رائے
مہملہ و یائے تحتیہ ہے۔ سوسی براؤ میان دو
سین مہملہ اول مضموم و ثانی مکسور نسبت
ہے سوس سے کہ ایک شہر ہے مغرب میں

یا شہرے سوس نام کہ در وے قبر دانیال پیغمبر است شیخ مجد الدین بغدادی در کتاب تحفۃ البررۃ آوردہ است کہ نسبت خرقہا متصل ست بہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحدیث درست متصل مستفیض فرمودہ است کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرقہ پوشانید۔ امیر المؤمنین علی را کرم اللہ وجہہ و تمام این سلسلہ را ذکر کردہ است قلت والمحققون من اھل الحدیث ینکرون ھذا الاتصال من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومع ذلک فلم یزالو ینسبونہ الی ابی القاسم الجنید البغدادی ومن فی طبقتہ واللہ اعلم انبانی السید الوالد اجازۃ قال انبانی الشیخ عظیم اللہ الاکبر ابادی اجازۃ عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبد العزیز الدھلوی انہ قال منقول است از حضرت مولانا نور الحق والدین جعفر نور اللہ مرقدہ کہ کیفیت اوراد و اوقات سلسلہ کامل المحقق الصمدانی علی الثانی امیر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز آنست کہ چون سپیدی صبح صادق بدمد دو رکعت نماز سنت بامداد بگزارد وچون سلام بدہد این تسبیح را صد بار بخواند کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ

نقل است از حضرت کہ در منشیات خود نوشتہ اند کہ در آن وقت کہ بسرندیپ بزیارت قدم گاہ

یا وہ شہر سوس نام کہ جس میں قبر دانیال پیغمبر کی ہے شیخ مجد الدین بغدادی نے کتاب تحفۃ البررۃ میں لکھا ہے کہ خرقوں کی نسبت متصل ہے۔ پیغامبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حدیث درست متصل مستفیض سے اور فرمایا ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرقہ پہنایا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو اور تمام اس سلسلہ کا ذکر کیا ہے میں کہتا ہوں اور محققین اہل حدیث نے انکار کیا ہے اس اتصال کا نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے اور باوجود اسکے ہمیشہ نسبت اسکی کرتے ہیں ابو القاسم جنید بغدادی تک اور جو انکے طبقہ میں ہیں واللہ اعلم۔ خبر دی مجھکو حضرت والد نے اجازت کی۔ کہا خبر دی مجھکو شیخ عظیم اللہ اکبر آبادی نے اجازت کی اپنے والد سے انہوں نے دادا سے انہوں نے شیخ عبد العزیز دہلوی سے کہ انہوں نے فرمایا منقول ہے حضرت مولانا نور الحق والدین جعفر نور اللہ مرقدہ سے کہ کیفیت اوراد اور اوقات سلسلہ کامل محقق صمدانی علی ثانی امیر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز کی یہ ہے۔ کہ جب صبح صادق طلوع ہو دو رکعت نماز سنت فجر پڑھے۔ جب سلام پھیرے اس تسبیح کو ایک سو دفعہ پڑھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ

نقل ہے ان حضرت سے کہ اپنے منشیات میں لکھا ہے کہ جب میں سراندیپ میں واسطے زیارت قدمگاہ

طریق وظائف کبرویہ

نوٹ: [illegible] ہمدانی کا فارسی وظیفہ

۲۴ (خواب میں زیارت

آدم صفی رفتم چون نزدیک آن قدمگاه رسیدم سحرگاه واقعه عظیم شد که جمع کثیر از مشائخ کبار بدیدن این درویش آمدند و یکے از ان جمله شیخ نجم الدین کبری بود قدس سره العزیز و در آن حالت از شیخ سوال کردم از اذکار کدام فاضل تر است که بمواظبت آن قربت بنده بحق میسر شود شیخ فرمود که در جمله اخبار وارده و احادیث صحیحه نظر کردم آن عظمتی که درین تسبیح یافتم در هیچ کلام نیافتم چون بخود باز آمدم این حدیث حضرت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بخاطر آمد که کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن وهما سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم وبحمده استغفر الله صدق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و شیخ محی الدین بن العربی قدس سره در فتوحات آورده است که هر که بامداد صد بار این تسبیح بگوید برو هیچ گناه نماند و این از وصایائے مشائخ است که هر که مداومت نماید برکت و صفائی آنرا مشاهده خواهد کرد چون صد بار بخواند ایضاً این دعا را که عبد الله بن عباس رضی الله تعالی عنهما از حضرت رسالت صلی الله علیه وآله وسلم روایت می کنند که میان سنت و فریضه بامداد بخواند اللهم انی اسئلك رحمة تا آخر بخواند بعده فریضه نماز بامداد بگذارد و چون سلام دهد باوراد فتحیه خواندن مشغول شود

آدم صفی علیہ السلام کے گیا جب نزدیک قدمگاہ کے پہونچا صبح کو واقعہ عظیم یعنی خواب دیکھا کہ بہت سے مشائخ کبار اس فقیر کے دیکھنے کو آئے ہیں انہیں ایک شیخ نجم الدین کبری بھی تھے قدس اللہ سرہ العزیز میں نے اس حال میں شیخ سے سوال کیا کہ کونسا ذکر بہت افضل ہے کہ اس پر مواظبت کرنے سے بندہ کو حق تعالی کا قرب میسر ہو جائے شیخ نے فرمایا کہ سب اخبار وارده اور صحیح حدیثوں کو میں نے غور سے دیکھا جو عظمت کہ اس تسبیح میں پائی کسی میں نہ پائی جب میں ہشیار ہوا تو یہ حدیث حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھے یاد آئی۔ کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن وهما سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم وبحمده استغفر الله سچے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکی میں لکھا ہے کہ جو کوئی اسے سو دفعہ صبح کو یہ تسبیح پڑھے اسکا کوئی گناہ نہ رہے اور یہ مشائخ کے وصایا میں سے ہے کہ جو کوئی اسے سو دفعہ ہمیشہ پڑھا کرے اس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کرے گا

ایضاً اس دعا کو جو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھے اللهم انی اسئلك رحمة آخر تک پڑھکر پھر فرض صبح کے پڑھے جب سلام پھیرے اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو

۲ کلمات جو زبان پر ہلکے ہیں میزان پر بھاری ہیں اللہ کو پیارے ہیں۔ اور وہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ۱۲-۱۳/۲

فتوحات مکیہ کا حوالہ

کہ از تبرکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل
جمع شدہ است و فتح ہر یک ازان در کلمہ بودہ
است ہر کہ از سر حضور ملازمت نماید برکت و
صفائی آن مشاہدہ خواہد نمود و از ولایت
ہزار و چہار صد ولی نصیب یابد واحد ولی
التوفیق اکنون اگر فضائل و خواص این اوراد
گفتہ شد بتطویل انجامد چرا کہ آن حضرت در مدت
عمر خود معمورۂ عالم را سہ نوبت سیر کردہ اند ہزار چہار
صد ولی کامل را یافتہ اند و چہار صد از ایشان در یک
مجلس سلطان محمد خدای بندہ دیدہ اند و از ہر ولی در وقت
وداع دعائے در رقعہ التماس نمودہ اند و آن
رقعہا را بر جامہ خود مرقع کردہ اند و آن ادعیہ
و اذکار را کہ بے اختیار بر زبان ایشان جاری
مے شد جمع ساختہ اند این اوراد شدہ است منقول
است از ہمان حضرت کہ چون دوازدہم بار بزیارت
کعبہ رفتم بمسجد اقصی رسیدم حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را واقعہ دیدم کہ بجانب
این درویش مے آیند برخاستم پیش رفتم و سلام
گفتم از آستین مبارک خود جزوی بیرون
آوردند و این درویش را فرمود کہ خذ ہذہ
الفتحیۃ یعنی بگیر این فتحیہ را چون از دست
مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس۔ جلا مجد

کہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے
جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک کی انہیں سے ایک کلمہ
میں ہوئی ہے جو حضوری کیساتھ اپنے پر لازم کر
لے اُسکی برکت اور صفائی مشاہدہ کریگا۔ اور
ایکہزار چار سو ولی کی ولایت سے حصہ پائیگا واحد
ولی التوفیق آب اگر فضائل اور خواص اس اوراد
کے بیان کئے جائیں تو بہت طویل ہو جائے اسواسطے
کہ آن حضرت نے اپنی ساری عمر میں معمورۂ عالم
کی تین مرتبہ سیر کی ہے اور چودہ سو ولی کامل سے
ملے ہیں اور اُن میں سے چار سو کو ایک مجلس میں
سلطان محمد خدا کے بندے نے دیکھا ہے اور ہر ولی
سے رخصت کیوقت دعا اور رقعہ کی التماس کی ہے
اور اُن رقعوں کو اپنے جامہ پر مرقع کیا ہے اور اُن دعاؤں
اور ذکروں کو جو بے اختیار انکی زبان پر جاری ہوتے تھے
جمع کیا ہے یہ اوراد ہو گیا ہے منقول ہے انھیں حضرت سے
کہ جب بارھویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا مسجد
اقصی میں پہونچا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اس درویش کیطرف
تشریف لائے ہیں میں اٹھا اور آگے گیا اور سلام
کیا آپنے اپنی آستین مبارک سے ایک جزو نکالا اور
اس درویش سے فرمایا کہ خذ ھذا الفتحیۃ یعنی
اس فتحیہ کو لے جب میں نے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے

ایک ہزار چار سو ولی کی ولایت کا حصہ | اور اوراد فتحیہ کے حق میں بتا دیے

---

۱ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف جس میں شاہ صاحب نے وہ تمام حدیثیں جمع کی ہیں جو حضور صلعم نے خلفاء اربعہ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل میں فرمائی ہیں مطبع مجتبائی

باکمال ولی کو ایصال ثواب ۱۲۶

گرفتم و نظر کردم ہمیں اوراد بود تد بدین اشارت اوراد فتحیہ نام کردہ شد واللہ الهادی الی صراط مستقیم فذکر الاوراد الفتحیۃ بتمامہا و وجدت بخط سیدی الوالد قدس سرہ

طریقۂ ختم میر سید علی ہمدانی

ختم میر سید علی ہمدانی اول نیم شب برخیزد و وضو تازہ کند و دو رکعت نفل را گزارد در ہر رکعتے بعد فاتحہ یازدہ بار سورۂ اخلاص بعد از سلام ہزار بار بگوید بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد از ان ہزار بار بخواند یا خفی الالطاف ادرکنی بلطفک الخفی بعدہ ہزار بار یکبار یا بدوح بخواند و سر بگریبان فرو دہد و مراقبہ کند بیند از عالم غیب چہ چیز مشاہدہ می شود بعد از فراغ دوگانہ ثواب امیر سید علی ہمدانی بخواند۔ انتہی

فصل

سلسلہ عیدروسیہ

اما طریقہ مدینیہ را شعب بسیار است و اشہر آنہا در مغرب شعبہ مغاریہ ہست و در حضرموت شعبہ عیدوسیہ از جہت سید عبد اللہ عیدوس کبیر و این فقیر را ارتباط بہر یکے واقع شدہ اخذ کردہ این طریق را از شیخ ابو طاہر عن شیخی الحرم المکی الشیخ احمد النخلی و الشیخ عبد اللہ بن سالم البصری عن الشیخ عیسی المغربی عن شیخہ سعید بن ابراہیم الجزائری المفتی الشہیر بقدورہ عن الشیخ المحقق سعید بن المصری عن الولی الکامل احمد محی الوہرانی عن شیخ الاسلام العارف باللہ سیدی ابراہیم التازی عن شیخ الطریقۃ

سے اور نظر کی تو یہی اوراد تھے اس اشارہ سے انکا نام فتحیہ رکھا گیا۔ واللہ الهادی الی صراط مستقیم پس ذکر اوراد فتحیہ کا تمام ہوا اور حضرت والد قدس سرہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا طریق ختم میر سید علی ہمدانی کا۔ اول آدھی رات کو اٹھے اور وضو تازہ کرے اور دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد گیارہ دفعہ سورہ اخلاص بعد سلام کے ہزار دفعہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اسکے بعد ہزار دفعہ پڑھے۔ یا خفی الطاف ادرکنی بلطفک الخفی اسکے بعد ایک ہزار اور ایک مرتبہ یا بدوح اور سر گریبان میں جھکائے اور مراقبہ کرے۔ کہ عالم غیب کیا چیز مشاہدہ ہوتی ہے جب اس سے فارغ ہو دوگانہ پڑھے اسکا ثواب میر سید علی ہمدانی کو بخشے۔ انتہی۔

فصل

طریقہ مدینیہ کے شعبے بہت ہیں ان میں بہت مشہور مغرب میں شعبہ مغاریہ ہے اور حضرموت میں شعبہ عیدوسیہ ہے۔ سید عبد اللہ عیدروس کبیر کی جہت سے اور اس فقیر کو ہر ایک سے ارتباط ہے حاصل کیا میں نے اس طریقہ کو شیخ ابو طاہر سے انہوں نے دو شیخوں حرم مکہ کے سے شیخ احمد نخلی سے اور شیخ عبد اللہ بن سالم بصری سے انہوں نے شیخ عیسی مغربی سے انہوں نے اپنے شیخ سعید بن ابراہیم جزائری مفتی عرف قدورہ سے انہوں نے شیخ محقق سعید مصری سے انہوں نے ولی کامل احمد محی وہرانی سے انہوں نے شیخ الاسلام عارف باللہ سیدی ابراہیم تازی سے انہوں نے شیخ الطریقہ

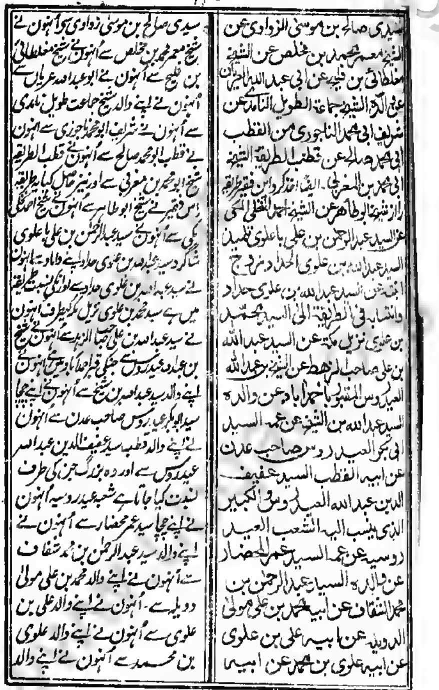

سيدي صالح بن موسى الزواوي عن
الشيخ معمر محمد بن مخلص عن الشيخ
مغلطائي بن قليج عن ابي عبد الله العريان
عن والده الشيخ جماعة الطويل النامدي عن
شريف ابي محمد الناجوري من القطب
ابي محمد صالح عن قطب الطريقة الشيخ
ابي محمد بن المغربي۔ ايضاً اخذ كرد اين فقير طريقه
را از شيخنا ابو طاهر عن الشيخ احمد النخلي المكي
عن السيد عبد الرحمن بن علي باعلوي تلميذ
السيد عبد الله بن علوي الحداد متزوج
ابنته عن السيد عبد الله بن علوي حداد
وانتسابه في الطريقة الى السيد محمد
بن علوي نزيل مكة عن السيد عبد الله
بن علي صاحب الوهط عن الشيخ بن عبد الله
العيدروس المنسوب باحمد آباد عن والده
السيد عبد الله بن الشيخ عن عمه السيد
ابي بكر العيدروس صاحب عدن
عن ابيه القطب السيد عفيف
الدين عبد الله العيدروس الكبير
الذي ينسب اليه الشعب العيد
روسيه عن عمه السيد عمر المحضار
عن والده السيد عبد الرحمن بن
محمد السقاف عن ابيه محمد بن علي مولى
الدويله عن ابيه علي بن علوي
عن ابيه علوي بن محمد عن ابيه

سیدی صالح بن موسیٰ زواوی سے انہوں نے
شیخ معمر محمد بن مخلص سے انہوں نے شیخ مغلطائی
بن قلیج سے انہوں نے ابو عبد اللہ عریان سے
انہوں نے اپنے والد شیخ جماعت طویل نامدی
سے انہوں نے شریف ابو محمد ناجوری سے انہوں
نے قطب ابو محمد صالح سے انہوں نے قطب الطریقہ
شیخ ابو محمد بن مغربی سے اور نیز حاصل کیا یہ طریقہ
اس فقیر نے شیخ ابو طاہر سے انہوں نے شیخ احمد نخلی
مکی سے انہوں نے سید عبد الرحمن بن علی باعلوی
شاگرد سید عبد اللہ بن علوی حداد اپنے داماد سے انہوں
نے سید عبد اللہ بن علوی حداد سے اور انکی نسبت طریقہ
میں ہے سید محمد بن علوی نزیل مکہ کی طرف انہوں
نے سید عبد اللہ بن علی صاحب الوہط سے انہوں نے شیخ
بن عبد اللہ عیدروس سے جنکی قبر احمد آباد میں ہے انہوں نے
اپنے والد سید عبد اللہ بن شیخ سے انہوں نے اپنے چچا
سید ابوبکر عیدروس صاحب عدن سے انہوں
نے اپنے والد قطب سید عفیف الدین عبد اللہ
عیدروس سے اور وہ بزرگ جن کی طرف
نسبت کیا جاتا ہے شعبہ عیدروسیہ انہوں
نے اپنے چچا سید عمر محضار سے انہوں نے
اپنے والد سید عبد الرحمن بن محمد سقاف
سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی مولیٰ
دویلہ سے۔ انہوں نے اپنے والد علی بن
علوی سے انہوں نے اپنے والد علوی
بن محمد سے انہوں نے اپنے والد

دیگر سلاسل طریقت

محمد بن علی وهو جد آل سادة باعلوی عن الشیخ ابی مدین المغربی بواسطة رجلین الشیخ عبد الله الصالح المغربی والشیخ عبد الرحمن المقعد المغربی وکان الشیخ ابو مدین ارسل الشیخ عبد الرحمن لیلبس الفقیه المقدم محمد بن علی فمرض بمکة فارسل الشیخ عبد الله الی حضرموت فالبسه الخرقة ثم الشیخ المقعدی ابو مدین شعیب بن حسن المغربی اخذ الطریقة ولبس الخرقة عن شیخه ابی یعزا عن الشیخ علی بن حرزهم عن الفقیه الحافظ القاضی ابی بکر محمد بن عبد الله بن محمد المعافری المعروف بابی بکر بن العربی الاندلسی الاشبیلی عن الامام حجة الاسلام ابی حامد محمد الغزالی عن امام الحرمین عبد الملک عن والده الشیخ ابی محمد عبد الله بن یوسف الجوینی عن الشیخ العالم العارف ابی طالب المکی محمد بن علی بن عطیه الحارثی عن ابی بکر دلف بن جحدر الشبلی عن السید الطائفة ابی القاسم جنید البغدادی ولمحمد بن علی الفقیه المقدم طریقة اخری هی طریقة الاباء والجدود وهی انه اخذ عن ابیه علی وهو اخذ عن والده محمد صاحب مرباط عن ابیه

محمد بن علی سے کہ وہ جد ہیں آل سادہ باعلوی کے اُنہوں نے شیخ ابو مدین مغربی سے بواسطہ دو شخصوں کے ایک شیخ عبد اللہ صالح مغربی اور ایک شیخ عبد الرحمن مقعد مغربی اور شیخ ابو مدین نے بھیجا تھا شیخ عبد الرحمن کو کہ خرقہ پہنائے فقیہ مقدم محمد بن علی کو سو وہ بیمار ہو گئے مکہ میں تو بھیجا شیخ عبد اللہ نے حضرموت کی طرف تو ان کو خرقہ پہنایا پھر شیخ مقعدی ابو ابو مدین شعیب بن حسن مغربی نے طریقہ اخذ کیا اور خرقہ پہنا اپنے شیخ ابو یعزا سے اُنہوں نے شیخ علی بن علی حرزہم سے اُنہوں نے فقیہ حافظ قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد معافری عرف ابو بکر بن عربی اندلسی شبیلی سے اُنہوں نے امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی سے اُنہوں نے امام الحرمین عبد الملک سے اُنہوں نے اپنے والد شیخ امیر محمد عبد اللہ بن یوسف جوینی سے اُنہوں نے شیخ عالم عارف ابو طالب مکی محمد بن علی بن عطیہ حارثی سے اُنہوں نے ابو بکر دلف بن جحدر شبلی سے اُنہوں نے سید طائفہ ابو القاسم جنید بغدادی سے اور محمد بن علی فقیہ مقدم کو دوسری جہت سے طریقہ کی کہ وہ آبائی و اجدادی ہے اور وہ یہ ہے کہ اُنہوں نے طریقہ اخذ کیا اپنے والد علی سے اور اُنہوں نے اپنے والد محمد صاحب مرباط سے اُنہوں نے اپنے والد

علی خالع قسم عن ابیه علوی عن ابیه محمد عن ابیه علوی عن ابیه عبد الله عن والده المهاجر فی الله احمد عن ابیه عیسی عن ابیه محمد عن ابیه علی العریضی عن ابیه الامام جعفر الصادق وکذالك لابی مدین طریق اخری ترجع الی النوری وهی ان الشیخ ابا مدین اخذ الطریقة عن الشیخ ابی یعزا بنور وهو عن الشیخ ابی شعیب ایوب السارية بن سعید الضهاجی وهو عن الشیخ عبد الجلیل وهو عن الشیخ ابی الفضل الجوهری وهو عن والده ابی عبد الله الحسین الجوهری وهو عن الشیخ ابی الحسین النوری المعروف بابن البغوی رفیق الجنید وهو عن السری وایضاً لبس الشیخ ابو مدین عن الامام ابی بکر الطرطوسی عن الشاشی عن الشبلی عن الجنید وکذالك للامام حجة الاسلام طریقة اخری من جهته ابی علی الفارمدی وکذالك لابی طالب المکی طریقة اخری علیها اعتمد صاحب نفحات وهی انه اخذ الطریقة عن ابی الحسن محمد بن ابی عبد الله احمد عن ابیه ابی عبد الله احمد بن سالم البصری

خالع قسم سے اُنہوں نے اپنے والد علوی سے انہوں نے اپنے والد محمد سے اُنہوں نے اپنے والد علوی سے اُنہوں نے اپنے والد عبد اللہ سے اُنہوں نے اپنے والد مہاجر فی اللہ احمد سے انہوں نے اپنے والد عیسیٰ سے اُنہوں نے اپنے والد محمد سے اُنہوں نے اپنے والد علی عریضی سے اُنہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق سے اور اسی طرح ابو مدین کا طریقہ دوسرا ہے کہ رجوع ہوتا ہے نوری کی طرف اور وہ یہ ہے کہ شیخ ابو مدین نے اخذ طریقہ کیا شیخ ابو یعزا بنور سے اور اُنہوں نے شیخ ابو شعیب ایوب سارہ بن سعید صہاجی سے اُنہوں نے شیخ عبد الجلیل سے اُنہوں نے شیخ ابو الفضل جوہری سے اُنہوں نے اپنے والد ابو عبد اللہ حسین جوہری سے اُنہوں نے شیخ ابو حسین نوری عرف ابن البغوی رفیق جنید سے اُنہوں نے سری سے اور نیز خرقہ پہنا ابو مدین نے امام ابو بکر طرطوسی سے اُنہوں نے شاشی سے اُنہوں نے شبلی سے اُنہوں نے جنید سے اور اسی طرح امام حجۃ الاسلام کا دوسرا طریقہ ہے جہت سے ابو علی فارمدی سے اور اسی طرح ابو طالب مکی کا طریقہ دوسرا ہے جس پر اعتماد کیا ہے صاحب نفحات نے اور وہ یہ ہے کہ اُنہوں نے اخذ کیا طریقہ ابو الحسن محمد بن ابو عبد اللہ احمد بن سالم البصری سے

تصوف پر علمی کتاب میں

سند کتاب قوت القلوب
شاہ صاحب رحمہ کی سند اجازت

عن سهل بن عبد الله التستري
والشيخ ابو طالب المكي هو صاحب
كتاب قوة القلوب قالوا
لم يصنف في الاسلام مثله في
دقائق الطريقة قلت هذا الكتاب
هو اصل التصوف وكل ما صنف في السلوك
فهو مخرج على قوت القلوب مثل
الاحياء وغنية الطالبين والعوارف
واسنادي في كتاب قوت القلوب
الى اخذته اجازة عن الشيخ ابو طاهر
عن الشيخ احمد النخلي عن الشيخ محمد بن
العلاء البابلي عن احمد بن عيسى بن
جميل الكلبي عن علي بن ابي بكر القرافي عن
ابي الفضل جلال الدين سيوطي عن
الشهاب احمد بن محمد الحجازي عن ابي اسحاق البرهان
التنوخي عن ابي العباس احمد بن
ابيطالب الحجازي عن عبد العزيز بن
دلف عن ابي الفتح محمد بن يحيى البرداني
عن ابي علي محمد بن محمد بن عبد العزيز
المهدوي قال اخبرنا عمر بن ابيطالب
قال اخبرنا والدي ابو طالب المكي
فذكره مزيد بزائي معجمه امبيله بفتح
الف وكسر ميم وسكون تحتيه بعد آن
لام است كذا ضبطنا اللفظتين عن
ابي طاهر مراغي بغين معجمه وفتح

اُنہوں نے سہل بن عبداللہ تستری سے اور شیخ
ابوطالب مکی ہیں۔ صاحب کتاب قوت القلوب
لوگوں نے کہا ہے کہ کوئی تصنیف اسلام میں
اسکی مثل نہیں۔ دقائق طریقہ میں کہتا
ہوں یہی کتاب اصل تصوف ہے سوائے
اسکے اور جو کتابیں سلوک میں تصنیف ہوئیں
اس سے نکالی گئیں جیسے احیاء اور غنیۃ الطالبین
اور عوارف اور میری اسناد قوت القلوب کی
ہے کہ میں نے حاصل کی اجازت شیخ ابوطاہر① سے اُنہوں
نے شیخ احمد نخلی② سے اُنہوں نے شیخ محمد③ بن علاء
البابلی سے اُنہوں نے احمد④ بن عیسیٰ بن جمیل کلبی سے
اُنہوں نے علی⑤ بن ابی بکر قرافی سے اُنہوں
نے ابوالفضل⑥ جلال الدین سیوطی سے اُنہوں
نے شہاب⑦ احمد بن محمد حجازی سے اُنہوں
نے ابواسحاق⑧ برہان تنوخی سے اُنہوں نے
ابوالعباس⑨ احمد بن ابوطالب حجازی سے
اُنہوں نے عبد⑩ العزیز بن دلف سے اُنہوں
نے ابوالفتح⑪ محمد بن یحیی بروانی سے اُنہوں
نے ابوعلی⑫ محمد بن محمد بن عبدالعزیز مہدوی
سے کہا خبر دی ہم کو عمر⑬ بن ابی طالب
نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے والد ابوطالب⑭
مکی نے پھر ذکر کیا۔ مزید بزا معجمہ سے ہے
آمبیلہ بفتح الف وکسر میم وسکون تحتیہ بعد اسکے
لام ہے اسی طور ضبط کئے ہیں ہم نے دونوں
لفظ ابوطاہر سے مراغی بغین معجمہ وفتح

میم نسبت بمراغہ شہر ست بہ آذربیجان فاروث
بوزن فاروق آخر آن مثلثہ است قریہ ایست
درمیان واسط لبصریہ قال الیافعی فی سنہ
۷۷۸ ان الزداوی نسبۃ الی الزداوہ
قبیلۃ کبیرۃ ذات بطون وافخاذ
سکنہا اعمال او یسقیہ انتہی۔ وہط
بفتح واو وسکون ہا آخر آن طار مہملہ است
دیہی ست نزدیک عدن۔ تمدن بفتحتین
شہری ست از یمن بر ساحل بحر عتیدروس
تجتیہ و ثمناۃ از اسمار شہر ست مشتق
از عترسہ بمعنی اخذ لعنف و شدت و آن
لقب شیخ عبداللہ است. ثم قیل
عیدروس فجعلت التاء دالا و
ہو بعین مہملۃ ثم بیاء مثناۃ ساکنۃ
ودال مہملۃ فراء مضمومۃ فواو
ساکنۃ فسین مہملۃ محضار بکسر المیم
وسکون الحاء المہملۃ وفتح الضاد
المعجمۃ آخرہ راء مہملۃ لقب بالمحضار
لسرعۃ حضورہ عند الاستغاثۃ بہ
سقاف بسین مفتوحۃ فقاف
مشددۃ مفتوحۃ آخرہ فاء لقب
بالقاف للمبالغۃ فی سرحال مولی
الدویلۃ یعنی صاحب الشہر
کہف المقدم یعنی ہو مقدم التربۃ
در مقبر تحت او در زیارت می کنند بعد ازان سائر

میم نسبت ہے مراغہ کی طرف وہ ایک شہر ہے
آذربیجان میں فاروث بروزن فاروق آخر
میں تا مثلثہ ایک قریہ ہے درمیان واسط اور
بصرہ کے کہا ہے یافعی نے ۷۷۸ھ میں کہ زرداوی
نسبت ہے زداوہ کی طرف وہ ایک بڑا قبیلہ
ذات بطون و افخاذ ہے اور اسکا مسکن اعمال
او یسقیہ ہے انتہی۔ وہط بفتح واو وسکون ہا
آخر اسکے طا مہملہ ایک گاؤں ہے نزدیک
عدن کے تمدن ایک شہر ہے یمن میں سے کنارہ
پر دریا کے عتیدروس تجتیہ اور مثناۃ شہر کے ناموں
میں سے مشتق ہے عترسہ سے بمعنی اخذ لعنف
وشدت کے اور وہ لقب شیخ عبداللہ کا ہے
پھر بولنے میں عیدروس تا دال ہو گئی ہے اور
وہ بعین مہملہ اور یار مثناۃ ساکنہ اور دال مہملہ
اور رائے مضمومہ پھر واؤ ساکن حار مہملہ و
فتح ضاد معجمہ آخر اسکے رائے مہملہ لقب ہے
بسبب جلدی حاضر ہونے کے وقت فریاد
کے۔ سقاف بسین مفتوح و قاف مشددہ
مفتوحہ آخر اسکے فا لقب ہے صیغہ مبالغہ
سے بیچ سر حال کے مولی الدویلہ یعنی صاحب
شہر کہف المقدم یعنی مقدم التربت مقبرہ میں
پہلے انکی زیارت کرتے ہیں اسکے بعد باقی

تنقیق الرؤیا عربی معہ ترجمہ اردو اس رسالہ میں شاہ صاحب نے
خواب کے متعلق عجیب و غریب بحث کی ہے اور خواب کی اہمیت
اور تحقیق اس شرح و بسط کی ہے کہ آجتک کسی نے نہیں کی

ساوات را لیس او را مقدم الترجمة گفته شد
الومدين بفتح الميم وسكون الدال المهملة
وبفتح التحتية آخره نون الوبعيز بفتح التحتانية
والعين المهملة والزاء المعجمة حرزهم بكسر حاء
المهملة وسكون الراء المهملة وكسر الزاء المعجمة
آخره ضمير الجمع المذكر معافري بفتح الميم والعين
المهملة وبعد الالف فاء مكسورة ثم
راء مهملة عزاله بفتح الغين
المعجمة وتخفيف الزاء المعجمة قرية
من مضافات طوس جوینی بضم الجیم
وفتح الواو وسكون التحتية بعدها
نون فياء النسبة نسبة الى جوين
ناحية كبيرة من نواحي نيشابور
ابو طالب محمد بن عطية الحارثي عطية
بفتح عين مهملة وكسر طاء مهملة
وياء مثناة تحتانية حارثي بحاء
وراء مهملتين وثاء مثلثة
دلف بضم الدال المهملة وفتح اللام
آخره فا جحدر بفتح جيم وسكون حاء مهملة
وفتح دال مهملة وراء مهملة شبلي بكسر
الشين المعجمة وسكون الموحدة بعدها لام
نسبة الى شبلة قرية من قرى...
استروشنة بضم الهمزة وسكون السين
المهملة وضم الراء المهملة وفتح الشين المعجمة
وفتح النون بعدها هاء ساكنة بلدة عظيمة

ساوات کی لیس اسلئے اسکو مقدم الترجمة کہتے ہیں
الومدین بفتح میم وسکون دال مہملہ وفتح تحتیہ آخر
اُسکے نون الوبعیز بفتح تحتیہ وعین مہملہ وزائے معجمہ
حرزہم بکسر حائے مہملہ وسکون رائے مہملہ وکسر زائے معجمہ
آخر ضمیر جمع مذکر معافری بفتح میم وعین مہملہ وبعد
الف فائے مکسورہ پھر رائے مہملہ عزالہ بفتح غین
معجمہ تخفیف زائے معجمہ ایک قریہ ہے مضافات
طوس سے جوینی بفتح جیم وبفتح واؤ وسکون تحتیہ
اُسکے بعد نون اور یائے نسبت جوین ایک
ناحیہ بڑا ہے نیشاپور کے نواحی میں۔ ابو
طالب محمد بن عطیہ حارثی۔ عطیہ بفتح
عین مہملہ وکسر طاء مہملہ ویائے مثناة تحتیہ
حارثی بجائے ورائے مہملتین وثاء مثلثہ
دلف بضم دال مہملہ وفتح لام
آخرہ فا جحدر بفتح جیم وسکون
حاء مہملہ وفتح دال مہملہ ورائے مہملہ
شبلی بکسر شین معجمہ وسکون موحدہ
بعد اُسکے لام نسبت ہے طرف
شبلہ کے جو ایک گاؤں ہے۔
اُسروشنہ بضم ہمزہ وسکون سین
مہملہ وضم رائے مہملہ وفتح شین معجمہ وفتح
نون بعد اُس کے ہائے ساکنہ ایک بہت بڑا
شہر ہے۔ ترانۂ کلیمی حصہ اول و دوم
حمد و نعت و منقبت میں مروجہ اور مشہور
غزلیں جو قوالی کا انتخاب ہیں۔ قیمت ار

ورآء سمرقند من بلاد ما وراء النهر
صاحب مرباط اى مدينة ظفار
القديمة لانه قطن بها في القاموس
مرباط كمحراب بلد بساحل الهند
خالع قسم اشترى ارضا بعشرين
الف دينار وسماها قسم باسم ارض
بالبصرة كانت لاهله وغرس بها
نخلا ثم صارت قرية ثم انتقل
منها الى قرية اخرى فقيل له
خالع قسم عريض مصغر اسم
وادى قريب المدينة المشرفة
نسب اليها على العريضي نقلنا
هذه السلسلة العيدروسية
وضبط الكثر ما فيها من الاسماء المبهم عن
النفحات القدسية في الخرقة العيدروسية
للسيد عبد القادر العيدروس وعن المشرع
المردوى في آل باعلوى للسيد محمد شبلى
اخبرنا الشيخ ابو طاهر اخبرنا الشيخ احمد النخلى
قال اجازني بقراءة هذا الدعاء خلف كل
صلوة من الخمس السيد عبد الرحمن بن على
باعلوى تلميذ السيد عبد الله الحداد
وختن ابنته عن شيخه السيد عبد الرحمن
بن علوى الحداد باعلوى وهو هذا يا الله يا
لطيف يا رزاق يا قوى يا عزيز اسئلك
نالها اليك واستغراقا فيك وفنائك

سمرقند کے اسطرف ما وراء النہر کے
شہروں میں سے صاحب مرباط یعنی شہر ظفار قدیمہ
قاموس میں کہا ہے مرباط بروزن محراب
ایک شہر ہے کنارہ سندھ کے خالع قسم
نے خرید کی تھی ایک زمین بیس ہزار
دینار کو اور قسم نے اسکا نام وہی رکھا
جو بصرہ میں اُسکے کنبے کے لوگوں کے
زمین کا تھا اور وہاں درخت لگائے پھر وہ
قریہ ہوگیا۔ پھر منتقل ہوا اُس سے دوسرے قریہ کیطرف
تو لو لینے لگے خالع قسم عریض مصغر نام ہے
ایک وادی کا جو قریب مدینہ مشرفہ کے ہے
اُسکی طرف منسوب ہیں علی عریضی ہمنے نقل
کیا یہ سلسلہ عیدروسیہ سید عبدالقادر
عیدروس کا اور ضبط اسماء مبہم کئے نفحات
قدوسیہ سے خرقہ میں عیدروسیہ سید عبدالقادر
کے اور مشرع مردودی کے بیچ آل باعلوی
کے سید محمد شبلی کے خبر دی ہمکو شیخ ابوطاہر نے
انکو شیخ احمد نخلی نے انہوں نے کہا ہمکو اجازت
دی اس دعا کے پڑھنے کی پانچوں نمازوں کے
بعد۔ سید عبدالرحمن بن علی باعلوی شاگرد سید عبداللہ
حداد اور اُن کے داماد نے اپنے شیخ سید عبدالرحمن
بن علوی حداد باعلوی سے اور وہ یہ ہے۔
یا اللہ یا لطیف یا رزاق یا قوی یا عزیز
اسئلك نالها الیك واستغراقا فیك
وفناء بك

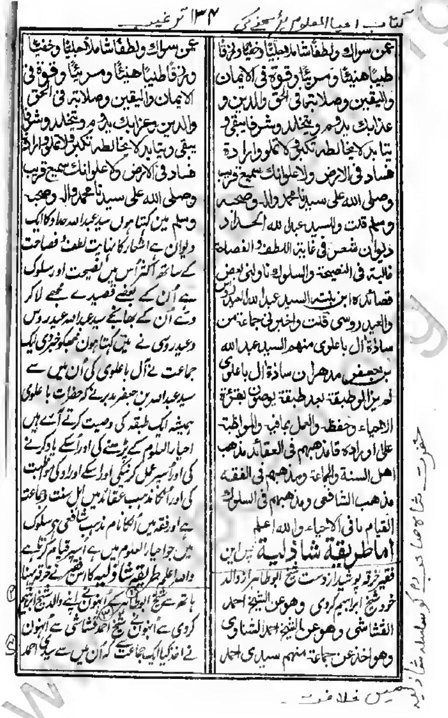

کتاب احیاء العلوم پڑھنے کی ۱۳۴ ترغیب

عمن سواك ولطفا شاملا جليا وخفيا ورزقا
طيبا هنيئا ومريئا وقوة في الايمان
واليقين وصلابة في الحق والدين و
عذابك بدهم وتخلد وشر فايبقي و
يتابد لا يخالطه تكبر ولا تعلو وارادة
فساد في الارض ولا علو انك سميع قريب
وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه
وسلم قلت والسيد عبد الله الحداد
ديوان شعر في غاية اللطف والفصاحة
غالبه في النصيحة والسلوك ناولني بعض
قصائده ابن بنته السيد عبد الله العيدروس
والعيدروسي قلت واخبرني جماعة من
سادة آل باعلوي منهم السيد عبد الله
بن جعفر مدهر ان سادة آل باعلوي
لم يزالوا طبقة بعد طبقة يوصون بقراءة
الاحياء وحفظه والعمل بما فيه والمواظبة
على اوراده فامذهبهم في العقائد مذهب
اهل السنة والجماعة ومذهبهم في الفقه
مذهب الشافعي ومذهبهم في السلوك
القيام بما في الاحياء والله اعلم

اما طریقة شاذلیة پس این
فقیر خرقه پوشید از دست شیخ ابو طاهر از والد
خود شیخ ابراهیم کردی وهو عن الشیخ احمد
القشاشی وهو عن الشیخ احمد الشناوی
وهو اخذ عن جماعة منهم سیدی احمد

عمن سواك ولطفا شاملا جليا وخفيا
ورزقا طيبا هنيئا ومريئا وقوة في
الايمان واليقين وصلابة في الحق
والدين وعذابك بدهم وتخلد وشفي
يبقى ويتابد لا يخالطه تكبر ولا تعلو وارادة
فساد في الارض ولا علو انك سميع قريب
وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه
وسلم میں کہتا ہوں سید عبد اللہ حداد کا ایک
دیوان ہے اشعار کا نہایت لطف و فصاحت
کے ساتھ اکثر اس میں نصیحت اور سلوک
ہے اُن کے بعضے قصیدے مجھے لاکر
دئے اُن کے بھانجے سید عبد اللہ عیدروس
وعیدروسی نے میں کہتا ہوں مجھکو خبر دی ایک
جماعت نے آل باعلوی کی اُن میں سے
سید عبد اللہ بن جعفر مدہر نے کہ حضرات باعلوی
ہمیشہ ایک طبقہ کی وصیت کرتے آئے ہیں
احیاء العلوم کے پڑھنے کی اور اُسکے یاد کرنے
کی اور اُسپر عمل کرنے کی اور اسکے اوراد کی مواظبت
کی اور اُنکا مذہب عقائد میں اہل سنت وجماعت
ہے اور فقہ میں اُنکا امام مذہب شافعی ہے سلوک
میں جو احیاء العلوم میں ہے اُسپر قیام کرنا ہے
واللہ اعلم **طریقہ شاذلیہ** کا اس فقیر نے خرقہ پہنا
ہاتھ سے شیخ ابو طاہر① کے انہوں نے اپنے والد شیخ ابراہیم (۲)
کردی سے انہوں نے (۳) شیخ احمد قشاشی سے انہوں
نے اخذ کیا ایک جماعت سے کہ اُن میں سے سید احمد (۴)

حضرت نے شاہ صاحب کو [illegible] سلسلہ شاذلیہ میں خلافت

بن قاسم العلامہ والولی الکبیر سیدی
حسن الانجیمی والشیخ ابراهیم العلقمی
وسیدی محمد بن زین الدین کلهم صحبوا الشیخ
الاسلام کمال الدین الطویل وتادبوا
بآدابه ولبسوا منه ثم هو صحب العلامة محمد
بن محمد بن الجزری وهو صحب واخذ الخرقة
عن التاج السبکی وهو صحب واخذ عن
سیدی احمد بن عطاء الله الاسکندری صاحب
الحکم وهو صحب واخذ عن سیدی ابی العباس
المرسی وهو صحب واخذ ولبس عن القطب
ابی الحسن الشاذلی ولبس الشیخ ابوطاهر الخرقة
واخذ التلقین عن الشیخ الحرم احمد النخلی والشیخ
عبدالله بن سالم عن الشیخ عیسی المغربی عن الشیخ
ابی عثمان سعید بن ابراهیم الجزائری ایضا
لبس الشیخ ابوطاهر خرقة شیخه بالکتابة والاجازة
الشیخ محمد بن سلیمان المغربی نزیل مکة طلب الشیخ
ابراهیم منه الخرقة لاولاده فارسلها الی المدینة
لهم وکتب لهم بالاجازة لما تحصل روایة ولم
یجتمع الشیخ ابوطاهر معه بلباسه من ید
الشیخ ابی عثمان الجزائری بلباسه لها من ابی
عثمان المغربی بلباسه لها من ابی العباس احمد
حجی الوهرانی بلباسه لها من ابی سالم سیدی
ابراهیم التازی بلباسه لها من صالح بن موسی
الزدادی من ابی عبدالله محمد بن
محمد بن مخلص الطیبی

بن قاسم علامہ وولی کبیر سیدی حسن الانجیمی
اور شیخ ابراہیم علقمی اور سیدی محمد بن زین الدین ان سب
نے صحبت پائی ہے شیخ الاسلام کمال الدین طویل (۵)
کی۔ اور آداب یافتہ ہوئے ہیں اُن کے آداب
سے اور خرقہ پہنا ہے ان کے ہاتھ سے اور وہ صحبت
میں رہے ہیں علامہ محمد بن محمد جزری (۶) کے اور
اُنہوں نے صحبت پائی ہے اور اخذ خرقہ کیا
ہے تاج سبکی (۷) سے اور اُنہوں نے سیدی احمد (۸)
بن عطاء اللہ اسکندری (۹) صاحب حکم سے اور اُنہوں نے
سیدی ابو العباس مرسی (۱۰) سے اور اُنہوں نے قطب
ابو الحسن شاذلی (۱۱) سے اور شیخ ابو طاہر نے خرقہ پہنا اور
اخذ تلقین کیا شیخ حرم شیخ احمد نخلی سے اور شیخ عبداللہ
بن سالم سے اور اُنہوں نے شیخ عیسی مغربی سے
اُنہوں نے شیخ ابو عثمان سعید بن ابراہیم جزائری سے
اور نیز پہنایا ابو طاہر کو شیخ نے خرقہ اپنے شیخ کا کتابت
اور اجازت کیساتھ شیخ محمد بن سلیمان مغربی نزیل مکہ
سے طلب کیا تھا شیخ ابراہیم نے اُنسے خرقہ اپنی اولاد
کیواسطے اُنہوں نے خرقہ بھیجا ان کیواسطے طرف مدینہ
کے اور اجازت لکھی جسوقت صحیح ہوئی یہ روایت اور
مجتمع نہیں ہوئے شیخ ابو طاہر اُنسے خرقہ پہننے میں اُنکے
شیخ ابو عثمان جزائری کے ہاتھ سے خرقہ پہننے کو ابو
عثمان مغربی سے اُنہوں نے پہنا ابو العباس
احمد حجی وحراق سے اُنہوں نے ابو سالم سیدی
ابراہیم تازی سے اُنہوں نے صالح بن موسی زداوی
سے اُنہوں نے ابو عبداللہ محمد بن محمد بن مخلص طیبی سے

ن: المرسی شاہ صاحب کے مرشد کا دوسرا سلسلہ شاذلیہ

عن الشيخ علاء الدين مغلطائی عن السيد زين الدين أبی بكر والسيد أبی عبد الله بن السيد أبی الحسن الشاذلی وهما من القطب أبی الحسن الشاذلی ثم القطب نور الدين أبو الحسن علی بن عبد الله بن عبد الجبار الشهير بالشاذلی أخذ الطريقة ولبس الخرقة عن شيخه عبد السلام بن مشيش وهو عن السيد عبد الرحمن بن زيات المدنی وهو عن الشيخ تقی الدين الصوفی المعروف بالفقير مصغرًا وهو عن الشيخ فخر الدين وهو عن الشيخ أبی الحسن علی وهو عن الشيخ تاج الدين محمد وهو عن الشيخ شمس الدين محمد وهو عن الشيخ زين الدين محمد القزوينی وهو عن الشيخ أبی إسحاق إبراهيم البصری وهو عن الشيخ أبی القاسم المروانی وهو عن الشيخ فتح السعود وهو عن الشيخ سعيد القروانی وهو عن الشيخ أبی محمد جابر وهو عن السيد الشهيد الإمام حسين بن علی وهو عن أبيه الإمام أمير المؤمنين علی بن أبی طالب وهو عن السيد المرسلين وشفيع المذنبين وقائد الغر المحجلين محمد رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم واين فقير حزب البحر اخذ كرد از شيخ أبو طاهر عن الشيخ أحمد النخلی عن الشيخ محمد بن العلاء عن سالم السنهوری عن النجم الغيطی عن شيخ الإسلام زكريا

اُنہوں نے شیخ علاؤالدین مغلطائی سے اُنہوں نے سید زین الدین ابوبکر اور سید ابو عبداللہ بن سید ابوالحسن شاذلی سے اور ان دونوں نے قطب ابوالحسن شاذلی سے پھر قطب نورالدین ابوالحسن علی بن عبداللہ بن عبدالجبار مشہور بشاذلی نے اخذ طریقہ کیا اور خرقہ پہنا اپنے شیخ عبدالسلام بن مشیش سے اور اُنہوں نے سید عبدالرحمٰن بن زیات مدنی سے اُنہوں نے شیخ تقی الدین صوفی عرف بفقیر مصغر اور اُنہوں نے شیخ فخرالدین سے اُنہوں نے شیخ ابوالحسن علی سے اُنہوں نے شیخ تاج الدین محمد سے اُنہوں نے شیخ شمس الدین محمد سے اُنہوں نے شیخ زین الدین محمد قزوینی سے اُنہوں نے شیخ ابواسحاق ابراہیم بصری سے اُنہوں نے شیخ ابوالقاسم مروانی سے اُنہوں نے شیخ فتح السعود سے اُنہوں نے شیخ سعید قروانی سے اُنہوں نے شیخ ابومحمد جابر سے اُنہوں نے سید شہید امام حسین بن علی سے اُنہوں نے اپنے والد امام امیرالمومنین علی ابن ابیطالب سے اُنہوں نے سیدالمرسلین شفیع المذنبین قائد الغر المحجلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور اس فقیر نے حزب البحر اخذ کیا شیخ ابوطاہر سے اُنہوں نے شیخ احمد نخلی سے اُنہوں نے شیخ محمد بن علاء سے اُنہوں نے سالم سنہوری سے اُنہوں نے نجم غیطی سے اُنہوں نے شیخ الاسلام زکریا سے

الطاف القدس فارسی مع ترجمہ اردو۔ حضرت شاہ صاحب نے تصوف کی تمام اصطلاحوں کا بیان کیا ہے قیمت ۱/

۱۳۷ شاہ ولی اللہ صاحب نے سلسلہ شطاریہ

عن العز عبد الرحیم بن فرات عن التاج
عبد الوهاب بن علی السبکی عن والدہ التقی
علی بن الکافی السبکی عن الشیخ احمد بن
عطاء اللہ عن الامام الشیخ ابی العباس
احمد بن عمر المرسی عن ابی الحسن
الشاذلی واخذ کردہ حکم ابن عطاء اللہ بعین
سند الشیخ احمد بن عطاء واخبرنی الشیخ
ابوطاہر قال اخبرنا الشیخ احمد النخلی
قال اخبرنی الشیخ یحیی الشاوی بتلقینه
عن الشیخ سعید الجزائری عن الشیخ
سعید المقری عن الولی الکامل احمد
حجی عن العارف باللہ سیدی ابراهیم
بقراءۃ اربع سورۃ من القرآن فی کل یوم
ولیلۃ وھی اقرء باسم ربک الذی خلق
وانا انزلناہ فی لیلۃ القدر واذا زلزلت
الارض زلزالها ولایلاف قریش

طریقہ شطاریہ

واما طریقہ شطاریہ پس در دیار ہمین نسبت است جہت شیخ محمد غوث گوالیر وبتحقیق پیش از شیخ محمد غوث گوالیری چندان این طریقہ شہرت نداشت و اول کسیکہ این طریقہ در ہندوستان از وے جاری شد عبد اللہ شطاری ست و اول کسیکہ این طریقہ ابتدا کرد شیخ خدا قلی ماوراء النہری ست بالجملہ این فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی پوشید ایشان بعمل نمودن در جواہر خمسہ اجازت دادند عن ابیہ الشیخ ابراهیم الکردی عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد شناوی عن سید

انہوں نے عز عبد الرحیم بن فرات سے
انہوں نے تاج عبد الوہاب بن علی سبکی
سے انہوں نے اپنے والد تقی علی بن کافی سبکی
سے انہوں نے شیخ احمد بن عطاء اللہ سے
انہوں نے امام ابو العباس احمد بن عمر مرسی
سے انہوں نے ابو الحسن شاذلی سے اور اخذ
کیا حکم ابن عطا کا اسی سند سے شیخ احمد بن عطا
سے اور مجھ کو خبر دی شیخ ابو طاہر نے کہا خبر دی مجھ کو
شیخ احمد نخلی نے کہا خبر دی مجھے شیخ یحیی شاوی نے
اسکی تلقین کی شیخ سعید جزائری نے انہوں نے شیخ
سعید مقری سے انہوں نے ولی کامل احمد حجی سے
انہوں نے عارف باللہ سیدی ابراہیم سے واسطے
پڑھنے چار سورتیں قرآن کے ہمیشہ شب و روز میں
اور وہ یہ ہیں۔ اقرأ باسم ربک الذی خلق۔ انا
انزلنا فی لیلۃ القدر۔ اذا زلزلت الارض زلزالہا
ولایلاف قریش

طریقہ شطاریہ

اور طریقہ شطاریہ کی اس ملک میں بھی ایک نسبت ہے شیخ محمد غوث گوالیری سے اور فی الحقیقت شیخ محمد غوث گوالیری سے پہلے کچھ اس طریقہ کی شہرت نہ تھی اور ہندوستان میں جو پہلے ہوا عبد اللہ شطاری سے ہوا اور جس نے پہلے یہ طریقہ جاری کیا وہ شیخ خدا قلی ماوراء النہری ہیں غرض اس فقیر نے خرقہ شیخ ابو طاہر کردی کے ہاتھ سے پہنا اور انہوں نے اسکے عمل کی اجازت دی جو جواہر خمسہ میں ہیں اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے شیخ احمد شناوی

میں خلافت

جواہر خمسہ کی اجازت بھی

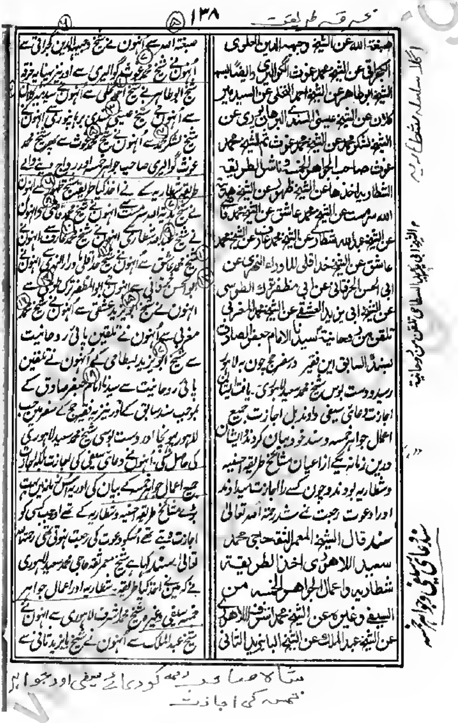

۱۳۸

تیسری قسم طریقت

صبغة الله عن الشيخ وجيه الدين العلوي
الگجراتي عن الشيخ محمد غوث الگواليري وايضاً لبسه
الشيخ ابوطاهر عن الشيخ احمد النخلي عن السيد مير
كلان عن الشيخ عيسى السندي البرهانپوري عن
الشيخ لشكر محمد عن الشيخ محمد غوث ثم الشيخ محمد
غوث صاحب الجواهر الخمسة ناشر الطريقة
الشطارية اخذها عن الشيخ ظهور عن الشيخ هداية
الله سرمست عن الشيخ محمد عاشق عن الشيخ محمد قاضن
عن الشيخ عبد الله شطار عن الشيخ محمد عارف عن الشيخ محمد
عاشق عن الشيخ خدا قلی ماوراء النهری عن
ابی الحسن الخرقانی عن ابی مظفر ترك الطوسی
عن الشيخ ابی یزید العشقی عن الشيخ محمد المغربی
تلقی عن روحانیة سیدنا الامام جعفر الصادق
بسند السابق این فقیر درسفر حج چون به لاهور
رسید دست بوس شیخ محمد سعید اللاهوری یافت ایشان
اجازت دعائی سیفی داوند بل اجازت جمیع
اعمال جواهر خمسه و سند خود بیان کردند ایشان
درین زمانه یکے از اعیان مشائخ طریقه حنفیه
وشطاریه بودند و چون کسے را اجازت میدادند
اورا دعوت رجعت نمی شد رحمة الله تعالی
سند قال الشيخ المعمر الثقة حاجی محمد
سعيد اللاهوري اخذ الطريقة
شطارية واعمال الجواهر الخمسة من
السيفي وغيره عن الشيخ محمد اشرف اللاهوري
عن الشيخ عبد الملك عن الشيخ ابا یزید الثاني

صبغۃ اللہ سے انہوں نے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے
انہوں نے شیخ محمد غوث گوالیری سے اور نیز پہنایا خرقہ
شیخ ابوطاہر نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے سید میر کلاں
سے انہوں نے شیخ عیسیٰ سندی برہانپوری سے انہوں نے
شیخ لشکر محمد سے انہوں نے شیخ محمد غوث سے پھر شیخ محمد
غوث گوالیری صاحب جواہر خمسہ اور رواج دینے والے
طریقہ شطاریہ کے نے اخذ کیا طریقت شیخ ظہور سے انہوں
نے شیخ ہدایۃ اللہ سرمست سے انہوں نے شیخ محمد قاضی سے انہوں
نے شیخ عبد اللہ شطاری سے انہوں نے شیخ محمد عارف سے انہوں نے
شیخ محمد عاشق سے انہوں نے شیخ محمد آقلی ماوراء النہری سے انہوں نے
ابوالحسن خرقانی سے انہوں نے ابوالمظفر ترک طوسی سے
انہوں نے شیخ ابو یزید عشقی سے انہوں نے شیخ محمد
مغربی سے انہوں نے تلقین پائی روحانیت
سے شیخ ابو یزید بسطامی کے انہوں نے تلقین
پائی روحانیت سے سیدنا امام جعفر صادق کے
بموجب سند سابق کے اور نیز یہ فقیر حج کے سفر میں جب
لاہور پہنچا اور دست بوسی شیخ محمد سعید لاہوری
کی حاصل کی انہوں نے دعائے سیفی کی اجازت بلکہ اجازت
جمیع اعمال جواہر خمسہ کے بیان کی اور یہ اس زمانہ میں بہت
بڑے مشائخ طریقہ حنفیہ و شطاریہ کے تھے اور جب کسی کو
اجازت دیتے تھے اسکو دعوت کی رجعت نہ ہوتی تھی رحمۃ اللہ
تعالیٰ سند کہا ہے شیخ معمر ثقہ حاجی محمد سعید لاہوری
نے کہ میں نے اخذ کیا طریقہ شطاریہ اور اعمال جواہر
خمسہ سیفی وغیرہ شیخ محمد اشرف لاہوری سے انہوں نے
شیخ عبد الملک سے انہوں نے شیخ بایزید ثانی سے

اگلا سلسلہ شطاریہ

النوع الی ابویزید البسطامی التلقین من روحانیۃ

سند اعمال جواہر خمسہ

سالا صاد رحمہ کو دعائے سیفی اور جواہر
خمسہ کی اجازت

عن الشیخ وجیہ الدین الگجراتی عن الشیخ محمد غوث الگوالیری، وایضاً این فقیر را اجازت طریقہ شطاریہ حاصل شد از حضرت والد بزرگوار قدس سرہ عن شیخ لال میرٹھی عن الشاہ پیر میرٹھی بسند لا یحضرنی الآن وجدت فی کتاب العزیزیۃ انہ عن السید ابراہیم الایرجی عن الشیخ بہاء الدین الشطاری انہ قال بدانکہ ذکر مشرب شطار اسم ذات بزبان یا دل گوید و ملاحظہ اسماء صفات کند یعنی سمیع و بصیر و علیم در خیال آرد و برزخ یعنی صورت واسطہ پیش نظر دارد و مد کشد و شد کند و از زیر ناف آغاز کند و مفہوم ملاحظہ یعنی شنوا و بینا و دانا در دل قرار دہد و در یکدم بگوید از اول دم تا آخر دم این در غیر محاربہ کبیر است فاما در محاربہ کبیر اگر در یکدم دو صد بار و زیادہ بگوید پس بہتر است چون درین صفات استقرار یافت صفات دیگر تلقین کند کہ آن صفات را نبات گویند یعنی سمیع بصیر علیم شنوا دائم بینا۔ دانا۔ قائم۔ حاضر ناظر شاہد۔ چون مدتے درین شغل استقامت میسر یابد۔ یعنی قادر۔ واحد۔ حی۔ قیوم ظاہر۔ باطن۔ رؤف۔ نور۔ ہادی و بدیع و باقی و عروج و نزول۔ در ہر ذکرے وہمی شرط است چون زمانے بدین شغل

انہوں نے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے انہوں نے شیخ محمد غوث گوالیری سے اور نیز اس فقیر کو اجازت طریقہ شطاریہ کی حاصل ہوئی حضرت والد بزرگوار قدس سرہ سے انکو شیخ لال میرٹھی سے انکو شاہ پیر میرٹھی سے ان کی سند اس وقت مجھے یاد نہیں میں نے کتاب عزیزیہ میں پائی معلوم ہوتی ہے سید ابراہیم ایرجی سے ان کو شیخ بہاؤ الدین شطاری سے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جان لینا چاہئے کہ ذکر مشرب شطاریہ کا اسم ذات ہے زبان سے یا دل میں کہے اور ملاحظہ اسماء صفات کا کرے یعنی سمیع بصیر علیم خیال میں لائے اور برزخ یعنی صورت واسطے کی پیش نظر رکھے اور مد کھینچے اور شد کرے اور زیر ناف سے شروع کرے اور معنی ملاحظہ کرے یعنی سننے والا اور دیکھنے والا اور جاننے والا دل میں قرار دے اور ایک دم میں ایک دفعہ کہے دم کے اول سے دم کے آخر تک میں اور یہ جب کہ محاربہ کبیر نہ ہو اور جو محاربہ کبیر ہو تو دو سو دفعہ اور زیادہ کہے تو اور اچھا ہے جب صفات قرار پا جائیں تو اور صفات تلقین کرے کہ ان صفات کو نبات کہتے ہیں۔ یعنی سمیع۔ بصیر۔ علیم۔ شنوا۔ بینا۔ دانا۔ دائم۔ قائم حاضر شاہد ہے۔ جب ایک مدت اس شغل میں مستقیم ہو جاتے تو فرماتے ہیں یعنی قادر۔ واحد۔ حی۔ قیوم۔ ظاہر باطن۔ رؤف۔ نور۔ ہادی۔ بدیع۔ باقی۔ عروج۔ نزول۔ ہر ذکر و دم میں شرط ہے جب ایک بات اس میں

طریقہ شطاریہ میں خلافت شاہ ولی اللہ

سلسلہ شطاریہ کا طریقہ ذکر و تعلیم

سلسلہ شطاریہ کے مراقبہ ۱۴۰ جات

استقامت گرفته باشد بعده ملفوظات تلقین کنند یعنی العلی الاعلی العظیم الاعظم الکبیر الاکبر القریب الاقرب اللطیف الالطف الکریم الاکرم النور الانور العلیم الاعلم بعد ازان به مجاربه کبیر شغل کناند دم گرفته بتمام با تصور ملاحظه چندان ذکر گوید که خوی از اندام بطریق باران روان شود و گوینده بیهوش گردد و فائده آنست که آنچه بگرسنگی و بیداری بسیار حاصل میشود آن همه بدین حاصل میشود و این مقدار کافی ست باقی از مرشد معلوم گردد بدانکه مراقبه بر سه طریق است اول آن که بجلسه صلوٰة بنشینی و التزام علم بدین کنی که باری تبارک و تعالیٰ بینا و شنوا و داناست و چون ازین علم لمحه غافل شوی مراقب نباشی و درین مراقبه ربط شیخ لازم گیرد و در نماز و تلاوت و جمیع احوال ملازم ازین علم باشد و چون درین استقامت شود در مراقبه ثانی آنرا مشاهده نیز گویند شروع کنی و این هم بران هیئت مذکوره بنشینی و روی را بجانب دل مائل گردانی و چشم را بندی و به چشم باطن سوی دل نگری و تصور کنی که خدای عزوجل را می بینی و چون این شغل بکمال رسد حجاب تشبیه برخیزد و به تحقیق بدانی که خدای تعالیٰ را می بینی پس ازین ترقی کن در مراقبه ثالث که آنرا معاینه نیز نامند مشغول شود آن آن ست که بر صفات مسطوره بنشینی الا آنکه نظر سوی آسمان داری و چشم

پہلا مراقبہ علم

دوسرا مراقبہ مشاہدہ

تیسرا مراقبہ معاینہ

مستقیم ہو جائے تو ملفوظات تلقین فرمائیں یعنی العلی الاعلی العظیم الاعظم الکبیر الاکبر القریب الاقرب اللطیف الالطف الکریم الاکرم النور الانور العلیم الاعلم اسکے بعد محاربہ کبیر کا شغل کرائیں کہ دم روک کر خوب شدت سے ساتھ تصور ملاحظہ کے اتنا ذکر کرے کہ بدن سے پسینہ مینہ کیطرح برسنے لگے اور ذکر کرنیوالا بیہوش ہو جائے اور فائدہ یہ ہے کہ جسقدر بھوکے رہنے سے اور بہت جاگنے سے حاصل ہوتا ہے وہ سب اس سے حاصل ہو جاتا ہے اور اسقدر کافی ہے باقی مرشد سے معلوم ہو جائیگا۔ جاننا چاہئے کہ مراقبہ تین طور پر ہیں ایک تو یہ کہ اسطرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور اس علم کو لازم کرے یعنی یقین سے یوں جانے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا اور جانتا ہے اور جب اس علم سے ایک لمحہ بھی غافل ہو تو مراقبہ نہیں اور اس مراقبہ میں ربط شیخ لازم ہے اور نماز و تلاوت اور تمام احوال کو لازم جانے اور جب اسمیں استقامت ہو جائے۔ دوسرا مراقبہ جسے مشاہدہ بھی کہتے ہیں شروع کرے۔ اور اسمیں بھی اسی شکل سے بیٹھے اور منہ دل کے وسط کی طرف جھکائے اور آنکھیں بند کرے اور چشم باطن سے دل کو دیکھیں اور تصور کرے کہ خدا عزوجل کو دیکھتا ہے۔ اور جب یہ شغل کمال کو پہنچ جائے حجاب تشبیہ کا اٹھ جائیگا تو تحقیق جانیگا کہ خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہے پھر اس سے ترقی کرے تیسرا مراقبہ ہیں کہ اسے معاینہ بھی کہتے ہیں اس میں مشغول اور وہ یہ ہے کہ اسی طور سے بیٹھے مگر نظر آسمان کی طرف کرے اور آنکھیں

فراز کردہ بہیئت مختصر تصور کنی کہ رُوحم
از قالب بیرون رفت و از سماوات گزشت
و بمعاینہ حق تعالیٰ مشغول شد اگر کسے برین
استقامت یابد رشتہ سر پیدا آید یکجانب رشتہ
بالائے ہفتم آسمان باشد و دوم جانب رشتہ در
دل او باشد و اعلیٰ مرتبہ طریق است و مشغولی
کہ مشائخ می گویند ہمین است و درین واسطہ
درست نیست۔

بیان سبحہ

واما سبحہ فناولنی ها السید عمر ابن بنت
الشیخ عبد اللہ البصری المکی قال ناولنی ها
جدی الشیخ عبد اللہ باولہ ایاها
شیخہ محمد بن محمد بن سلیمان المغربی
وقال ناولنی ایاها ابو عثمان الجزائری
عن ابی عثمان المقری عن سیدی احمد
حجی عن سیدی ابراهیم التازی عن
ابی الفتح المراغی عن ابی العباس احمد بن
ابی بکر الرداد عن مجد الدین محمد بن یعقوب
بن محمد الفیروز ابادی اللغوی عن جمال الدین
یوسف بن محمد الدمیری عن تقی الدین بن ابی
الثنا محمود بن علی عن مجد الدین عبد اللہ بن ابی
الجیش المقری عن ابیہ عن ابی الفضل محمد بن ناصر
عن ابی محمد عبد اللہ السمرقندی عن ابی بکر محمد بن علی
السلامی الحداد عن ابی نصر عبد الوہاب بن عبد اللہ بن عمر
عن ابی الحسن علی بن الحسن بن القاسم الصوفی

اونچی کرے اسی طرح جیسے مرنے کے وقت یہ
خیال کرے کہ میری روح قالب سے نکل گئی اور آسمانوں سے
گذر گئی اور حق تعالیٰ کے معاینہ میں مشغول ہوئی اگر کسی
کو اس پر استقامت حاصل ہو گئی ایک دھاگا ظاہر ہوگا
اس کا ایک سرا ساتویں آسمان پر ہوگا اور دوسرا سرا
اُسکے دل میں۔ اور اعلیٰ مرتبہ اور مشغولی جو مشائخ
کہتے ہیں یہی ہے اور اس میں واسطہ درست
نہیں۔

تسبیح کی سند

وہ مجھکو دی سید عمر نے شیخ عبد اللہ بصری مکی
کے نواسے ① نے کہا مجھکو دی میرے نانا شیخ عبد اللہ ②
نے اُن کو دی اُنکے شیخ محمد بن ③ محمد بن سلیمان
مغربی نے اور کہا مجھکو دی ④ ابو عثمان جزائری
نے اُن کو ملی ابو عثمان ⑤ مقری سے اُن کو
⑥ سید احمد حجی سے ⑦ اُنکو سید ابراہیم تازی سے
اُنکو ابو الفتح ⑧ مراغی سے اُنکو ابو العباس
⑨ احمد بن ابو بکر رداد سے اُنکو مجد الدین ⑩
محمد بن یعقوب بن محمد فیروز آبادی لغوی
سے اُنکو جمال الدین ⑪ یوسف بن محمد دمیری
سے اُنکو تقی الدین ⑫ بن ابو ثنا محمود بن علی سے
⑬ اُنکو مجد الدین عبد الصمد بن ابو الجیش مقری سے
اُنکو اپنے والد ⑭ سے اُنکو ابو الفضل ⑮ محمد بن ناصر سے
⑰ اُنکو ابو محمد عبد اللہ سمرقندی سے ⑯ اُنکو ابو بکر محمد بن علی
سلامی حداد سے اُنکو ابو نصر عبد الوہاب بن عبد اللہ
بن عمر سے اُنکو ابو الحسن علی بن حسین بن قاسم صوفی سے

ستا لا صا فی ۲۷ کی تسبیح کی مسند

قال سمعت ابا الحسن المالكی وقد رأيته
وفی يده سبحة فقلت يا استاذ وانت
الی الآن مع السبحة يقول کذا رأيت استاذی
الجنيد وفی يده سبحة فقلت يا استاذی
وانت الی الآن مع السبحة فقال کذا رأيت
استاذی سری بن المغلس السقطی وفی يده
سبحة فقلت يا استاذ وانت مع السبحة
فقال کذا رأيت استاذی معروف
الکرخی وفی يده سبحة فسألت عما سألتنی
عنه فقال کذا رأيت استاذی بشر الحافی
وفی يده سبحة وسألت عما سألتنی عنه فقال
رأيت استاذی عمر المکی وفی يده سبحة فسألته
عما سألتنی عنه فقال رأيت استاذی الحسن
البصری وفی يده سبحة فقلت يا استاذ مع
عظم شانك وحسن عبادتك وانت
الی الآن مع السبحة فقال لی هذا شیء کنا
استعملناه فی البدايات ما کنا نترکه فی
النهايات انا احب ان اذکر الله بقلبی و
يدی ولسانی قال الشيخ ابو العباس الرداد
تبين من قول الحسن البصری السبحة کانت
موجودة متخذة فی عهد الصحابة لقوله
هذا شیء کنا استعملناه فی البدايات و
بدايت الحسن من غير شك کانت
مع اصحاب رسول الله صلی الله
عليه وآله وسلم فانه ولد

اُنہوں نے کہا مینے سنا ہے حسن مالکی سے اور تحقیق مینے دیکھا
انکو تسبیح انکے ہاتھ میں ہے تو مینے کہا اے حضرت ابھی تک آپ
تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں کہا اُنہوں نے یونہی دیکھا تھا اپنے حضرت
جنید کو اور اُنسے کہا تھا حضرت ابھی تک آپ تسبیح ہاتھ میں
رکھتے ہیں اُنہوں نے کہا مینے ایسا ہی دیکھا تھا اپنے مرشد سری
بن مغلس سقطی کو اور اُنکے ہاتھ میں تسبیح تھی تو مینے
کہا اے حضرت ابھی تک آپ تسبیح رکھتے ہیں اُنہوں نے
کہا مینے ایسا ہی دیکھا تھا اپنے مرشد معروف
کرخی کو اور اُنکے ہاتھ میں تسبیح تھی اور مینے یونہی
پوچھا تھا جسطرح تم نے مجھسے پوچھا تو اُنہوں نے
کہا ہم نے یونہی دیکھا تھا اپنے مرشد بشر حافی
کو اُنسے یونہی دریافت کیا جیسے تم نے مجھسے
اُنہوں نے کہا مینے دیکھا اپنے حضرت عمر مکی کو
انکے ہاتھ میں تسبیح تھی مینے سوال کیا اسی طرح
جسطرح تم نے مجھسے۔ اُنہوں نے کہا مینے دیکھا
اپنے استاد حسن بصری کو اُن کے ہاتھ میں
تسبیح تھی مینے کہا اے حضرت آپ باوجود
ایسی عظمت شان اور ایسی نیک عبادت کی
اور ابھی آپکے ہاتھ میں تسبیح ہے اُنہوں نے کہا کہ یہی
ایک ایسی شئے ہے کہ ہم ابتدا میں اسکا استعمال کرتے تھے
تو ہمنے نہایت میں بھی نہ ترک کیا میں دوست رکھتا ہوں
اس امر کو کہ ذکر اللہ دلسے کروں اور ہاتھ سے اور زبان سے
شیخ ابو العباس سوداو فرماتے ہیں کہ حسن بصری کے قول
سے روشن ہوا کہ تسبیح موجود اور متخذ تھے اصحاب کے عہد میں
جو اُنہوں نے کہا یہ ایسی شئے ہے کہ ہم ابتدا میں کیا کرتے تھے اور
ابتدا حسن بصری کی بلاشک تھی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ کیونکہ وہ یقینی پیدا ہوئے۔

۱۴۳ مشائخ عظام حدیث کو دیگر وظائف

سنتين بقيا من خلافة عمر رای عثمان وعليا وطلحة رضی الله عنهم وحضر يوم الدار فی قضية عثمان وعمره اربع عشرة سنة وروی عن عثمان وعلی وعمران بن حصين ومعقل بن يسار وابی بكرة وابی موسی وابن عباس وجابر بن عبد الله رضی الله عنهم وخلق كثير من الصحابة والخلاف فی روايته عن علی رضی الله عنه مشهور انتهی واما **دلائل الخيرات** فاخبرنا به شيخنا ابو طاهر عن الشيخ احمد النخلی عن السيد عبد الرحمن الادريسی الشهير بالمحجوب عن ابيه احمد عن جده محمد عن ابی جده احمد عن مؤلفه السيد الشريف محمد بن سليمان الجزولی رحمة الله واما **قصيدة البردة** فاخبرنا بها ابو طاهر عن الشيخ احمد النخلی عن محمد بن العلاء البابلی عن سالم السنهوری عن النجم الغيطی عن شيخ الاسلام زكريا عن ابی اسحاق الصالحی عن الصلاح محمد بن محمد بن الحسن الشاذلی عن علی بن جابر الهاشمی عن ناظمها شرف الدين محمد بن سعيد حماد البوصيری رحمة الله كاتب حروف گويد اينست آنچه از بيان سلاسل درين رساله ميسر شد بعد ازان ذكر بعض اسانيد علم حديث وعلم فقه وغيرهما خواهد آمد والحمد لله اولاً وآخراً ظاهراً وباطناً وصلی الله علی سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين

جب دو برس خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باقی رہ گئے تھے اور انہوں نے دیکھا حضرت عثمان وعلی وطلحہ رضی اللہ عنہم کو اور جب حاضر ہوئے یوم الدار کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قضیہ میں تو ان کی عمر چودہ برس کی تھی اور انہوں نے حدیث کی روایت کی ہے عثمان وعلی وعمران بن حصین و معقل بن یسار و ابوبکرہ و ابوموسیٰ و ابن عباس و ابن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے اور بہت صحابہ سے اور انکا حضرت علی سے روایت کرنے میں خلاف مشہور ہے انتہی

سند دلائل الخیرات

دلائل الخیرات کی سند اور دلائل الخیرات کی ہم کو اجازت دی ہمارے شیخ ابوطاہر نے انہوں نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے سید عبد الرحمن ادریسی مشہور بہ محجوب سے انہوں نے اپنے والد احمد سے انہوں نے اُنکے دادا محمد سے انہوں نے انکے پردادا احمد سے انہوں نے اُسکے مصنف سید شریف محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ سے

قصیدہ بردہ کی سند

قصیدہ بردہ کی سند ہمکو خبر دی قصیدہ بردہ کی ابوطاہر نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے محمد بن علاء بابلی سے انہوں نے سالم سنہوری سے انہوں نے نجم غیطی سے انہوں نے شیخ الاسلام زکریا سے انہوں نے ابواسحاق صالحی سے انہوں نے صلاح محمد بن محمد بن حسن شاذلی سے انہوں نے علی بن جابر ہاشمی سے انہوں نے اسکے ناظم شرف الدین بن محمد بن سعید حماد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ سے کاتب حروف کہتا ہے یہی بیان سلاسل کا اس رسالہ میں میسر ہوا علم حدیث وفقہ وغیرہما کی سند کا ذکر بعد ہوگا۔ فقط والحمد للہ اولاً وآخراً ظاہراً وباطناً وصلی علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

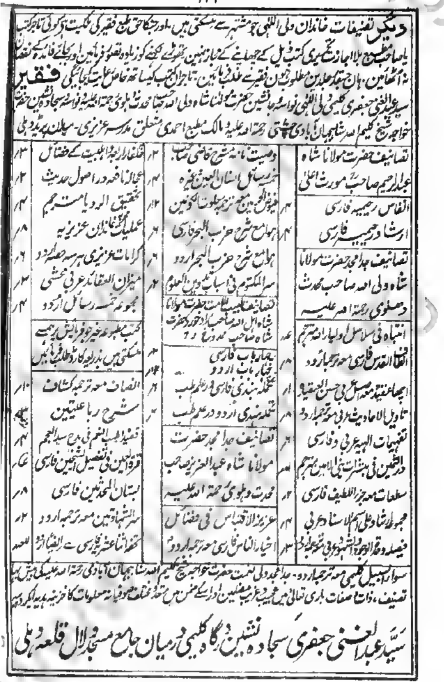

دیگر تصنیفات خاندان ولی اللہی جو مشتہر سے ملسکتی ہیں، اور جنکا حق طبع فقیر کی ملکیت ہے کوئی تاجر کتب یا صاحب مطبع بلا اجازت تحریری کتب ذیل کے چھاپنے کے مجاز نہیں تھوڑے لکھنے کو زیادہ تصور فرمائیں اور بجائے فائدہ کے نقصان نہ اٹھائیں۔ ہاں جس قدر جلدیں مطلوب ہوں فقیر سے طلب فرمائیں۔ تاجران کتب کیساتھ خاص رعایت کیجائیگی **فقیر** سید عبدالغنی جعفری کلیمی ولی اللہی نواسہ جانشین حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ و نواسہ سجادہ نشین حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ مالک مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی - سیلان پریڈ دہلی

تصانیف حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ مورث اعلیٰ	
انفاس رحیمیہ فارسی	۴؍
ارشاد رحیمیہ فارسی	۴؍
تصانیف جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم	عہ؍
الطاف القدس فارسی معہ ترجمہ اردو	۸؍
اچھا عقیدہ معہ اصل عربی حسن العقیدہ	۱؍
تاویل الاحادیث عربی معہ ترجمہ اردو	۸؍
تفہیمات الٰہیہ عربی و فارسی	۶؍
در الثمین فی مبشرات النبی الامین مترجم	لعہ
سطعات معہ حزب اللطیف فارسی	۲؍
مجموعہ ارشاد علی اسم الاسناد عربی	۴؍
فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود عربی معہ ترجمہ اردو	۳؍

وصیت نامہ شرح قاضی صاحب	۲؍
خمسہ رسائل انسان العین وغیرہ	۳؍
فیوض الحرمین معہ ترجمہ سطوت الکونین	۲؍
ہوامع شرح حزب البحر فارسی	۶؍
ہوامع شرح حزب البحر اردو	۶؍
سر المکتوم فی اسباب تدوین العلوم	۲؍
تصانیف عم بزرگ علامت حضرت مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر خورد حضرت شاہ صاحب ممدوح رحمۃ اللہ	
چہار باب فارسی	۴؍
چہار باب اردو	۱۲؍
تحفہ ہندی فارسی در علم طب	۴؍
تحفہ ہندی اردو در علم طب	۲؍
تصانیف جد امجد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس فارسی معہ ترجمہ اردو	

خلفاء اربعہ اہلبیت کے فضائل	۳؍
عجالہ نافعہ در اصول حدیث	۲؍
تحقیق الرؤیا مترجم	۴؍
عملیات مجربہ خاندان عزیزیہ	۸؍
کرامات عزیزی ہر سہ حصہ اردو	۶؍
میزان العقائد عربی محشی	۳؍
مجموعہ خمسہ رسائل اردو	۴؍
کتب مطبوعہ غیر جو فرمائش پر ہمیں ملسکتی ہیں بذریعہ کارڈ طلب فرمائیں	
انصاف معہ ترجمہ کشاف	۱۰؍
شرح رباعیتین	[illegible]
قصیدہ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم	۳؍
قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین فارسی	عا؍
بستان المحدثین فارسی	۸؍
سر الشہادتین معہ ترجمہ اردو	۲؍
تحفہ اثنا عشریہ فارسی سے الغاء اردو	للعہ

سواء السبیل کلیمی معہ ترجمہ اردو - جد امجد ولی نعمت حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بیش بہا تصنیف، ذات و صفات باری تعالیٰ میں عجیب و غریب مضامین اور اسکے ضمن میں متعدد مختلف صوفیانہ معلومات کا خزینہ ہدیہ [illegible]

سید عبدالغنی جعفری سجادہ نشین درگاہ کلیمی درمیان جامع مسجد و لال قلعہ دہلی

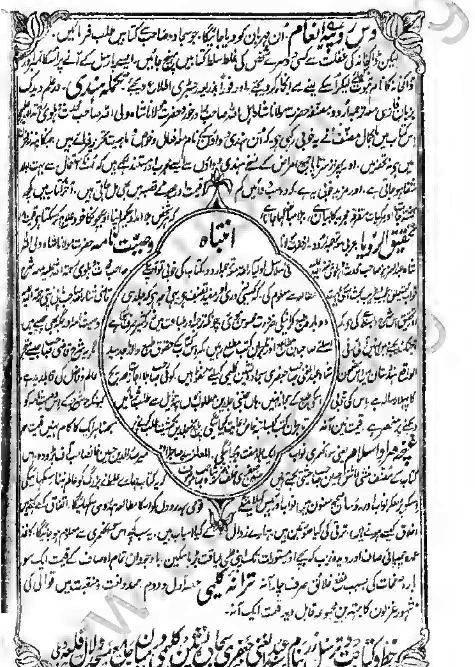

دس روپیہ انعام۔ اُن مہربان کو دیا جائیگا۔ جو سجادہ صاحب کتابیں طلب فرمائیں۔ لیکن ڈاکخانہ کی غفلت سے کسی دوسرے شخص کی غلط سلط کتابیں پہنچ جائیں۔ ایسے پارسل کے آنے پر اسکا نمبر اور ڈاکخانہ کا نام مع ثبوت لیکر اسکے لینے سے انکار کر دیجئے۔ اور فوراً بذریعہ رجسٹری اطلاع دیجئے۔ **تحفہ ہندی**۔ در علم ویدک بزبان فارسی مع ترجمہ اردو مصنفہ حضرت مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر خورد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اس کتاب میں باکمال مصنف نے یہ خوبی رکھی ہے کہ اُن ہندی دواؤں کے نام معہ افعال و خواص و ماہیت تحریر فرمائے ہیں جو کتابہائے طب میں بہ نحو نہیں۔ اور پھر از سر تا پا جمیع امراض کے نسخے ہندی دواؤں سے ایسے مجرب اور مستند لکھے ہیں کہ نسخہ کے استعمال سے بہت جلد شفا ہو جاتی ہے۔ اور مزید خوبی یہ ہے کہ وہ سب دوائیں کم قیمت ہر چھوٹے قصبہ میں بھی مل جاتی ہیں۔ آخر کتاب میں کچھ کشتہ جات و ترکیبات متفرقہ مجربہ کا بیان ہے۔ بلا مبالغہ کہا جاتا ہے کہ ہر شخص بلا امداد حکیم اپنا اور بچوں کا خود علاج کرسکتا ہے قیمت ۹

تحقیق الرؤیا عربی مترجمہ اردو۔ از حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خواب کی تحقیق عجیب و غریب بحث اس میں ہے اور تحقیقات اس شرح دیکھنے کی ہو کر جنکو دیکھنا منظور ہو منگالیں۔ فی الواقع ہندوستان میں اپنی قسم کا پہلا رسالہ ہے۔ اس کی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے۔ قیمت تین آنہ

انتباہ

فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم اردو کتاب کی خوبی تو دیکھئے مطالعہ سے معلوم ہوگی۔ کہ کیسی نادر اور مفید تصنیف ہے یہی وجہ ہے کہ جلد ہی دوبارہ طبع کرانے کی ضرورت محسوس ہوئی چونکہ ترجمہ اور عبارت میں کثیر صرف ہے اسلئے صاحبان مطابع اور تاجران کتب مطلع رہیں کہ اس کتاب کے حقوق طبع و اعادہ جدید شاہ عبدالغنی صاحب جعفری سجادہ نشین کلیمی کیلئے محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب بلا اجازت صریح اسکو طبع کے مجاز نہیں۔ ہاں جتنی جلدیں مطلوب ہوں بہ پتہ ذیل سے طلب فرمائیں تاجران کتب کیساتھ خاص رعایت کیجائیگی پانچ جلدیں یکمشت طلب کرنیوالے کو ایک جلد مفت دیجائیگی۔ المعلن سید صاحبزادہ [illegible] جعفری خلف الرشید شاہ صاحب موصوف

وصیت نامہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مع شرح قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ وصیت نامہ دو جگہ بھی چھپے ہیں مگر یہ شرح قاضی صاحب جیسے متبحر عالم و فاضل کی قابل دید ہے لیکن حسن شرح کے اس خصوصیت کو سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں قیمت ۸

غنچہ مراد اسلام یعنی سوانحمری نواب میر صدرالدین حسین خانصاحب فائز دہلوی۔ اس کتاب کے مصنف منشی بانشی حسین صاحب چشتی لکھتے ہیں کہ یہ کتاب ہمارے طفلان بزرگ کو عالم بنا سکیگی اسکو پڑھکر نواب اور رئیس صحیح معنوں میں نواب اور رئیس کہلائینگے قومی ہمدردوں کو اسکا مطالعہ یہ دکھلائیگا۔ اتفاق کے کیسے نتیجے ہیں اخلاق کیسے ہونے چاہئیں۔ ترقی کی کیا صورتیں ہیں۔ ہمارے زوال کے کیا اسباب ہیں۔ یہ سب کچھ اس سوانحمری سے معلوم ہو جائیگا۔ کاغذ عمدہ چھپائی صاف اور دیدہ زیب کہ بچے اور مستورات تک اپنی علمی لیاقت بڑھا سکیں۔ باوجود ان تمام اوصاف کے قیمت ایک سو بارہ صفحات کی بسبب نفع خلائق صرف چار آنہ **ترانۂ کلیمی** حصہ اول و دوم۔ حمد و نعت و منقبت میں قوالی کی مشہور غزلوں کا بہترین مجموعہ قابل دید۔ قیمت ایک آنہ۔

خط و کتابت و ترسیل زر بنام سید عبدالغنی جعفری سجادہ نشین کلیمی مقابل جامع مسجد لال قلعہ دہلی

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کا دوسرا حصہ

معہ ترجمہ اردو زیر طبع ہے۔ اِس حصہ کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ یہ اس کتاب کا دوسرا حصہ ہے۔ ناظرین خود اندازہ فرمائیں۔ کہ جب اول حصہ کے مضامین ایسے ضروری اور دلچسپ معلومات کا بیش بہا گنجینہ ہیں۔ تو حصہ دوم اور بھی اعلیٰ وارفع خزینہ ہوگا۔ نبیرہ جدامجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف غرض قابل دید اور لائق شنید ہے قیمت ایک روپیہ۔

فیوض الحرمین معہ ترجمہ اردو **سعادت کونین**۔ جدامجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآرا تصنیف جسمیں شاہ صاحب موصوف نے بموقع حج مبارک علاوہ واقعات حرمین محترمین کے مسئلہ وحدت الوجود والشہود، تقلید اہل فقہ و اہل حدیث، تصوف و میلاد شریف، تحقیق مذاہب اربعہ و شیعہ اور دیگر اختلافی مسائل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس و مطہر سے حل فرما کر تفصیل کیساتھ اس رسالہ میں تحریر فرمایا ہے۔ جو پہلی دفعہ شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب شائقین کے مزید اصرار سے عمدہ سفید چکنے کاغذ پر دوبارہ شائع ہوئی ہے۔ قیمت اس گوہر بے بہا کی صرف ۱۲؍

تفہیمات الٰہیہ اپنی شاہ صاحب کی مشہور زمانہ تصنیف جس کا دیگر مصنفین نے موقعہ بموقعہ اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ہے جسمیں تصوف الہیات کے حقائق و معارف کوٹ کوٹ کر بھر دیئے ہیں۔ نماز، روزہ اور جمیع احکام اسلام کی فلسفیانہ توجیہہ اس شان سے کی گئی ہے۔ کہ جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ کہ شاہ صاحب دہلی کے مایۂ ناز اور ہندوستان بھر کے استاد العلماء تھے۔ آپکی یہ کتاب ہر علمی گھر اور ہر عالم کی زیر نظر رہنا ضروری ہے کتاب کا زیادہ حصہ عربی اور کچھ فارسی ہے۔ اُردو ترجمہ اسلئے نہیں کیا گیا۔ کہ عوام الناس کی سمجھ سے باہر ہے قیمت جلد اول ۲؍

در الثمین فی مبشرات النبی الامین عربی معہ ترجمہ اردو۔ اس کتاب میں شاہ صاحب ممدوح نے اپنے اور اپنے والد ماجد اور اپنے خاندان کے وہ عجیب و غریب حالات لکھے ہیں جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس سے حاصل کئے ہیں۔ ہر مسلمان کے دیکھنے کے قابل کتاب حاشیہ پر عربی میں لمعات حضرت الحق صاحب بھی درج ہیں۔ اس بیش بہا کتاب کا مطالعہ ضرور کیجئے بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ قیمت بہت کم صرف ۱؍

فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود عربی معہ ترجمہ اردو جس میں شاہ صاحب نے بجواب خط آفندی اسمٰعیل بن عبداللہ الرومی ثم المدنی مابین اقوال شیخ اکبر قائل وحدۃ الوجود و اقوال شیخ مجدد قائل وحدۃ الشہود کی باحسن الوجوہ تطبیق دی ہے۔ ارباب بصیرت سمجھ سکتے ہیں۔ کہ وہی مکاشفہ حضرت شاہ صاحب کا فیصلہ کیسا مدلل اور قابل دید ہوگا۔ قیمت عہ سید عبدالغنی جعفری سجادہ نشین گھی دہلی

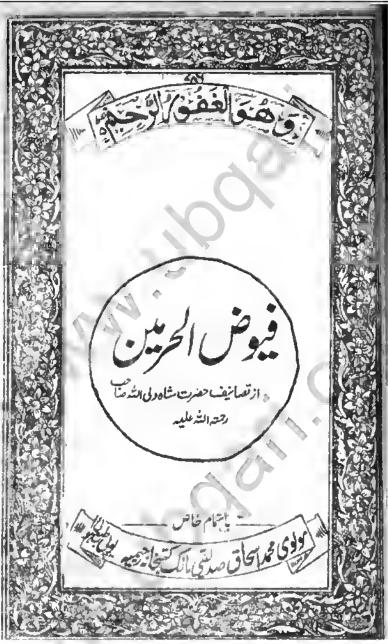

وهو الغفور الرحيم

فیوض الحرمین

از تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام خاص

مولوی محمد اسحاق صدیقی مالک کتبخانہ رحیمیہ [illegible]

۳

شاہ صاحب رح کو مبارک بشارتیں

مبارک خواب اور آیات فضل فرمانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللهم انی احمدک واثنی علیک وانت اهل
الحمد والثناء واستغفرک واستعینک وانه
لا یغفر الذنوب الا انت ولا یغنینی غیرک فی الشدة
والرخاء واوجه وجهی الیک واسلم نفسی الذی
وصلوتی ومحیای ومماتی لک تعالیت عن شرک
الشرکاء واعوذ بک من شرور نفسی ومن سیئات
اعمالی والح علیک فی سوال الهدایة لما هو الافضل
من مکارم الاعمال واخلاق لا یعنینی من
ولا یهدینی لها الا الذی فطرنی وفطر الارض
والسماء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک
له واشهد ان محمدا عبده ورسوله افضل الرسل
والانبیاء صلی الله علیه وعلی آله واصحابه
ما تعاقب الملوان وما اظلت النجوم اوائل الفجر
اما بعد فیقول العبد الضعیف ولی الله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ تیری حمد
ثنا میں قاصر ہوں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھی سے
مدد مانگتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہیں
بخشتا اور بغیر تیرے کوئی میری مدد نہیں کر سکتا رنج و راحت
میں تیری ہی طرف متوجہ ہوں اور تجھی کو اپنے تئیں سونپتا
ہوں تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادت اور میری زندگی
اور موت تیرے ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہیں اور پناہ چاہتا ہوں تجھ سے
اپنے نفس کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اور کمال عاجزی سے
سوال کرتا ہوں کہ اچھے اخلاص اور نیک اعمال کی ہدایت کر جو میرا عقیدہ ہے
اگر کوئی نہیں ہے مجھ کو بھلائیوں کی ہدایت کرنے والا مگر جس نے مجھے پیدا
کیا اور زمین و آسمان کو بنایا اور گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود
نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں
سب رسولوں سے افضل اور سب نبیوں سے بہتر اللہ کا درود ہو ان پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر
جب تک رات اور دن باقی رہیں اور آسمان پر ستارے چمکتے رہیں اما بعد بندۂ ضعیف ولی اللہ

[illegible]

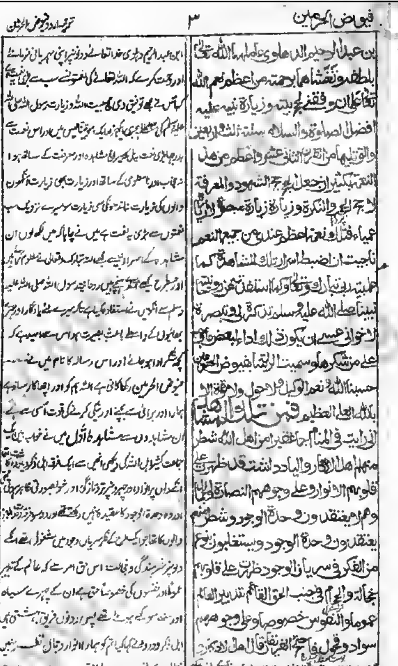

فیوض الحرمین ۳ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

بن عبد الرحیم الدهلوی عاملهما الله تعالی
بلطفه ونعشهما برحمته من اعظم نعم الله
تعالی علی ان وفقنی لحج بیته وزیارة نبیه علیه
افضل الصلوة والسلام بسنة ثلث واربعین
والتی تلیها من القرن الثانی عشر واعظم من هذه
النعمة بکثیر ان جعل لی حج الشهود والمعرفة
لا حج الجسم والنکرة وزیارة مجلو [illegible]
عمیاء فقلت ونعمة اعظم عندی من جمیع النعم
احببت ان اضبط اسرار تلک المشاهد کما
علمنیه ربی تبارک وتعالی وکما استفدته من روح
نبینا صلی الله علیه وسلم لتکون تذکرة لی وتبصرة
للاخوان عسی ان یکون ذلک اداء لبعض ما یجب
علی من شکرها وسمیت الرسالة بفیوض الحرمین
حسبنا الله ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة الا
بالله العلی العظیم فمن تلک المشاهد
انی رایت فی المنام جمعا غفیرا من اهل الله شطر
منهم اهل الاذکار والاوراد اشد ما قد ظهرت علی
قلوبهم الانوار وعلی وجوههم النضارة والبهاء
وهم لا یعتقدون وحدة الوجود وشطر منهم
یعتقدون وحدة الوجود ویستغلون بنوع
من الفکر فی سریان الوجود ظهرت علی قلوبهم
نجاسة والجهل فی جنب الحق القائم بتدبیر العالم
عموما والنفوس خصوصا وعلی وجوههم
سواد وقحول فاحجم الفریقان فقال اهل الاذکار
والاوراد الا ترون هذه الانوار والجمال علینا [illegible]

ابن عبد الرحیم دہلوی خدا تعالی نے دونوں پر اپنی مہربانی فرمائے
اور رحمت کرے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت یہ
کہ اس نے مجھ کو توفیق دی کہ حج بیت اللہ وزیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنہ ایک ہزار ایک سو تینتالیس میں اور اس نعمت سے
بدرجہا بڑی نعمت یہ ملی کہ میرا حج مشاہدہ اور معرفت کے ساتھ ہوا
نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت آنکھوں
والوں کی زیارت نہ اندھوں کی سی زیارت سو میرے نزدیک سب
نعمتوں سے بڑی یہ نعمت ہے میں نے چاہا کہ میں لکھ لوں ان
مشاہدوں کے اسرار ایسے جیسے اللہ تبارک وتعالی نے معلوم کرائے
اور جس طرح کہ میں نے سمجھا ہے روحانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے انکو یہ مستفاد کیا ہے تاکہ میرے لئے یادگار اور
بھائیوں کے واسطے باعث بصیرت ہو اس سے امید ہے کہ
کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام میں نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہم کو اور اچھا کارساز ہے
ہمارا اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے
ان مشاہدوں سے مشاہدہ اوّل میں نے خواب میں ایک
جماعت کثیر اولیاء اللہ کی دیکھی انہیں سے ایک فرقہ اہل ذکر و ورد کا تھا
انکے دلوں پر انوار اور چہرہ پر تر و تازگی اور خوبصورتی ظاہر تھی
اور وہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور دوسرا فرقہ وحدۃ الوجود
والوں کا تھا جو ایک طرح کے فکر سریان وجود میں مشغول رہتے تھے
دونوں پر شرمندگی و نجاست اس حق امر سے کہ عالم کے تدبیر
عموماً اور نفسوں کی خصوصاً حق ہے ان کے چہرے سیاہ
اور [illegible] ہو گئے تھے پھر ان دونوں فریق [illegible]
اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تم کو ہمارا انوار و جمال نظر نہیں
آتا پس ہم تم سے بہت [illegible] ہدایت پر ہیں

وقال اهل وحدة الوجود ان اضمحلال الوجودات في الوجود الحق امر حق مطابق للواقع فعلمنا ما جهلتم فلنا الفضل عليكم فلما كثر التشاجر بينهم حكموني ورفعوا الي مشاجرتهم فقمت بين هؤلاء وهؤلاء ثم قلت من العلوم الصادقة ما يهذب النفوس ومنها ما لا يهذب النفوس وذلك لان الله تعالى خلق النفوس باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت واذا لم تستغرق فيه لم تهذب ولم تصلح فهذه المسئلة وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليست هي مشربكم وانما مشربكم التوجه الى الحقيقة الجامعة بحسب تضرعات الملأ الاعلى اما اصحاب الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة لكنهم لم يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الكمال واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا في المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم لما سرحوا افكارهم في مسرح السريان ضيعوا من ايديهم التعظيم والخشية والتانية التي عرفت بها الملأ الاعلى ربها وورثتها من قوى الافلاك بحكم الفطرة فامتلأ العالم بمعرفتهم وما ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ ما خلقت لاجله فانتم ايها القائلون بوحدة الوجود وسريان الوجود في العالم نطقتم

اور وحدۃ الوجود والوں نے کہا کہ سب موجودات کی ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہے یہ امر حق کے مطابق واقع ہے پس ہمیں یہ امر معلوم ہو گیا جس سے تم جاہل رہے پس ہمکو تم پر فضیلت ہے جب انکی تنازع بڑھ گیا تو انہوں نے مجھکو منصف بنایا اور اپنا جھگڑا میرے سامنے پیش کیا پھر میں ان دونوں فریقوں میں منصف بنا اور کہا کہ بعض علوم صادقہ ایسے ہیں جس سے نفس مہذب ہوتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن سے نفس تہذیب نہیں پاتا اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کی ہیں اور علوم حقہ میں سے ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اسمیں مستغرق ہو جاتا ہے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو اسمیں مستغرق نہ ہو تو مہذب نہیں ہوتا ہے اور نہ اصلاح پاتا ہے سو یہ مسئلہ اگرچہ علوم حقہ میں سے ہے لیکن تم سب کا یہ مشرب نہیں اور تمہارا مشرب توجہ در حقیقت جامعہ کیطرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتوں کے سو نور والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا اور انکے نفس مہذب ہو گئے اور سنور گئے اور جس کمال کیواسطے پیدا ہوئے تھے اسکو پہنچ گئے لیکن وحدۃ الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے پر اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب انھوں نے اپنا فکر سریان وجود میں صرف کیا تعظیم محبت خشیت ہاتھ سے جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے انکے قوائے افلاک بحکم فطرت پس عالم انکی معرفت سے پر ہو گیا اور جو نہ وارث ہوئے اس کے انکے نفس مہذب نہ ہوئے اور نہ وہ اسکو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے سو اے وحدت الوجود اور سریان الوجود فی العالم کے قائلو ظاہر کر دیا تمہارے اس رمز کو اس عاجز نے جس کے لائق یہ علم نہیں

بهذا السر جزو ليس من شأنه هذا العلم ولما الجزء
الذي مشربه هذا العلم فانه اخرس فيكم مستو
لا يعلم بهذا السر وان جزء اللطيفة فيكم وفي
العناصر الفلكية فارقة لما يليق بها من الكمال
انما الحري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه
غضا طريا لم يحلقه النشاة المتركة ففهموا
هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا من
الاسرار التي اختصني ربي بها احكم بها بينكم
فيما اختلفتم فيه والحمد لله رب العلمين ثم انتبهت

مشهد آخر رأيت ببصر روحي تدليا
هو شيء واحد متصل في ذاته سار في انواع
كل مكان العالم ستارة فوقه وهو الداخل فيه
وفطنت حينئذ ان هذا التدلي اذا توجه اليه
العارف وابصره ببصر روحه وفني فيه قوي
تأثيره وارشاده وصح له التصرف في الخلق
بالحق وهذا التدلي له وجهان فوجه يحيزه
منه الوجود الخارجي هذا كانه نور منطبع
في الواح النفوس يعني النور والوجه الثاني
يحيزه والوجود الذهني وهذا يتصادق
مع الذات ويصح الاسم التدلي لاجله يقال ان
ان النقشبندية ادرجت النهاية في البداية ومن
وصل الى الذات بواسطة هذا التدلي لم يعلم
الاختيار والارادة وعلم نفسه مغمورا في بحر لا ساحل له

معرفة عظيمة ادراك الحق المتدلي
الى عباده باعظم التدليات ان

لیکن وہ جزو جسکا مشرب یہ علم ہے پس وہ تم میں گونگا اور مسخ بندہ
ہے اور وہ اس راز کو نہیں جانتا اور تم میں عناصر فلکیہ جو اجزاء
لطافت ہیں کمال کے ہیں بالکل نہیں اس بستر کے لئے وہ
شخص لایق ہے جسمیں یہ جزو بہت راسخ ہو اور اس کو نکھا
نکھر دیں پس نظریات گھیر لینے والے پس وہ دونوں فریق
سمجھ گئے اور یقین کر لیا پھر میں نے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا
اس اسرار سے جس میں تمہارا اختلاف تھا اس میں میں نے
منصفی کر دی و الحمد للہ رب العالمین پھر میری آنکھ کھل گئی

مشہد میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلی کو دیکھا کہ وہ
ایک شئی واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت کی ہوئی ہے
گویا عالم اس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے اس وقت میں نے
جانا کہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب اس کی طرف متوجہ ہو
اور اپنی روح کی آنکھ سے اسکو دیکھے اور اسمیں فنا ہو جائے
تو اسکے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اسکا تصرف خلقت
میں حق طور پر صحیح ہوتا ہے اور اس تدلی کی دو جہتیں ہیں۔
ایک وجود خارجی کی طرف سو یہ ایک نور منطبع ہے الواح نفوس
میں اسکا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے
یہ ذات کیساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم اور تدلی ہے۔
نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہیں کہ ہم نے نہایت کو بدایت
میں درج کیا ہے جو شخص اس تدلی کے وسیلہ
سے واصل بذات ہوتا ہے نہیں جانتا سوا اختیار اور
ارادہ کے اور اپنے تئیں ڈوبا ہوا جانتا ہے ایک دریائے
ناپیدا کنار میں ۔۔۔۔

معرفت عظیمہ خدا تعالے کا ادراک جو اپنے بندوں کی
اعظم تدلیات کے ساتھ متدلی ہے۔ اگر

کان یبصر الروح فهو من مقامات الکمل
وان کان یعلم الروح فهو مما یشترک فیه
العوام وکذا استماع کلامه ان کان یسمع
الروح فهو من مقامات الکمل وان کان یعلم
الروح فهو مما یشترک فیه العوام

تحقیق شریف اعلم ان النفس
الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غیر هذه الجوارح
المحسوسة وتحقیق ذلک ان هنا لک لطیفتین
احدیهما القیومیة الالهیة المتعلقة
بالبدن الحالة فیه مع قطع النظر عن النسمة
والهما فی معرفة الاشیاء وجهان ان تفیض علیها
صورة مجردة من مبدأ الصور وهو العلم
او تفضی الی شیء من الاشیاء وتتصل به وهذا
الاتصال اذا اعتبر بالانکشاف البصری یسمی بصرا
واذا اعتبر بالانکشاف السمعی یسمی سمعا واذا
اعتبر بانکشاف العلوم بالافادة والاستفادة یسمی
کلاما فمن هذا الوجه یری الفرد ربه عز وجل و
من هذا الوجه یلهم ویکلم من الله ومن ارواح
الافلاک والملائکة الاعلی وارواح من مضی
من الصالحین وکثیرا ما ینزل لون من رویة
الروح ربها الی النسمة ومن النسمة
الی جارحة البصر فیتمثل هیئة
متصلة فیقول الفرد رأیت ربی بعینی
وهو صادق فیما قال ومن هذا الباب
ما ادعاه ابن عباس رضی الله عنهما من رویة

روح کی آنکھ سے ہے تو یہ کاملوں کا مقام ہے اور اگر روح کے
علم سے ہے تو اسمیں عام لوگ بھی شریک ہیں اور اسی طرح اس
کا کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام
کاملوں کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اسمیں عام بھی
شریک ہیں **تحقیق شریف** جاننا چاہیئے کہ نفس ناطقہ کیلئے
سوا ان جوارح محسوسہ کے آنکھ اور کان اور زبان ہے اسکی
تحقیق یوں ہے کہ اس جگہ دو لطیفے ہیں ایک تو قیومیہ الہیہ جو
بدن سے متعلق ہے اور اسمیں حلول کیے ہوئے ہے روح سے قطع نظر
سو معرفت اشیاء میں اسکی دو جہتیں ہیں ایک تو یہ کہ مبداء صور سے
کوئی صورت مجردہ اسپر افاضہ ہو یہ تو علم ہے دوسرے
یہ کہ کسی شئے کا اشیاء میں سے اسکو افضا ہو اور اس سے
متصل ہو جائے اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری
اعتبار کیا جائے تو اسکو بصر کہیں گے اور اگر
انکشاف سمعی اعتبار کیا جاوے تو اس کا نام
سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ
اعتبار کرینگے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اپنے پروردگار
بزرگ و برتر کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور
اسی سے اللہ سے باتیں کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتوں
سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہیں انکی ارواح سے باتیں
کرتا ہے اور کبھی روح کے جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اس سے
نسمہ پر ایک لون مثلہ نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے جارحہ بصر پر وہ لون
ایک ہیئت متصلہ بن جاتا ہے اسوقت فرد کہنے لگتا ہے کہ
میں نے اپنی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اسکا
کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب

[illegible]

روح کا تعلق ارواح سے ملاقات یعنی اولی بصر نگہ ۱۲

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ ومن ھذا الباب
کلام موسی علیہ السلام واتصلت یوما بروح
الشمس ورأیتها وسمعت منها فقلت عجبا
لک ترین الناس استضاءوا منک واستفادوا
منک الغلبة والظهور علی اطوار شتی ثم انهم
ینکرون علیک ویزورون عنک وانت لا تنقمین منهم
ولا تغضبین علیهم قالت الیس ان تکبرهم وتب
جحهم بانفسهم متشعبة من ابتهاجی بنفسی فانا
فی کل ذلک لا التفت الی صورة التکبر وانما
التفت الی حقیقة الابتهاج وانما الکل یبتهج
بنفسه فهل یجوز لاحد ان یغضب علی کمال
نفسه وینتقم من نفسه ثم افضی الی
الشمس فرأیتها فیاضة بالطبع والجبلة ورأیت
کل فلک ورأیت ارواح الافلاک ملتمعة
ومتوفقة فی علومها وهممها زیادة
ایضاح ان تثبت حقیقة مثل
الوجدان فاصغها الفی الیک اعلم ان علم
النفس الناطقة اعنی بها نورا بسیطا هو تقلید
القیومیة بجسد واحد وتنزل الطبیعة
الکلیة التی هی النقطة الفعالة فی الخارج
بصورة خاصة بمعلوم ای معلوم کان المعلوم
عندنا باتحاد المدرک والمدرک ثم ادراکها
اما ان یکون لنشأة کلیة تشمل النفس
او تشمل جسدها کالصورة الانسانیة
والحیوانیة او الارض والماء والعناصر او الفلک

کو دیکھا اور اسی قبیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا ۔
اور ایک روز میں روح آفتاب سے متصل ہوا میں نے اسے دیکھا
اور اس سے میں نے سنا میں نے کہا بڑا تعجب ہے کہ جو لوگ تجھ سے روشنی طلب
کرتے ہیں اور فائدے اٹھاتے ہیں تیرے غلبہ اور ظہور طرح طرح سے
دیکھتے ہیں پھر تیرے منکر ہیں اور تجھ سے مقابلہ کرتے ہیں اور
تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غصہ ہوتا ہے تو اس
نے کہا کیا ان کا تکبر اور ان کی اپنے نفسوں سے
خوش سیری جو ان کی خوشی کا شعبہ نہیں ہے پس میں ان سب
حالتوں میں صورت تکبر کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا اور یہی
التفات شادمانی کی حقیقت کی طرف ہے اور یہ سب خوشیاں
سب میرے ہی نفس کی شادمانی ہیں تو کیا کوئی اپنے کمال نفس
پر غصہ کیا کرتا ہے یا انتقام اس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا ۔
شمس میں میں نے دیکھا کہ وہ بالطبع جبلی فیاض ہے اور اسی
طرح تمام افلاک دور میں میں نے دیکھا اور ارواح افلاک واقف اور
ملے ہوئے ہیں اپنے علوموں اور ہمتوں میں زیادہ ایضاح اگر
تو چاہے کہ وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو میں کہوں
جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے مراد نور بسیط
ہے وہ مقید ہوتا ہے قیومیت کا ایک جسم
واحد کے لیے اور تنزل طبیعت کلیہ کا کہ وہ
ایک نقطہ فعال ہے خارج میں کسی معلوم خاص
کی صورت میں گو کوئی معلوم ہو ہمارے نزدیک
مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے ۔
پھر اس کا ادراک یا واسطے نشاء کلیہ کے ہوگا ۔
جو نفس کو شامل ہو یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت
انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین یا پانی اور باقی عناصر یا فلکیات

فائدة الهام

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشئ خاص
قسيم لهذه النفس المدركة مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة ان تتجرد الى نقطة هي بازاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فتنقطع بها
عن غيرها فتنحفظ هذه النقطة بنفسها
وتتجلى لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا تتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وان كان الامر الثاني فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها في حضرة من حضرات الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة ان الجزء الغالب
على هذه النفس والقوة المستتبعة لغيرها
من القوى او من جهة اكثر القوى على غيرها اذا
لم يكن هذه القوة منفردة وجميع تاثير النفوس
بعضها في بعض انما يكون بالغلبة والمحبة
ولبهما ان تتجرد نفس الى قوة مودعة فيها
غالبة او مغلوبة وهذا في الكمل او القوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهنالك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هنالك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة للمؤثرة بمجانسة تلك القوة
واتصلت هذه بهذه فظهر احكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة القوى
الاخرى بحيث انها مضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اس کا ادراک کسی ایسی خاص شے کیلئے
ہوگا جو اس نفس مدرکہ کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو کے
نفس کو ادراک کرتے ہیں اگر اول ہی تو ادراک نفس کی صفت
کیواسطے اس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے اس نقطہ کیطرف کہ
وہ اس حقیقت شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اسکے ساتھ
اور فانی ہوگی اسکے غیر سے اس وقت وہ نقطہ بنفسہا باقی رہیگا اور اس حقیقت
کے سب احکام اور تجلی ذوقی تحقیقی منور پر روشن ہو جائینگے.
اس صورت بلحاظ یہ قول کہ مدرک اور مدرک ایک ہو جاتے ہیں
پس یہ معنی مراد ہیں اور اگر ہوگا امر ثانی تو ادراک کی صفت کیواسطے
اس حقیقت قسیمہ یہاں یہ ہوگی کہ اسکے ساتھ جمع ہو کسی حضرت
میں حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اس جزء کی جہت سے جو اس نفس پر غالب ہے اور
اس قوۃ پر جو دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہے یا جہت سے اکثر
قوتوں کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منفرد نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے میں غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کُنہ ان دونوں
کا یہ ہے کہ نفس میں جو ایک قوت امانت ہے غالب یا مغلوب
نفس دیگر کی طرف یکسو ہو جاوے سو یہ کاملوں میں ہے
یا قوت غالبہ یہ غیر کاملوں میں ہے اور یہاں ایک اور نفس ہے
جس میں یہ قوت ہے لیکن اسکے احکام کا ظہور یہاں بہت
کم اور ضعیف ہوتا ہے پہلے نفس سے پس ادراک کیا مؤثر
نے مؤثر کو اور مؤثر نے مؤثر کو اس قوت کے حس سے اور یہ
اس سے ملگئے تو ظاہر ہوئے وہ احکام جو نہ تھے
اور کبھی یہ قوۃ جو اس نفس میں ہے دوسری قوتوں
پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود
ہو جاتی ہے ان میں ------

فیوض الحرمین ۹

فتنعزل عن احكامها واثارها في انها يبقى
حكم القوة الغالبة فيقال اثرت هذه النفس في
تلك النفس وافادتها تلك الكيفية والحق انها
ما اكتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجها
الى جزء منها او قوة مودعة فيها حتى تلاشت احكام
سائر القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة و
الاستتباع من هذه في المحبة والتبعية من
تلك لابد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل
من جهة قوة وجزء واحد في جميع المواطن بل
في موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا
معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك في هذه
الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه
النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا
احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول
عن غيرها وثانيها ان ترجع كل نفس الى
ملاحظة فيها مغمورة في معنى الاتحاد
فتتلون باقتضاء اليها مع انفكاكها وتعود
انها ليست هي من جميع الوجوه بل من جهة و
وجه وهذه الحالة تسمى بالرؤية وثالثها ان
يغلب سائر الاحكام بحيث يغيب حكم
هذه القوة وتصير كالمستترة وحينئذ يظهر
لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى
الاتحاد و بالنسبة الى الرؤية فيكون افضا
ما من جهة الغالبة وقبول ما من جهة المغلوبة
فيقال كلمت نفس زيد نفس عمرو وسمعت

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

تو معزول ہو جاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوت غالبہ
باقی رہ جاتی ہے اسوقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس
میں اثر کیا اور اس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اس
نفس نے کچھ خارج سے نہیں حاصل کیا بلکہ اپنے ہی جزو کی طرف توجہ
کی ہے اور اپنی ہی اس قوۃ کی طرف جو اس میں امانت ہے
اسقدر کہ سب قوتوں اور اجزاء کے احکام نابود ہوگئے تو اسوقت
غلبہ اور استتباع اسطرف سے اور محبت پیروی اسطرف سے
ہوئی تو ضرور ہے دو نفسوں کا اتحاد سو مطلق نہیں بلکہ قوۃ
اور جزو کی جہت سے اور ہر محل میں نہ بلکہ طبیعت کلیہ کے کسی جائے
میں۔ اور اسکے یہی معنی ہیں جو ہم کہتے ہیں کہ مدرک اور مدرک
ایک ہو جاتے ہیں اس صورت میں اور جب تمنے یہ جان لیا
تو جان رکھو کہ اس نفس کیواسطے بہ نسبت اسکے حالات اور
وضاع ہیں اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہو جانا اس میں
اور اسکے سوا کو بھول جانا دوسرا یہ کہ نفس رجوع ہو طرف
ملاحظہ اس کی نسبت کے درحالیکہ مستغرق ہو معنی اتحاد میں پس
رنگا جاتا ہے بسبب مل جانے کے اس سے باوجود کہ کسی قدر جدا ہو جانے
اور شعور اس بات کے کہ وہی نہیں ہو گیا کل وجوہ سے بلکہ کسی وجہ
اس حال کو رویت کہتے ہیں تیسرا یہ کہ غالب ہو جائیں سب
احکام ایسی طرح کہ غائب ہو جاوے اس قوۃ کا حکم اور یہ قوت
چھپ جائے اور اسوقت ظاہر ہوگی ان احکام
کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت اتحاد
اور بہ نسبت رویت کے تو افضا ہو گا
غالبیت کی جہت سے اور قبول کسیقدر
مغلوبیت کی جہت سے تو کہیں گے زید کے
نفس نے کلام کیا عمرو کے نفس سے اور اس سے سنا

هذه كلها أو رابعها أن تغيب احكام تلك القوة غيبوبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال طفيف مكتنف باحكام اضداد تلك القوة متميزا عنها فيقال حينئذ حصلت صورة في الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة في المرآة فهنا اربع حالات ولكل حكم فكر من المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة جلية من شانها الاتصال بالفعل فان قيل الى السمع يسمى ذوقا او الى البصر يسمى بصيرا والى الذوق يسمى ذوقا او الى اللمس يسمى لمسا ولعله الذي يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام لكل حاسة فاحتلام البصر رؤية النقطة الجوالة دايرة فالدايرة ليست في الخارج انما هو من احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس ان يقرب من الانسان انسان يدغدغه او لا يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه واحتلام السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ ببصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت الحق فهذه الحاسة هي التي تتم بها ادراكات الحس الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما استقلت هذه الحاسة وابدعت من خيال العرش موجودات مثالية على حسبها انما يتشكل

لطیفہ نسمہ

ارواح کا جسم سے جدا ہونا

کلام سنتا اور چوتھا یہ کہ اس قوۃ کے احکام بہت شدت سے غائب ہو جائیں اسکی نسبت انہیں کچھ نہ رہی مگر ایک خیال خفیف محفوظ کا اس قوۃ کی ضدوں میں اور اسے جدا اس وقت کہیں گے کہ ذہن میں ایک صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہوگئے ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منتقش ہو جاتی ہے تو یہ چار حال ہوئے اور ہر ایک کیلئے حکم ہے یہ نہایت غور اور سوچنے کے لائق ہے اور دوسرے لطیفہ نسمیہ ہے اس میں حاسہ جلیہ ہے وہ فعل سے متصل ہوا کرتا ہے اس وقت اگر کان کا قیاس کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہلایگا یا ذوق کی طرف تو نام اسکا ذوق ہوگا یا لمس کیطرف وہ لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اسی حس مشترک سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھ کا احتلام یہ ہے کہ نقطہ جوالہ کو دائرہ جانتے سو یہ دائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں وہ احتلام ہے حس مشترک کا اور زبان کا احتلام یہ کہ کسی مرغوب شے کو دیکھکر منہ میں پانی بھر آئے اور چھونے کا احتلام یہ کہ کوئی اس سے آدمی قریب ہو اور وہ اس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن ملا سکے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام کان کا راگ کے سر اور اشعار کے وزن جانے پس نسمہ قویہ حواس ظاہر کی طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ و سامعہ و ذائقہ و لامسہ سے لذت اٹھاتا ہے اور اگر سچ پوچھے تو اس مشترک سے تمام حواس ظاہر ادراک ان کے پورے ہوتے ہیں اور جب ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی ہیں بسا اوقات یہ حاسہ ہی مستقل ہوتا ہے اور خیال عرش سے اپنے موافق موجودات مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن اور ملائکہ متشکل ہو

الجن والملائكة **مشهد آخر** رأيت لكل
من شعائر الله نورا يعلوه فطنت بحقيقة
انما حقيقة النور مناسبة الشئ بالروحانيات
وهيئة راسخة فيه هي من اثر الروحانيات
فيدرك الانسان من هذه الهيئة بحاسة
روحه ادراكا انطباعيا بان ينشرح و ينفسح
ويزداد مناسبة بالروحانيات والناس اذا
توجهوا الى شعائر الله صاروا احزابا
انما ينتفع بنيتها او عزيمتها حيث فعلوا هذا
الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله
وحزب تنفتح حدقة من احداق روحها فتمتلئ
بالنور فتغلب قوته الملكية على البهيمية وحزب
تمعن في هذا النور فتدرك التدلي الذي
هو اصل هذه الشعائر فيبهت بها

مشهد عظيم وتحقيق تشريف

اطلعني الحق تعالى على حقيقة
التدلي العظيم الجليل المتوجه الى نوع البشر
المراد منه تيسير اقترابهم الى الله المتمثل
في عالم المثال المتفسر تارة بالانبياء عامة
ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وعليهم اجمعين
خاصة وتارة بالكتب الالهية عامة والقرآن
العظيم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالكعبة
فعرفت هذا التدلي الوحداني في ذاته
المتبرز في بروزات كثيرة بحسب المعدات
الخارجة اعني اوضاع البشر وعاداتهم

والمشاهد الثالث ۳۳

ہوتے ہیں **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ
کی ہر شعائر عبادت کا نور بلند ہوتا ہے اور میں نے دریافت
کی حقیقت اس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے
کی روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ ہے اس میں
جو روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان
ادراک کر لیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی
اس طرح سے کہ خوش ہو جاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہو جاتی ہے
روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہیں
تو گروہ ہیں بن جاتے ہیں ایک وہ گروہ ہے کہ اپنی نیت اور
عزیمت کے سبب نفع پاتے یعنی جو کام کرے اللہ کیواسطے
اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے ایک
وہ گروہ ہے کہ اسکی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے پس نور
سے معلوم کرتا ہے اسکی قوۃ ملکیہ غالب آجاتی ہے قوۃ بہیمیہ پر
ایک دیگر گروہ ہے جو اس نور میں غور کرے اور ادراک کرے
وہ تدلی جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہو جائے۔

ومشاهد الرابع ۳۴

مشہد عظیم وتحقیق شریف

حق تعالے نے مجھے
مطلع کیا اس تدلی عظیم وجلیل کی حقیقت پر جو نوع بشر
کی طرف متوجہ ہے مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہونا ہے
وہ تدلی متشکل ہے عالم مثال میں متفسر ہے کبھی
عموما دوسرے نبیوں اور خصوصا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیہم
اجمعین پر اور کبھی متفسر ہے کتب آسمانی سے عموما وخصوصا
قرآن عظیم سے اور متفسر ہے نماز اور کبھی
کعبہ شریف کے ساتھ پس میں نے پہچانا اس
تدلی وحدانی فی ذاتہ کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ میں موافق
معدات خارجیہ یعنی انسان کی قسموں اور عادتوں کے

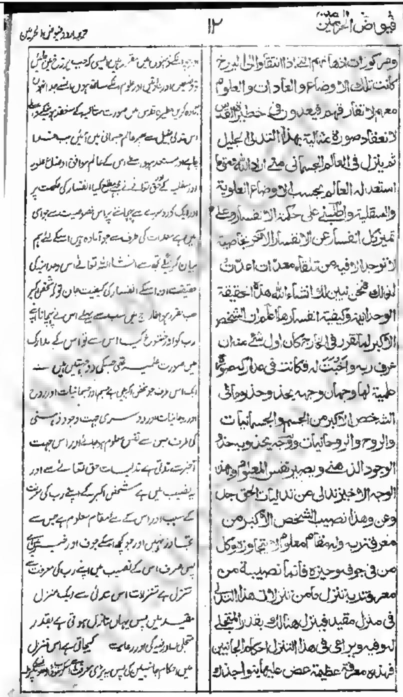

ومن كونت هذا اسم الشداد النقا والى البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لا نفار فهم فيعدون في خطيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلي الجليل
ثم ينزل في العالم الجسماني متى اراد الله متى ما
استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطّلعني على حكمة الانفسار وعلى
تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية
لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين لك انشاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفسارها اعلم ان الشخص
الاكبر لما تقرر في الخارج كان اول شيء منه ان
عرف ربه واحبّ له فكانت في مداركه صورة
علمية لها وجهان وجه يحذو وحذو الى
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه يحذو ويحذو
الوجود الذهني ويصير نفس المعلوم وهذا
الوجه الاخير تدلي من تدليات الحق جل
وعز وهذا نصيب الشخص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل
من في جوفه وحيزه فانما نصيبه من
معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلي
في منزل مقيد فينزل هنالك بقدر المتجلى
له وفيه ويراعى في هذا التنزل احكام الجانبين
فهذه معرفة عظيمة عض عليها بنواجذك

اور یہ انکے ذہنوں میں مقرر رہتی ہیں ایسی کہ جب یہ برزخ میں جاتی ہیں
تو وضعیں اور عادتیں اور علوم انکے ساتھ ہوں انسے جدا انہوں
بتادہ کریں حظیرۃ القدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونیکو واسطے
اس تدلی جلیل سے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا
چاہے اور مستعد ہو ویسے اس کے عالم موافق اوضاع علویہ
اور سفلیہ کے حق تعالے نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے پہچاننے پر اس خصوصیت سے جو اسی
میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اسکے لئے ہم
بیان کرینگے تجھ سے انشاء اللہ تعالے اس وحدانیت کی
حقیقت اور اسکے انفسار کی کیفیت جان تو کہ شخص اکبر
جب مقرر ہو خارج میں سب سے پہلے اس نے پہچانا اپنے
رب کو اور خوش ہو گیا اس سے تو اس کے مدارک
میں صورت علمیہ تھی جسکی دو جہتیں ہیں ـــ
ایک اس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات اور روح
اور روحانیات اور دوسری جہت وجود ذہنی
کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جاتے اور اس جہت
آخرت تدلی ہے تدلیات حق تعالے سے اور
یہ نصیب میں ہے شخص اکبر کے اپنے رب کی معرفت
کے سبب اور اس کے لئے مقام معلوم ہے جس سے
تجاوز نہیں اور جو کچھ اسکے جوف اور ضمیر میں ہے
بس صرف اس کے نصیب میں اپنے رب کی معرفت سے
تنزل ہے تنزلات اس تدلی سے ایک منزل
مقید میں بس یہاں نازل ہوتی ہے بقدر
تجلی اور رضیہ کی اور رعایت کی جاتی ہے اس تنزل
میں احکام جانبین کی بس یہ بڑی معرفت ہے اسکو دانتوں سے پکڑ

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح
ظاهرة او خفية كان اول امر ظهر من احكامه
انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك
استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لان اصله
ومبدء وجوده وتوجها الى الذات فقط لما كان
الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن بعد
الشخص الاكبر والتدلي المنعقد فيه لفيضان
صورة خاصة في مداركه وهذا معرفة اخرى
ثم لما تمايزت المثل وهي التي تدعى بارباب
الانواع تعين لكل نوع احكام متميزة عن
احكام نوع اخر وكان ذلك في المثال وكان
منها الانسان فتميز من سائر الانواع بقسط
من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه
الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية من
هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الا
نحصارية كما ان صاحب الموسيقي يتفحص
عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا نغمة لا يزيد
ولا ينقص ثم يقول لو انا ركبنا نغمة بنغمة حصل
لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما
يعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم ركب
الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم
الالحان محصورة في عدد خاص فيحفظها
ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيظهر
لحنا هذا اليوم في تلك الساعة وذلك المجلس
ولحنا آخر في يوم وساعة اخريين وهكذا

غرض جب فلک اور عنصر بروح ظاہر یا خفیہ کا تو اول اس سے
جو امر ظاہر ہوا یہ ہے کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور اسکے ساتھ
خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا جبلی و سرشتی شخص اکبر
سے ہے اس لئے کہ وہ اسکی اصل اور مبدء وجود ہے اور
متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر
متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر
نے اور جو اسمیں تدلی منعقد ہے واسطے فیضان صورت
کے ایک خاصہ ہے اپنے مدارک میں اور یہ معرفت دوسری
ہے پھر جب متعین ہوئیں مثالیں جنکو رب النوع کہتے ہیں
تو متعین واسطے ہر نوع کے ویسے احکام جو کہ متمیز ہیں دوسرے
نوع کے احکام سے اور یہ عالم مثال میں اور ان میں سے انسان
ہے سو سب نوعوں سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے
معرفت کے اور مہمل نہ چھوڑا گیا اور اس میں امانت رکھی
گئی پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئے اس مثال انسانی سے
تقسیم انحصاریہ کر اور جیسا صاحب موسیقی ساز کے تار سے
نغمے ڈھونڈتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یوں ہے
نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم اگر
مرکب کریں اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو ابعاد حاصل
ہوں گے ایسے ایسے نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا
تقسیم حاصرہ عقلیہ سے پھر بعض ابعاد کو بعض ابعاد
سے مرکب کرتا جاتا ہے اسی طرح یہاں تک کہ
لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص میں
پھر جان جاتا ہے پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم
اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ راگ آج
اس وقت اور اس مجلس کا ہے اور دوسرا راگ اس روز اور اس وقت کا ہے الخ

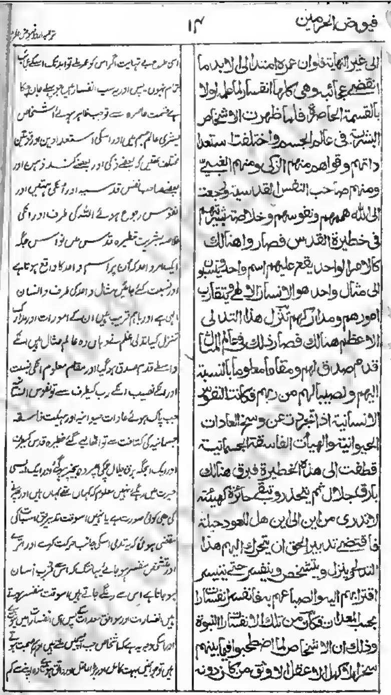

الى غير النهاية فلو ان عمره امتد الى الابد ما
انقضى عجائبه وهى كلها انفسار لما علم لولا
بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص
البشرية فى عالم الجسم واختلفت استعدا
داتهم وقواهم منهم الزكى ومنهم الغبى
ومنهم صاحب النفس القدسية ورجعت
الى الله هممهم ونفوسهم وخلاصة بشريتهم
فى خطيرة القدس فصاروا هنالك
كالامر الواحد يقع عليهم اسم واحد وينتسبون
الى مثال واحد هو الانسان الالهى وتتقارب
امورهم ومداركهم تنزل هذا التدلى
الاعظم هنالك فصار ذلك فى عالم المثال
قدم صدق لهم ومقاما معلوما بالنسبة
اليهم ونصيبا لهم من ربهم فكانت النفوس
الانسانية اذا تجردت عن وسخ العادات
الحيوانية والهيآت الفاسقة الجسمانية
قطفت الى هذه الخطيرة فبرق هنالك
بارق جلالى ثم تجدد وتبقى حائرة كهيئة
لا تدرى من اين الى اين هل للعود حيلة
فاقتضى تدبير الحق ان يتحرك اليهم هذا
التدلى وينزل ويتشخص وينفسر حتى يتيسر
اقترابهم اليه والصباغهم بهذا انفسار انفسارات
بحسب المعدات فكان من تلك الانفسارات النبوة
وذلك ان الاشخاص لما اصطحبوا فيما بينهم
سنها كهلا اعقل او وثق من كان دونه

اسی طرح جب بے نہایت اگر اس کو عمر ملے تو ابد تک اسکے عجائب
تمام نہوں۔ بیس اور یہ سب انفسار ہیں جو پہلے جان چکا
ہے قسمت حاصرہ سے تو جب ظاہر ہوئے اشخاص
بشری عالم جسم میں اور اسکی استعدادین اور قوتیں
مختلف ہیں کہ بعضے ذکی اور بعضے کند ذہن اور
بعضے صاحب نفس قدسیہ اور انکی ہمتیں اور
نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف اور انکی
خلاصہ بشریت حظیرہ قدس میں تو اس جگہ
ایک امر واحد کہ ان پر اسم واحد کا واقع ہوتا ہے
اور نسبت کئے جائیں مثال واحد کی طرف وہ انسان
الہی ہے اور باہم قریب ہیں ان کے امورات اور مدارک
تنزل کیا تدلی اعظم نے وہاں وہ عالم مثال میں انکے
واسطے قدم صدق ہو گیا اور مقام معلوم انکی نسبت
اور انکے نصیب انکے رب کیطرف سے تو نفوس انسانیہ
جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ اور ہیئت فاسقہ
جسمانیہ کی کثافت سے تو اٹھا لیے گئے حظیرہ قدس کیطرف
اور ایک جگہ برق جلالی چمکی پھر وہ بیخبر ہو گئے اور ایک ایسی
حیرت میں رہ گئے نہیں معلوم کہ کہاں تھے کہاں ہیں اور پھرنے
کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں اسوقت تدبیر حق اسبات کی
مقتضی ہوئی کہ یہ تدلی اسکی جانب حرکت کرے اور اترے
اور متشخص منفسر ہو جائے یہانتک کہ اسکی قرب آسان
ہو جاتا ہے اس سے رنگے جاتے ہیں اسوقت منفسر ہوتے
ہیں انفسارات اور موافق معدات کے پس ان انفسارات میں ایک نبوت ہے
اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اشخاص جب آپس میں ملتے ہیں اور ان میں صحبت ہوتی
ہیں تو ہو انمیں بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہو جاتا ہے اپنے کم

في تدبير المنزلي والسياسة المدنية فكانت
ديدن البشر وخلقهم وامرا مركوزا في اذهانهم
فلو نشؤوا وجدوا ذلك في صدورهم كالار
تفاقات الضرورية الاولية من غير تامل ولو
ماتوا جروا ذلك معهم الى برزخهم ومعادهم
فصار ذلك معدا لانحصار هذا التدلي
بصورة جسمانية هي تقدم شخص انساني
على سائر الاشخاص في صدورهم عن رايه و
نفخت في هذه الصور الجسمانية روح الهية وظهرت
بركاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعني
هنا من النبوة ما كان على وجه الرياسة
والتقدم والمجادلة والتسخير لا فيضان
العلوم فقط وان استتبع انقيادا منهم
بالتبع ولا النبوة الجامعة الشهيدية كما
كان لسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه
وسلم وكان من تلك الانحصارات الصلوة
وذلك لان كل خلق عند البشر له اعمال
هي شبحه وهيكله في المحسوس ينضبط السر
المعنوي بذلك الهيكل وينصرف الاحكام عن
مدح وهجو اليه وهو الذي يذكر ويخبر عنه
ويشار به الى الخلق وهذا طبيعة البشر و
ديدنهم ومركوز اذهانهم فاصطفى الحق
خلقا من اخلاق البشر وهيئة من هيئات
نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم
موصورة الصباغ بالمقام المعلوم

رہنے والوں کو تدبیر منزلی و سیاست مدنی میں تو مسخر کر لیتا
ہے جو خاص ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا
اگر یہ زندہ رہیں تو اس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند ارتفاقات
ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مر جائیں
تو اسے ساتھ لیجائیں اپنے برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہو گیا
مُعد اس تدلی کی انحصار کیواسطے صورت جسمانیہ میں اور وہ
تقدم انسانی ہے سب اشخاص پر اور اسکا صادر ہونا اسکی
رائے سے اور پھونکی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ میں روح
الٰہیہ تو ظاہر ہوتی ہیں اسکی برکتیں اور ہو جاتی ہے نبوت
و رسالت اور یہاں میری مراد نبوت سے وہ ہے جو بوجہ
ریاست اور تقدم اور مجادلت اور تسخیر کے ہو نہ فقط فیضان
علوم اگرچہ انقیاد کی انہیں سے بالتبع رغبت کریں اور
نہ میری مراد نبوت جامعہ شہیدیت ہے
جیسے کہ ہمارے سردار اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کیواسطے ہے اور ان انحصارات میں سے ایک نماز ہے
اور یہ اس لئے کہ بشر کے ہر خلق کیواسطے فعل ہیں اور وہ
کالبد یعنی جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط ہوتے ہیں
اسکی صورت کیساتھ اور اسی کیطرف احکام مدح و ہجو کے
منصرف ہوتے ہیں اور وہ ہی ذکر کی جاتی ہے اور
اسی کی خبر کہی جاتی ہے اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق
کے اور یہی ہے طبیعت اور دعا بشر اور یہی ذہن نشین
میں جما ہوا امر ہے پس حق تعالے نے چن لیا ہے
ایک خلق اخلاق بشریہ سے اور ایک ہیئت ہیئات
نفوس سے اور رنگ انکی روحوں کے رنگوں سے وہ صورت
الصباغ کی ہے مقام معلوم کیساتھ

فی خطیرۃ القدس واعنی بذلک الخلق
والھیئۃ الاحسان والتخشع للرب والتنظف
عن ھیآت ظلمانیۃ فاسدۃ فھذا خلق موجود
فی حین امتزاج النفس بالحیوانیۃ لکنہ اشبہ
الاشیاء بالمقام المعلوم الذی لہ فی عالم خطیرۃ
القدس فجعل کانہ ھو ھو کما جعل البدن
کانہ النفس ثم اصطفی افعالا واقوالا یکون
تفسیر ذلک الخلق وتنطبق علیہ فجعلھا
کانھا ھو وکان من تلک الانفسارات الکتب
المنزلۃ وذلک لان اشخاص الانسان الھموا
بکتابۃ الکتب وجمیع الرسائل لینفعھم فی الازمنۃ
المتطاولۃ والاقطار المتباعدۃ ویبقی نص
صاحب الکتاب غضا طریا ولا یتخلل اغلاط فی الروایۃ
بالمعنی ولا نسیان فکثر ذلک فیھم فتحرک ھذا
التدلی بصورۃ اخری خذو ما عندھم فصدر
الرسول المحتظی بالبوارق المختطفۃ لعین
البشریۃ الی خطیرۃ القدس خادما لارادۃ
الحق فانعقد تعلوم الملاء الاعلی و
مجادلاتھم للبشر فی شبھاتھم الفاسقۃ
وارادۃ رحمۃ ربھم والھام الخیر فی صدور
ھم وحیا متلوا فی مدارک الرسول فانتظم
الکتاب واول کتاب کذلک التوراۃ و
انما قبلہ صحف تشتمل علی علوم فاضت
علی قلب النبی فجمعھا من شاء من الامۃ
وکان من تلک الانفسارات الملۃ ولک

حظیرۃ القدس میں اور میری مراد اس خلق اور ہیئت سے
احسان اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہیأت
ظلمانیہ فاسدہ سے پس یہ خلق امتزاج
نفس بالحیوانیہ کے ضمن میں موجود ہے لیکن
وہ بہت مشابہ ہے اس مقام معلوم
سے جو عالم خطیرۃ القدس میں ہے اور اس خلق کو
کر دیا ہے گویا یہ وہ ہی ہے جیسا بدن کو کر دیا ہے گویا کہ وہ
نفس ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان افعال و اقوال کو
چن لیا کہ جو اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور اس پر منطبق ہوتے
ہیں پھر اسکو گویا کہ ہو بہو کر دیا اور ان انفسارات میں سے
کتب سماوی ہیں اور یہ اسلئے کہ اشخاص انسانی کو الہام ہوا
کہ وہ کتابیں لکھیں اور رسالے جمع کریں تاکہ زمانہ دراز تک
نفع دیں اور دور دراز تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص
بغیر ہی راستحکام کیساتھ باقی ہے یہ خلل نہو اور روایت بالمعنی
میں غلطی اور نسیان خلل انداز نہو اور یہ کتابت انہیں پھیل گئی پھر اس
تدلی نے دوسری صورت میں حرکت کی مقابل اسکے جو اشخاص
انسانی میں تھا تو پس جو رسول بہرہ یاب انوار الٰہی ہیں اور جو بشریت
سے خطیرۃ القدس کیطرف اٹھا لئے گئے ہیں ارادہ الٰہی کے خادم
ہو گئے پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور انکا مجادلہ شبہات
فاسقہ میں رحمت ربہ کے ارادہ سے اور الہام خیر سے
انکے سینہ میں نازل ہوئی وحی متلو کے رسول کے مدارک میں
پس منتظم ہو گئے کتاب اور پہلی کتاب اور اصطلاح تورت
اور اس سے پہلے صحیفہ تھی کہ مشتمل تھی ان علموں پر جو نبی کے
قلب میں پہنچے پھر امت میں سے جس نے چاہا
جمع کر لیا اور ان انفسارات میں سے ملت ہے

لان اشخاص البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم فعقدوا رسوما مدنية ورسوما منزلية ورسوما معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم امرهم دخل في ضروريات علومهم فجعل الله قلب النبي قابلا لانعقاد رسم يعلو من ربه فيه روح الهي وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن تلك الانفسارات بيت الله وذلك ان الناس قبل سيدنا ابراهيم توغلوا في بناء المعابد والكنائس فبنوا بناء على اسم الشمس في وقت يغلب فيه روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب وزعموا ان من دخل هذا البيوت اقترب بصاحبها والتحق ذلك بالضروريات وصار التوجه الى الامر البسيط عالم يتعين له جهة وموضع كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم حنذ وما كان في زمنه واصطفى نحو ما عليه منسبا لهذا الامر بان يكون هنالك في الافلاك والعناصر مقتضية للبقاء واتخاذه فتدح الناس اليه وعين التعظيم الناس اياه اطرافا واوضاعا وندب اليهم باجابة عليهم وعلم ان الشرايع لا تنعقد الا في العادات وهذه حكمة الله فينظر الى ما عندهم من العادات فاذا كان منها فاسدا سجل على تركه وما كان صحيحا ابقى وكذلك الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه ولذلك اوحى الله الى العرب باللغة العربية والى السرياني

اور یہ یوں ہے کہ اشخاص بشر کو آپس میں رسمیں منعقد کرنیکا الہام ہوا تو منعقد ہوئیں رسوم مدنیہ اور رسوم معاشیہ معاملیہ اور یہ امر انکے نہایت امر ضروری میں سے ہوا اور انکے ضروریات علوم میں داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد ایسی رسم کا جس میں روح الٰہی اور برکت نور ہو سو وہ شرع اور ملت ہے اور ان انفسارات میں سے کعبہ شریف ہے اور یہ یوں ہوا کہ لوگ حضرت سیدنا ابراہیمؑ سے قبل مشغول ہوئے عبادت گاہوں اور کنیسہ بنانے میں پس انھوں نے بنایا مکان آفتاب کے نام پر وقت غلبہ روحانیہ آفتاب کے اور اسی طرح ماہتاب اور باقی ستاروں کے نام پر اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ جو شخص جس مکان میں داخل ہوگا وہ اس ستارہ کا مقرب اور یہ امر ضروریات میں شامل ہو گیا اور توجہ ہو گئی بسیط کیطرف جس کے واسطے کوئی جہت متعین نہیں مثل امر بعید کے پس نازل ہوا حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے قلب پر خیال ایسے کا جو اس زمانہ میں تھا اور اصطفی یعنی بہتر سمجھا اس امر کے مناسب کہ ہو وہاں افلاک اور عناصر کے مقتضی بقا اور جاذب ہوں لوگوں کو اسکی طرف اور مقرر کیا لوگوں کی تعظیم کے واسطے اسکے اطراف اور اوضاع اور دعوت دی انکو اس کی طرف اور جان لیتا ہے کہ شریعت عادات میں جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے پس دیکھتا ہے طرف ان عادات کے جو ان میں ہوتی ہیں پس جو فاسد ہوتی ہیں انکو ترک کرتا ہے اور جو صحیح ہوتی ہیں انکو قائم رکھتا ہے اسی طرح وحی متلو منعقد ہوتی ہے الفاظ اور کلموں اور اسلوبوں میں جو خزانہ اس شخص کے ذہن میں ہیں جسکی طرف وحی کی گئی ہے اور اسی واسطے اللہ نے عرب والوں کیطرف عربی زبان میں وحی کی اور سریانی زبان

بالغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة لا تكون
الا منعقدة في الصور والخيالات المرئية وكذلك
لا يرى الاكمه في المنام الالوان ولا الاشكال و
انما منامه اللمس والسماع والذوق والشم و
الوهم والاصم الذي ولد اصم لا يسمع في منامه صوتا
وانما رؤياه البصر واللمس وشبههما وان نشأت
الحس فلا تنعقد صورة ما بافاضة غيبية في
نشأة سواء كانت هذه الافاضة عادية او خارقة
للعادة الا باحكام تلك النشأة انما يكون خصوصا
التي منعت الشركة الوان او اشكالا خاصة بتلك
النشأة كهذا الفرس مشخصا بشكلها داخل
النشأة الفرسية كأن الفرس يحتمل ان يكون
طوله اربع اذرع وازيد من ذلك وانقص فكان
هذا اربع اذرع لا يزيد ولا ينقص فهذا ليس
الا في تلك النشأة لا غير وكذلك مميزات
النوع التي ميزت هذا النوع من النوع الآخر كلها
امور داخلة في النشأة الجنسية فاذا كل ما نحن
بهذا الوضع بخصوصية لا بد معه من تلك
النشأة خصصه بذلك الوضع بقي ههنا
شيء وهو ان ايجاد الصور امره على الامكان و
التقدير والتبدل والشعائر امرها على المسلمات
والمشهورات والامور التي تطمئن اليها النفوس
فلذلك كان كل تبدل له معدن مرسل اليهم ان الله
بالتبدلات ان يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا
لا يقدرون على الزيادة عليه فيكون جزاؤهم حسب

حالوں کی طرف سریانی زبان میں اور اسی طرح سچے خواب
منعقد ہوتے ہیں ان صورتوں اور خیالوں میں جو ذہن میں
پوشیدہ ہیں اسی واسطے کور مادرزاد خواب میں رنگ نہیں
دیکھتا اور نہ شکلیں اس کا خواب مس اور سننا
اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو تو
خواب میں کچھ سنتا نہیں اسکا خواب دیکھنا اور چھونا
وغیرہ ہے اور جو توجہ ہو سچے تو کوئی صورت عالم میں افاضہ
غیبیہ کیساتھ منعقد نہیں ہوتی برابر ہے کہ یہ افاضہ عادتیہ
ہو یا غیر عادتیہ مگر موافق احکام اس عالم کے ہو بیشک
وہ تشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہیں اس
عالم کیساتھ مخصوص ہیں جس طرح کہ یہ گھوڑا کہ کل مشخصات
اس کے داخل ہیں عالم فرسیت میں گویا گھوڑا احتمال ہے
کہ طول اسکا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ
چار ہاتھ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہ ہونگے مگر اسی عالم
میں سنا ور جانئے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جیسے یہ
نوع دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور ہیں جو داخل ہیں
عالم جنسیت میں پس جب اس وضع پر خاص کیواسطے
خصوصیت کیساتھ ایک ایسا شعبہ اس عالم میں سے فرض کی
ہے جس نے اسکو اس وضع کیساتھ خاص کیا باقی رہا یہاں
ایک بات وہ یہ ہے کہ ایجاد صورتوں کا تو امر امکان اور تقدیر
پر ہے اور تبدیل اور شعائر کا امر مسلمات اور مشہورات پر اور ان
امور پر جنسے انسان نفوس ہوا اسی واسطے جو تبدل ہے اسکے لیے
معدن ہیں انکے مسلمات سے کیونکہ تبدلات سے یہ مراد ہے کہ بندے اپنے
رب کی بندگی دل سے کریں ایسی کہ اسکے زیادہ کرنے پر قادر
ہوں پھر اپنے اعتقادات کے موافق مادی بنا دینی

فیوض الحرمین

ذلك فاذا اقتضيت القضيا ان يكون انسان
عشرة اذرع جعل كذلك لانه ممكن وان لم يكن
مشهورا يطمئن اليه القلوب واما الشرائع
والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم
نعم هنالك بركات تميز الصدق من المين والحق
من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلي
لابد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق
المشهور فنقول لا تقف على الامر المجمل المطوي
على غرة بل تفحص الامر فاصل الشئ على العادة
لا يجاوزها فما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب
عجبا ولا كان البيت من نور ولكن يظهر عليه
بركات لا توجد في غيره فبالبركات تخرق العادة
لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة
الحق في الفرق بين هذين الامرين فكانوا
يقترحون ان يكون الرسول ملكا وقالوا ما لهذا
الرسول يأكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد
الله عليهم مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد
وكذلك ما كانت صورة غلبة الرسول ان يكون
ملك يشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب هم
يرونه بابصارهم كما صرح الحق في سورة
الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبته الملوك
بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضى بها الرجا
ووجدنا السنة والقرآن مبينين لها ولفروعها
لا في مسئلة واحدة بل في مسائل كثيرة و
الحمد لله اولا وآخرا مشهد عظيم

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

میں جس وقت مقتضیات اتفاق کریں کہ انسان دس گز کا ہو
ایسا ہی کیا گیا کیونکہ یہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں ہے جو اس سے
دل کو اطمینان ہو لیکن شرائع اور تدلیات موافق مشہور
اور مسلم کے ہیں ہاں یہاں ایسی برکتیں ہیں جو سچ کو جھوٹ سے اور
حق کو باطل سے جدا کر دیتی ہیں اور بسا اوقات تیرے دل میں
یہ بات کھٹکتی ہو کہ ہر تدلی میں خرق عادت کا ہونا ضرور ہے
تو کیونکہ مشہور کے موافق ہوگا تو ہم کہتے ہیں کہ امر مجمل اور لپیٹے ہوئے
پر بے خبری سے نہ ٹھہر بلکہ اس امر کی تفتیش کر پس اصل شئے کی عادت یہ ہے
اس سے تجاوز نہیں ہوتا رسول فرشتہ نہیں ہوتا اور نہ کتاب
آسمانی عجیب اور نہ گھر نور کا لیکن اس پر برکتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں
کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں تو خرق عادت برکتوں سے ہوتا ہے
نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت ان دونوں امروں
کے فرق میں نہیں سمجھتے تھے تو اعتراض کرتے تھے کہ رسول
فرشتہ ہو اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور
بازاروں میں پھرتا ہے تو اللہ نے ان کے قول کو رد کیا اور ان کے
اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسی طرح رسول کے غلبہ کی صورت
یہ نہیں کہ فرشتہ اس کے ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب
نازل ہو اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں جیسا اللہ تعالیٰ نے
سورہ فرقان وغیرہ میں اس کی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہوں کے
غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیوں سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے
کہ وجدان نے اس پر حکم لگایا ہے اور
ہم نے قرآن و حدیث شریف
کو اس کا اور اس کے فروع کا بیان
کرنے والا پایا ہے نہ ایک مسئلہ میں بلکہ
بہت مسائل میں والحمد للہ اولا و آخرا مشہد عظیم

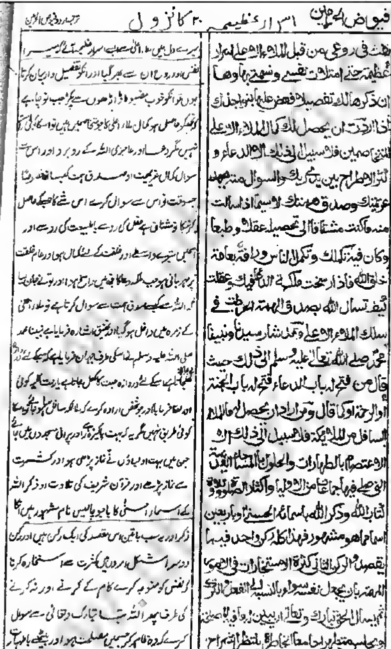

فیوض الحرمین ۱۳ اسرار عظیمہ ۳۰ کا نزول

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

نفث في روعي من قبل الملأ الأعلى أسرار
عظيمة حتى امتلأت نفسي وشهقت بها وها
أنا ذاكرها لك تفصيلا فعض عليها بنواجذك
إذا أردت أن يحصل لك كمال الملأ الأعلى
المنتجبين فلا سبيل إلى ذلك إلا الدعاء و
كثرة الاطراح بين يدي ربك والسؤال منه بجهد
عزيمتك وصدق همتك لا سيما إذا سألت
منه ما كنت مشتاقا إلى تحصيله عقلا وطبعا
وكان فيه تكملك وتكمل الناس ورأفة بعامة
خلق الله فإذا رسخت ملكة الدعاء فيك وعقلت
كيف تسأل الله بصدق الهمة انخرطت في
سلك الملأ الأعلى وقد أشار سيدنا ونبينا
محمد صلى الله تعالى عليه وسلم إلى ذلك حيث
قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة
أو الرحمة أو كما قال ومن أراد أن يحصل له علم الملأ
السافل من الملائكة فلا سبيل إلى ذلك إلا
الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد
التي صلى فيها جماعات من الأولياء وإكثار الصلوة وتلاوة
كتاب الله وذكر الله بأسمائه الحسنى وبأربعين
اسما هو مشهور فهذا كله ركن واحد فيما
يقصد الركن الثاني كثرة الاستخارات في الأمور
المهمة بأن يجعل نفسه سواء بالنسبة إلى الفعل والترك
ثم يسأل الحق تبارك وتعالى أن يبين له أوفق الأصلح
ويجلس متطهرا مجامعا خاطره ينتظر انجرار
خاطره إلى أحد الجانبين ومن أعطاه الله تعالى فهم

میرے دل میں ملاء اعلیٰ کی جانب سے اسرار عظیمہ ڈالے گئے میرا
نفس اور روح ان سے بھر گیا اور انکو تفصیل وار بیان کرتا
ہوں تو انکو خوب مضبوط داڑھوں سے پکڑ جب تو چاہے
کہ تجھکو حاصل ہو کمال ملاء اعلیٰ کا جو منتخب ہیں تو اسکا کوئی راستہ
نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور اس سے
سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کیساتھ خصوصاً
جسوقت تو اس سے سوال کرے اس شے کا جسکا حاصل
کرنیکا تو مشتاق ہے عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور
اسمیں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور عام خلقت
پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں راسخ ہوا اور تو نے جان لیا
کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے تو ملاء اعلیٰ
کے زمرہ میں داخل ہو گیا اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے نبینا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف جہاں فرمایا ہے کہ جسکے لئے دروازہ دعا کا
کھل جاتا ہے اسکے لئے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے یا رحمت کا یہ کوئی
اور لفظ فرمایا اور جو شخص ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل جیسا ہو جائے تو اسکا
کوئی طریق نہیں مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور ایسی مسجدوں میں جائے
جن میں بہت اولیاؤں نے نماز پڑھی ہو اور کثرت
سے نماز پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ
کے اسماء حسنیٰ کا یا چالیس نام مشہور ہیں انکا
ذکر اور یہ سب باتیں اس مقصد کی ایک رکن ہیں اور رکن
دوسرا اشغال امور میں کثرت سے استخارہ کرنا
کہ نفس کو متوجہ کرے کام کے کرنے اور نہ کرنے
کی طرف پھر اللہ جل تبارک و تعالیٰ سے سوال
کرے کہ وہ کام کر جسمیں مصلحت ہو اور بیٹھے با طہارت
مطمئن ہو کر اور انتظار کرے کہ کس طرف دل جھکتا ہے اور جسکو دیا اللہ نے

نور الصلوة ونور الطهارة بحيث اذا ابعد
عهده عن الصلوة او تركت عليه الاحداث
والجنابات او امتلأت حواسه من الالوان
المرئية والاصوات المسموعة حصلت له هيئة
يعقلها ويميزها ويتاذى منها وينفر بجبلته عنها
ثم اذا توغل في الطهارات والصلوة وجمع
الحواس في الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها
ويميزها ويحن اليها وينشرح بها وكانت الحالتان
معلومتين متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو
المؤمن بالايمان الحقيقي الذي يعبر عنه بالاحسان
لا شك في ذلك ومن عرف في ضمن الدعاء
والذكر كيفية الحضور وان لم يقدر على تجريد
الحضور من اللفظ والحرف والخيال فلقد تلبس
بما في باب الاحسان مشهد اخر رأيت
في المنام الليلة العاشرة من صفر سنة اربع
واربعين والف ومائة بمكة المباركة كان الحسن
والحسين رضي الله عنهما نزلا في بيتي وبيد
الحسن رضي الله تعالى عنه قلم انكسر لسانه
فبسط الي يده ليعطيني وقال هذا قلم جدي
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال حتى
يصلحه الحسين فليس ما اصلحه الحسين
كما لم يصلح فاخذه حسين رضي الله عنه و
اصلحه ثم ناولنيه فسررت به ثم جيء برداء خطط
فيه خط اخضر وخط ابيض فوضع بين يديها
ثم رفعه حسين رضي الله عنه وقال هذا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اسطرح کا کہ جب وہ نماز سے رہ جائے
یا بے وضو ہو جائے یا جنابت آجائے یا اسکے حواس بھر جائیں
رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے جو سنے تو اسکو ایک
ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کر لیتا ہے اور اس سے اذیت
پاتا اور نفرت کرتا جبلی طور پر اس سے کہ آتی ہے سبب وہ طہارت
اور نماز اور اطمنان سے ذکر کرنے میں مشغول ہوتا ہے تو ہیئت ثانی
ہوتی ہے تو تمیز کرتا ہے اور اسکو اچھا جانتا ہے اور اس سے خوش
ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں جسکو کہ سمجھتا ہے اور جدا جدا معلوم
ہو جائیں جیسے بمنزلہ محسوسات کے تو وہ مومن ہے با ایمان
حقیقی جس سے عبارت احسان ہے اسمیں کچھ شک نہیں اور جو
شخص دعا اور ذکر میں کیفیت حضور پائے اگرچہ قادر نہ ہو محض
حضور پر بسبب لفظ و حرف و خیال کے تو وہ تحقیق اپنے ارادہ
کو پہنچا احسان کے باب میں مشہد آخر میں نے خواب میں دیکھا
صفر کی دسویں تاریخ ۱۱۴۴ ایک ہزار اور ایک سو چوالیس کو مکہ
میں کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے گھر
تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسن کے ہاتھ میں ایک قلم
ٹوٹے نوک کا ہے پھر انھوں نے ہاتھ بڑھایا بڑھایا تاکہ
مجھکو عنایت کریں اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہے پھر فرمایا کہ اسکو حسین رضی اللہ عنہ سنوار دیں
یہ ویسا نہیں ہے جیسا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سنوارا
تھا پھر لے لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا
پھر مجھکو عنایت کیا میں بہت خوش ہوا اس سے پھر آئی ایک
چادر دھاری دار کہ جسمیں ایک سبز دھاری اور ایک سفید تھی
پھر سامنے رکھ دی گئی پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسکو
اٹھایا اور فرمایا یہ چادر ہے

المشاهدة السادس شاہ صاحب پر اہل بیت کی خصوصی عنایات

رد لم جدي رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم التبي فوضعته على راسي تعظيما وحمدت الله تعالى ثم انتبهت

المشاهد ۸ السابع تحقيق الشرائع

مشهد عظيم وتحقيق شريف

اعلم ان الايمان بما انزل الله تعالى على نبيه صلى الله عليه وسلم على ضربين ايمان الرجل على بينة من ربه وايمان بالغيب الذي ايمانه على بينة من ربه فمثله كمثل رجل شهد الامير حين خلع على وزيره خلعة الوزارة وولاه امور المملكة وبعثه الى الناس بحيزهم بكذا او كذا وازال الخفاء بعثه وكلفهم بذلك فكل هذا بمرأى منه ومسمع ابصرته عيناه حين خلع وسمعته اذناه حين قال وضاق قلبه حين كلف فهذا الحاضر لم يصر وزيرا لحضورته ولا مبعوثا الى الناس ولكن صار مكلفا على بينة ومامورا لمشاهدته واما المومن بالغيب فمثله كمثل رجل اعمى اخبره بصير بطلوع الشمس فاستيقن به حتى انه لا يجد في قلبه نقيضا ولا احتمالا ضعيفا ايضا ولكن جزم قلبه انما كذلك ان البصير اخبره لا من دون توسط البصير والكامل من الافراد من جمع الايمانين فله ارتباط بالمعنى الاول لا يقبل التوسط ثم من هذا الارتباط جميع العلوم التي انزلها الله تعالى الى انبيائه فاستيقن بها بل اطمئن وكان على بينة من ربه فليس له بحسب هذا الارتباط ناموس يحفظه ومسالك يبذله

ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے پھر مجکو اڑھائی پھر میں نے اسکو تعظیماً اپنے سر پر رکھا اور اللہ تعالے کا شکر کیا پھر میں جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیے کہ ایمان لانا اس شے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا دلیل بینہ پر اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر جو شخص کا ایمان اپنے رب پر ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار میں جائے اسوقت کہ بیٹھا ہے وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور حاکم کرے امور مملکت اور اسکو بھیجے کہ لوگوں کو اسباب کی خبر کردے اور اسکو بھیجنا لوگو دور کرے اور لوگوں کو مکلف کرے سو وہ شخص یہ سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس سے اپنی آنکھوں سے دیکھا خلعت دینے کو اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اسکے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہو جائیگا وزیر حاضر ہونے سے اور نہ مبعوث لوگوں کی طرف لیکن مکلف ہو گیا دیکھکر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا ہے اسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا ہے یقین کر لیا ایسے کہ اسکے دل میں اسکے برعکس نہیں اور نہ کوئی احتمال ضعیف بھی لیکن اسکے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے نے خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھوں والے کے اور کامل فرد جہان میں وہ فرد ہے جسکو دونوں قسم کا ایمان ہے اسکو ارتباط حق سے ہے پہلے ہی سے جسمیں توسط نہیں اسی ارتباط سے اسپر ترشح ہوتے ہیں وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کیے اپنے نبیوں پر اسنے یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ بینہ پر اپنے رب کے اس ارتباط کے موافق نہیں کوئی اسپر فرمان کہ اسکی حفاظت کیجیے اور اسکو ورد کے دونوں یا بہت سوں سے

وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذي يمسك
بيديه فهو يحس بهذا الحفظ ويرى انه لو انقطع
لما كان مستقره الا الهاوية السفلى وهو يحسب
محقق بالعلم الالهي وراء ذلك لمن يعاينه
حذو العوام كما ان الايمان بالغيب والتخلق
بالنواميس والجزم بواسطة الخبر والانقياد
التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له
فالايمانان متحققان للفرد ولكن عند
شعشعان انوار الايمان الاول قد يخفى الثاني
وكنت ذات ليلة اصلي التهجد في الحرم اذ تشعشع
انوار الايمان على بينة فغلبت وبهرت فتاملت
الايمان بالغيب فلم اجده ثم تاملته فلم اجده حتى
رايتني اتحسر عليه واتاسف ثم بعد حين فظهر
هذا الايمان واطمئن الخاطر فتدبر **تحقيق**
شريف الاولياء كثيرا ما يلهمون بان الله
تعالى اسقط عنهم التكليف وانه خيرهم في
الطاعات ان شاؤا فعلوها وان لم يشاؤا لم
يفعلوها حكى لي سيدي الوالد رضي الله عنه عن
نفسه انه الهم بهذا وانه دعا الله تعالى ان يقيم عليه
التكليف وما اختار الا الشرع ولم يكن من
مذهبه سقوط التكليف عن احد من خلق
الله ما دام عاقلا بالغا فانه يرى الالهام حقا ويرى
مذهبه حقا ويتحير في التطبيق واخبرني سيدي
العم قدس سره انه كان يخبر عن نفسه انه الهم
بسقوط التكليف وقيل له ان عبدت خوفا

سوائے اسکے نہیں ہے کہ اسکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو
روکے ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفاظت کو اور جانتا ہے کہ اگر
اس سے الگ ہو تو بیچ جہنم میں ہی ٹھکانا ہے اور وہ سوا اس
کے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اُسکے واسطے ہی مدتی
مقابل عوام کے جس کا کمال ایمان بالغیب ہے اور
محافظت کرنی اوامر شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے اور مخبر
صادق کا انقیاد پورا پورا اور اس سے محبت صادق پس
یہ دونوں ایمان کی قسمیں فرد کے واسطے محقق ہیں
لیکن جب پہلی قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہیں تو دوسری
قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہیں اور میں ایک رات
تہجد پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان علی بینہ کے غالب آگئے
اور چمکے اور میں متحیر ہوا میں نے سوچا کہ ایمان بالغیب ہے
تو نہ پایا اسکو پھر سوچا میں نے تو اسے نہ پایا یہاں تک کہ
معلوم ہوا میں اس پر حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر
اس کے بعد ظاہر ہوا یہ ایمان اور سر او دل مجھے اطمینان آگیا
تو اسے غور کر **تحقیق شریف** بہت اولیاؤں کو الہام ہوتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے تکلیف شرعی معاف کی تمہیں اختیار ہے
عبادت چاہے کرو چاہے نہ کرو حضرت قبلہ گاہی صاحب نے اپنی
بات بیان کی مجھسے کہ انکو بھی الہام ہوا اور انھوں نے اللہ
سے دعا کی کہ مجھپر شرع کی تکلیف قائم رہے اور انھوں نے سوا شرع
کے نہ اختیار کیا اور انکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہوگی
کسی سے جبتک عاقل بالغ ہو کوئی ہو میں نے انھیں دیکھا الہام کو بھی
حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اسکی تطبیق میں متحیر
اور جناب عمی صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ انکو الہام ہوا
کہ تکلیف شرعی معاف کیگئی اور انسے کہا گیا کہ اگر جہنم سے ڈر کر

بعضے اولیاؤں کا الہام

من النار فانا قد اجرناك عن النار وان عبدتنا
طمعا في الجنة فانا وعدناك ان ندخلك
اياها او ان عبدتنا طلبا الرضا فانا فقد رضينا
عنك ايضا لا سخط بعده فقال رب انما عبدتك
لا لشيء من ذلك وكان قدس سره يميل الى
ان الكمل يسقط عنهم التكليف ولكنه سبحانه
هو الذي يقيم عليهم النواميس من غير قصدهم
وهكذا روي عن كثير من اولياء الله تعالى والسر
في ذلك عندي ان الشخص اذا انتقل من الايمان
بالغيب بهذه النواميس الى الايمان بها على بينة
ووجد هذه العبادات والنواميس في نفسه
مثل الجوع والعطش مما لا يقدر على تركه ولا
معنى لتعلق التكليف به اذ هو من الجبلة التي
جبل عليها سواء كان هذا السر واضحا منهم
او مجملا ترشح من ذلك على باطنه خطاب من
الحق انما منشأه هذه الحالة الاجمالية والتفصيلية
ان الله تعالى اسقط عنه التكليف وانه اختار بعد
ذلك التلبس من اختيار وقصد كما امتثل
هذه الامور عندي مثل الرؤيا يحتاج الى تعبيرها
وانما تعبير هذا الالهام حصول هذا المقام الذي
هو منشأ الالهام والحق عندي ان الالهام كله حق
ولكن منه الفائض عن لسان خاص ومنه
معلوم ومنه الفائض عن لسان الفقهاء الحاكم على
الوقت الاول منهم بحسب مقام دون مقام والثاني
هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج الى تعبير

تب درست ہوگا کہ ہم نے تمکو دوزخ سے نجات دیدی اور جنت کے
واسطے عبادت کرو تو ہم نے جنت کا وعدہ کرلیا تمکو داخل کریں گے
اور ہماری رضامندی کو عبادت کرو تو ہم راضی ہیں کچھ فکر
کر بیچارے نے عرض کیا کہ یا الٰہی میں تیری عبادت کسی غرض
کیلئے نہیں کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہٗ مائل تھے اس
بات کیطرف کہ کاملوں سے تکلیف شرعی ساقط ہوجاتی ہے
اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ انپر فرمان شریعت انکے بے اختیار قائم
کر دیتا ہے اور ایسا ہی بہت سے اولیاء اللہ سے روایت
کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اسکی یہ بھید ہے کہ انسان
منتقل ہوتا ہے اس ناموس پر نادیدہ ایمان لانے سے ایسے
ناموس کیطرف دیدہ ایمان لانے پر اور پاوے عبادت اور ناموس کو
اپنے دل میں مثل بھوک اور پیاس کے جنکے ترک کرنے پر قادر
نہیں اور کچھ معنی نہیں اس سے علاقہ تکلیف کے اسلئے کہ وہ
اسکی جبلت ہے جس پر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اس پر
کھلا یا مجمل ہو ترشح ہوتا ہے اس سے اسکے باطن
پر خطاب اللہ تعالیٰ کا کہ مطلب اسکا یہ حالت اجمالیہ
تفصیلیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے تکلیف ساقط کی
اور اس نے بعد اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد
سے اور میرے نزدیک ان امور کی مثل خواب کی مثال
کہ تعبیر کی حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کی حاصل ہونا اس
مقام کا ہے جو الہام کا مطلع ہے اور میرے نزدیک حق یہ
کہ الہام سب حق ہیں لیکن بعضے ان سے زبان خاص اور
معلوم سے فائض ہیں اور بعضے انکے حکم حاکم وقت سے پہنچ
تبع موافق بعضے مقام کے ہیں اور دوسری قسم تبع مطلق
ہیں۔ اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہو

فلابد من استنباط رجل تام المعرفة ومن الالهام محتاج فتدبر

تحقيق شريف وفيه مشاهد اخرى

اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسامها انحل من القوة البهيمية اشياء وقويت الملكية واستقلت بما حملت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها نور الاعمال وذلك ان ملكية اذا اوجبت للبهيمية ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمية واجتمعت بشراشرها تحت امرها حصل للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تحت هيئة الملكية وغاشية لها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى حصل هذا الكمال في جوهر الملكية و والبهيمية وكان خلقا لهذا النفس وديدنا وجبلة لا تنفك عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك ان الانسان اذا عمل عملا يرضيه بالله تبارك وتعالى ورحم لاجله لكونه سببا لتفريج الكروب عن الناس كافة او لكونه سببا لتمام ارادة الحق بتبليغ الهدى الحق من الهداية واشاعة النور فلكون هذه النفس معدودة في عداد التدلي بان التفتت منه النفس وطمحت بجهد همتها الى التدلي وانداحت فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجود واحد منها يشتمله الرحمة الالهية فيظهر حينئذ للنفس انشراح ملكي وانبساط ومنها ان النفس اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او متخيلات كالاشتغال القلبية او بالوهم الحاكي للجبروت وهو الذي يسميها الكبراء اصل تومان بالياد داشت

ترشح کا استنباط کرنا کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے الہام محتاج تعبیر کے نہیں پس غور کرو

تحقیق شریف و مشاہد اخری

جاننا چاہیے کہ جب ارواح اپنے اجسام جدا ہو جاتی ہیں تو بہت سی چیزیں قوۃ بہیمیہ کی منحل ہو جاتی ہیں اور ملکیت قوی اور مستقل ہو جاتی ہیں بوجہ کمال حاصل کرنے کے اور یہ کمال کئی وجہ پر ہے انھیں سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلئے کہ قوۃ ملکیہ قوۃ بہیمیہ کو الہام کرے اگر کوئی نیک عمل کرے تو قوۃ بہیمیہ مطیع ہو جاتی ہے اور بالکل اسکے تحت و تصرف میں تو ملکیہ کو خوشی حاصل ہو جاتی ہے اور بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت تحت ہیئت ملکیہ اور یہی قوۃ بہیمیہ ملکیہ کا انتہائی کمال ہے اور جب یہ امر کئی دفعہ کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ اور بہیمیہ میں یہ کمال حاصل ہوتا ہے اور اس نفس کی یہیں سے یہ خلق و عادت اور طبیعت اور جبلت ہو جاتا ہے کہ ابد تک کبھی اس سے جدا نہ ہووے ایک انھیں سے نور رحمت ہے یہ اسلئے کہ انسان جب عمل کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس کے اسپر رحمت بھیجتا ہے اسلئے کہ انسان تمام لوگوں کی سختی دور کرتا ہے یا اسلئے کہ وہ سبب ہے تمام کے پورا ہونے کا جو اللہ نے خلقت پر نازل کرنے چاہا ہے یعنی ہدایت اور نور کی اشاعت یا اسلئے ہو کہ اس نفس کے معدود شمار تدلی میں کہ یہ نفس التفات کرے اور متوجہ ہو اپنی ہمت کی کوشش سے طرف تدلی کے اور داخل ہو اس میں پس جب اس میں یہ تینوں وجہ جمع ہو گئیں یا ایک سے ایک اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے تو اس وقت نفس کو انشراح ملکی خوشی ہوتی ہے بعض ان سے یہ ہے کہ جب نفس نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا تو لفظوں سے اور یا خیال سے جیسا کہ اشتغال قلبی کا طریقہ ہے یا وہم سے جو عالم جبروت کا حکایت کرنے والا ہے اور یہ وہی ہے جسے اکثر اہل زمانہ یاد داشت کہتے ہیں

فائدہ اشتغال الاسم

حصل للنفس وخلص لها ملكة بسيطة
ولون خضرة وكثيرا ما يسمى ذلك نور اليادداشت
ومنها نور الاحوال وذلك ان النفس اذا تمكنت
منها نمط التبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها
خلص الى جوهرها صفاء ورقة وتوام فاذا
انفكت عن الجسد ولم يحففها ارادات متعددة
انطبعت فيها الوان اسماء الحق وانوارها وحصلت لها
ملكات كثيرة وابتهجت بكل رقيقة فهذا حال
الكمل الارواح وتلك الانوار تكون كمرآة
في الشمس لغلبت لون الضوء او كحوض مملوء
ماء صفى به نور الشمس في يوم الحر وقت
الهاجرة فاشبه الماء نور الشمس اذا علمت ما قلناه
فاعلم اني لما زرت شهداء بدر رضي الله تعالى
عنهم وقمت بحيال قبورهم سطعت الا
نوار من قبورهم الينا دقيقة في اول الامر كنت
الانوار المحسوسة حتى ترددت الى ادركها
بالحس وبصر الروح ثم تاملت فيها اي نور هو
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذي
ينسب الى ابي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه
بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست
خياله وتوجهت الى روحه ظهر لي كمثل ما
الثالثة فتاملت فيها فاذا نورها نور الاعمال
ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب فظو
وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد

مسلمین کی قبروں سے نور نکلتا دیکھنا

تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور درست ہو جاتا ہے اسکا ایک
ملکہ بسیط اور رنگ سبز رتی اور بہت لوگ اسکو نور یادداشت
کہتے ہیں اور ان میں سے نور احوال ہے اور یہ اس لئے کہ
نفس جب ہو جاتا ہے انمیں سے جو تیز رد ہیں واسطے بدلنے
احوال خوف ورجا اور قلق اور انس و ہیبت و تعظیم وغیرہ
کے درست ہو جاتی ہے اس کی جوہر کی صفائی اور
رقت تو ام پھر جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے
اور اسکو گھیر نہ لیا ارادوں متعددہ نے تو اسمیں منطبع ہو جاتی
رنگ اور انوار اسمائے الٰہی کے اور اسکو حاصل ہوتے ہیں ملکات
کثیرہ اور وہ خوش ہوتے ہیں ہر لطافت کیس سے احوال اکثر
ارواح کا ہے اور ان نوروں سے روح ہو جاتی ہے مثل ایک
آئینہ کے جو دھوپ میں رکھا ہو اور چمکتا ہو روشنی آفتاب یا مثل
ایک حوض کے جو پانی سے لبریز ہو اور جیسے آفتاب چمکتا ہو اور گرم
ٹھہری ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور آفتاب
سے منور ہو لیس جب تم نے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جانو کہ
جب میں نے زیارت کی شہدا بدر کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اور میں انکے مزاروں کے گرد کھڑا ہوا تو انکے مزاروں سے
نکلے گی میری طرف نور ایسا تو کہ جیسے ان آنکھوں سے
انکے دیکھا یہاں تک کہ میں تردد میں تھا کہ ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں یا
روح کی آنکھوں سے پھر سوچا میں نے تو معلوم کیا یہ انوار
رحمت ہیں جب میں نے زیارت کی اس مزار کی جو حضرت ابوذر غفاری کا مشہور
رضی اللہ عنہ اور خدا ہی جانتا ہے حقیقت حال کو تب بیٹھا انکے اور بیٹھا
اگر دیا میں نے انکی روح کا تصور تو معلوم ہوا ایک جانب تیسری
سمجھا وہ نور نور اعمال اور نور رحمت دونوں ملے تھے مگر نور رحمت غالب تھا
بہت ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

النبي صلى الله عليه وسلم في يوم ولادته والناس يصلون على النبي صلى الله عليه وسلم ويذكروا ارهاصاته التي ظهرت في ولادته ومشاهده قبل بعثته فرأيت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول اني ادركتها ببصر الجسد ولا اقول ادركتها ببصر الروح فقط الله اعلم كيف كان الامر بين هذا وذلك فتاملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة الموكلين بامثال هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس ورأيت يخالطه انوار الملائكة انوار الرحمة

مشاهدة اخرى بالاجمال لما دخلت المدينة المنورة وزرت الروضة المقدسة على صاحبها افضل الصلوة والتسليم رأيت روحه صلى الله عليه وسلم ظاهرة بارزة لا في عالم الارواح فقط بل في المثال القريب من الحس فادركت ان العوام انما يذكرون حضور النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوات وامامته بالناس فيها وامثال ذلك من هذه الدقيقة وكذلك الناس عامة لا يتشبهون بشيء الا بما يتشبه ارواحهم من علم فياخذون الحقيقة واما شيء فيعبر واحد ويتلقاه الآخر بالقبول لما ادركه ادراكا اجماليا ويسمعه ثالث فيعبره بوجه آخر ورابع فيذكر شيئا مناسبا وهلم جرا حتى يتفق امة من الناس على ذلك فليس انما الامر في مثل ذلك سهلا واقول

ہونے مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو آپ کی وقت ولادت ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا یکبارگی انوار ظاہر ہوئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ فقط روح کی آنکھوں سے خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجلسوں اور مشاہد پر موکل و مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہیں

مشاہدہ دوسرا بالاجمال جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضہ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور عیان نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب پس میں نے معلوم کیا کہ یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں میں حاضر و موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح اکثر لوگ کوئی بات تراشیدہ نہیں لاتے مگر جو ان کی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقت یا اسکی صورت پھر ایک اسکو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کرلیتا ہے اس چیز کو جسے اجمالی طور پر معلوم کیا اور تیسرا اسے سنتا ہے اور وہ اور وجہ سے اسکی تائید کرتا ہے اور چوتھا سنتا ہے تو ذکر کرتا ہے ایک صورت مناسب اسی طرح درپے یہاں تک کہ اس پر ایک گروہ کی جماعت متفق ہو جاتی ہے اور انکا اتفاق ایسے امور میں اصل نہیں ہیں تو تقصیر نہ سمجھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی ملاقات

فیوض الحرمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے فیض حاصل کرنا
ترجمہ اردو فیوض الحرمین

المشهورات العوام ولكن تفطن بأسرار عليها يعرفون
ثم توجهت إلى القبر الشريف المقدس مرة بعد
أخرى فبرز صلى الله عليه وسلم في رقيقة بعد رقيقة
تارة في صورة العظموت والهيبة وتارة في
صورة الجذب والمحبة والأنس والانشراح وتارة
في صورة السريان حتى تخيل أن الفضاء ممتلئ
بروحه عليه الصلوة والسلام وهي تموج فيه
تموج الريح العاصف حتى أن الناظر يكاد يشغله
تموجها عن ملاحظة نفسه إلى غير ذلك من
الرقائق ورأيته صلى الله عليه وسلم في أكثر الأمور
يبدي صورته الكريمة التي كان عليها مرة بعد
مرة إلى أن أعظم الهمة إلى روحانيته إلى جسمانيته
صلى الله عليه وسلم فتفطنت إلى خاصية
من خواص روحه بصورة جسده عليه الصلوة
والسلام وأنه الذي أشار إليه بقوله إن الأنبياء
لا يموتون وأنهم يصلون ويحجون في قبورهم
وأنهم أحياء إلى غير ذلك ولم أسلم عليه قط
إلا وقد انبسط إلي وانشرح وتبدى وظهر
وذلك لأنه رحمة العالمين **مشهد آخر**
لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه
وسلم وعلى صاحبيه رضي الله عنهما ثم قلت
يا رسول الله أفض علينا مما أفاض الله
عليك جئناك راغبين في خيرك وأنت رحمة
للعالمين فانبسط إلي انبساطا عظيما حتى خيلت
كأن عطاف ردائه التفت وغشيتني ثم غطني

المشهد الثالث عشر

مشہورات عوام کو لیکن تو آگاہ ہیں ان اسرار کو کہ جو وہ بیان
کرتے ہیں پھر میں متوجہ ہوا روضۂ عالیہ مقدسہ کی طرف
چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطائف
بعد لطائف کے کبھی تو فقط صورت عظموت و ہیبت میں
اور کبھی صورت جذبہ و محبت اور انس و انشراح میں اور کبھی صورت
سریان میں تھی کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے
آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کی روح مقدس سے اور روح
مبارک ایسی موجیں مارتی ہے مانند ہوائے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والے کو
تموج اور لطافت کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا وغیرہ اور میں نے دیکھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں اصلی صورت مقدس
میں بار بار باوجودیکہ میں نہایت آرزو رکھتا کہ روحانیہ میں دیکھوں
نہ جسمانیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پس
مجھ کو دریافت ہوا کہ آپ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم
میں کرنا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف آپ
نے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیا نہیں مرتے اور
نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور انبیا حج کیا کرتے ہیں
اپنی قبروں میں اور وہ زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ اور جب میں نے
آپ پر سلام بھیجا تو کھلے خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور
ظاہر ہوئے اور یہ اس واسطے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔
مشہد دیگر۔ جب تیسرا روز ہوا میں نے آپ پر سلام پڑھا اور حضرت
ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ
عنایت ہو ہم کو جو کچھ اللہ نے عنایت کیا آپ کو ہم آپ کے فضل کے شوقین آئے ہیں
اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا
یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ کی عنایت کی اس چادر نے
لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا خوب اچھی طرح چھپا لیا

شیخین کی ارواح سے ملاقات

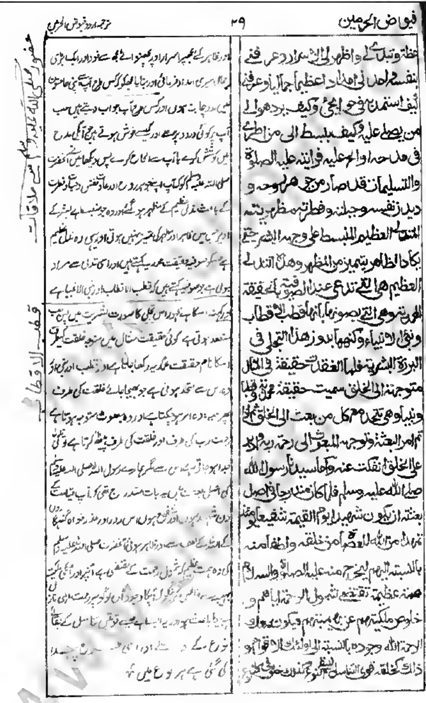

عظمة وتبدى لى واظهر لى الاسرار دعوته فى
نفسه لمن لى امدادا عظيما جماليا وعرفنى
كيف استمد منه فى حوائجى وكيف يرد هو على
من يصلى عليه وكيف يبسط الى من اطراه
فى مدحه واولع عليه فانه عليه الصلوة
والسلام قد صار من جمهور روحه و
دين نفسه وجبلته وفطرته مظهرية
المثل العظيم المنبسط على وجه الارض حتى
يكاد الظاهر يتميز من المظهر وهذا المثل
العظيم هى التى تدعى عند الصوفية بالحقيقة
المحمدية وهى التى يصورونها بانها قطب الاقطاب
ونبى الانبياء ولكنها بعد هذا التجلى فى
البرزة البشرية فلها العقل حقيقة فى المثال
متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية و قطبا
ونبيا وهى تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا
تم امر البعثة وتوجه المبعوث الى رحمة ربه وادبر
على الخلق نفثت عنه واما سيدنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم فلما كان من خارج الاصل
بعثته ان يكون شهيدا يوم القيمة شفيعا ومتملقا
تمهيدا من الله العظام من خلقه والطفا منه
بالنسبة اليهم لم يخرج منه عليه الصلوة والسلام
همة عظيمة تقتضى شمول الرحمة بايمانهم و
خلوص ملكيتهم عن بهيميتهم ويكون عين
الرحمة الله وجوده بالنسبة الى اولئك الاقوام و
ذلك كخلقة قوى التناسل لبقاء النوع تحت نوعى خواص

اور ظاہر کئے عجیب اسرار اور دکھلائے مجھ سے خود اور ایک بڑی
جمالی امداد فرمائی اور بتایا مجھکو کہ کس طرح آپ سے اپنی حاجتوں
میں مدد چاہت کروں اور کس طرح آپ جواب دیتے ہیں جب
آپ پر کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپکی مدح
میں کوشش کرے یا آپ سے الحاح کرے پس دیکھا میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ اپنے جوہر روح اور عادات نفس و جبلت و فطرت
کے باعث مثل عظیم کے مظہر ہو گئے اور وہ جو منبسط ہے بشر کے
اوپر جس میں ظاہر اور مظہر کی تمیز نہیں ہوتی اور یہی وہ مثل عظیم
ہے جسکو صوفیہ حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور اسی تنزل سے مراد
ہوتی ہے جو صوفیہ کہتے ہیں کہ قطب الاقطاب اور نبی الانبیا ہے
مگر یہ کہنا اسکا ہے بعد ظہور اس تجلی کا صورت بشریت میں پس جب
مستعد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال میں متوجہ خلقت کی طرف
اسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب اور نبی اور وہ
ہر اس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت کی طرف
پھر جب تمام ہوتا ہے امر بعثت کا اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے
رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے تو تجلی
جدا ہو جاتی ہے اس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی اصل بعثت میں یہ بات مقدر تھی کہ آپ قیامت کے
دن شہید ہوں اور شفیع ہوں اس امت کے اور عذر خواہ گنہگاروں
کے اللہ کے نزدیک سے ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات سے ہمت عظیم کہ شمول رحمت کے مقتضی ہے انپر اور انکی ملکیت
بہیمیت سے خالص ہو کر [illegible] اور آپکا وجود ان لوگوں پر رحمت الٰہی کا
سبب [illegible] ہوا جیسے قوی تناسل کے بقائے
نوع کے [illegible]
کی گئی ہے ہر نوع میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

قطب الاقطاب

عليهم عند تنوير النوائب لم يزل صلى الله عليه
وسلم ولا يزال متوجها الى الخلق مقبلا اليهم بوجهه
فلذلك كان احق الانبياء بحلول هذه الحقيقة
المثالية فيه واتحادها معه بحيث لا يتميز الظاهر
من المظهر فكانه عينها لا يطرء عليه الانفكاك
وهذا احد معاني هذا البيت للشهودي ؎

افلت شموس الاولين وشمسنا
ابدا على افق العلى لا تغرب

فاتحاده بهذه الحقيقة البصرة ببصر روحي ولمية
الاتحاد تفطنت بلونه آيته صلى الله عليه وسلم
مستقرا على تلك الحالة الواحدة دائما لا يزعجه
في نفسه ارادة متجددة ولا شيء من الدواعي
نعم لما كان وجهه صلى الله عليه وسلم الى الخلق
كان قريبا جدا من ان يتضرع انسان اليه بهمته
فيغيثه في نائبته او يفيض عليه من بركاته حتى
يتخيل انه ذو ارادات متجددة كمثل الذي بهمه
اغاثة الملهوفين المحتاجين وتاملته عليه الصلوة
والسلام الى مذهب من مذاهب الفقه
بميل لاتبعه والتمسك به فاذا المذاهب كلها عنده
على السواء ليس علم الفروع في حالة وهذا من
ديدن روحه الكريمة انما الداخل في جوهر روحه
اصل علم الفروع وهو عناية الحق بنفوس البشر من
جهة اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا الاصل
له فروع وانها تختلف باختلاف الزمان والاحوال
في جوهر الروح هذا الاصل فلذلك كان نسبة

وہ چیز جو مفید ہو بروقت پیش آنے حادثہ کے ہمیشہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں خلقت کیطرف اور منہ کئے ہوئے
ہیں انکی طرف اسی واسطے سب نبیوں سے حقدار زیادہ ہیں
بوجہ پائے جانے اس حقیقت مثالیہ کے آپ میں اور متحد ہونا
اسکا آپکے ساتھ اس حیثیت سے کہ ظاہر اور مظہر میں تمیز
نہیں گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت میں جدا ایکی نہیں اور
یہ بھی ایک معنی ہیں اس بیت مشہور کے سے پہلوں کے آفتاب
چھپ گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی آسمان پر رہتا ہے
رہیگا۔ اس حقیقت سے آپکے متحد ہونے کو میں نے اپنی
روح کی آنکھ سے دیکھا اور اتحاد کا سبب جو ہے اس سے معلوم کیا
اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم ہمیشہ اسی حالت
واحدہ پر کہ وہاں سے آپکو نہ تو کوئی ارادہ متجددہ ہٹا سکتا ہے
اور نہ کوئی داعیہ ہاں جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کیطرف
تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے
عرض کرے اور آپ فریادرسی کریں اسکی مصیبت میں یا اس پر
ایسی برکتیں نازل فرمائیں کہ وہ خیال کرے کہ آپ صاحب
ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص ملہوفین محتاجین کی
فریادرسی میں مصروف ہو اور میں نے غور کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مذہب فقہ میں کسی مذہب کیطرف مائل ہیں کہ میں بھی وہی مذہب
اختیار کر دوں تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہیں
اس حالت میں علم فروع انکی روح مبارک کے عادت میں نہیں
آپکی جوہر روح میں جو فروع کی اصل داخل ہے اور وہ عنایت
حق ہے نفوس بشر پر انکے اعمال و اخلاق اور انکی اصلاح کی بابت
اور یہ اصل ہے اور اسکی فرع اور صورتیں مختلف ہوتی ہیں باختلاف زمانہ
کے لیکن آپ میں داخل جوہر روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اصل ہی ہے اسی واسطے آپکے نزدیک

المذاهب على السواء لا يتميز عنده مذهب من مذهب لأن كل مذهب محيط بما يجب من أمهات الفقه في الدين المحمدي وإن اختلف فلو أن أحدا لم يتقلد واحدا من المذاهب لم يكن له صلى الله عليه وسلم سخط بالنسبة إليه إلا بالعرض وهو أن ينفق الاختلاف في ملته وتقاتل بين أمته وفساد ذات البين وهذا أشد ما يسخط عليه وكذلك رأيت الطرق كلها عنده على السواء كمثل المذاهب وفي هذا التنبيه بعد ذلك على نكتة وهي أنه رب رجل يكون عنده أن النبي صلى الله عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وأنه المطلوب ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقاد تقصيره في جنب الله ورسوله فيأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقف عنده فيحتجب بينه وبين النبي صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا ولا ينفتح فيظن هذا معاتبة منه عليه الصلوة والسلام على تقصيره والتحقيق أنه أتاه بصدر رحب لمخالفته وانكباحا فانسد باب الفيض من جهة سوء القابلية وقد يزعم الإنسان أن الخروج عن المذاهب المدونة خروج عن ربقة التقليد للشرع والانقياد لحكم الله وأن ليس هنالك طريقة مضبوطة غيرها فيكون الخروج عنها عنده إلحادا وملازما للخروج عن ربقة الانقياد فيفطن بأن النبي صلى الله عليه وأمثال هذه الشبهات كثيرا ما يقع للطالب في التنبيه

سب مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا ممتاز نہیں ہوتا اسلئے کہ ہر مذہب محیط وحاوی ہوتا ہے ان امہات اور اصول فقہ پر جو دین محمدی میں واجب وضروری ہیں اگرچہ مختلف ہوں پس اگر کوئی شخص ایک مذہب کا نہ ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نسبت ناراض نہیں مگر اس صورت میں جب دین میں اختلاف اور لوگوں میں جنگ جدال اور باہمی فساد کا موجب ہو اور یہ امر آپکے نہایت غصہ کا موجب ہے اور اسیطرح میں نے دیکھا کہ تمام طرق صوفیہ مثل مذاہب کے آپکے نزدیک برابر ہیں اور اسکے بعد ایک نکتہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں کے یہ ذہن میں ہوتا ہے کہ فلاں مذہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے پھر اُسمیں قصور ہو جاتا ہے تو اسکے دل میں یہ اعتقاد جم جاتا ہے کہ میں نے قصور کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اور دیکھتا ہے اپنے دل میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دروازہ بند ایسا کہ نہیں کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری تقصیر پر اور تحقیق یوں ہے کہ وہ آپکے پاس اسطرح حاضر ہوا ہے کہ سینہ مخالفت اور رکاوٹ سے بھرا ہوا ہے پس فیض کا دروازہ قابلیت نہ ہونے سے بند ہو گیا اور کبھی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ مذاہب مقررہ کو چھوڑنا شرع کی پیروی اور اللہ کے حکم کی تابعداری کا چھوڑنا ہے اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہیں اس سے نکلنا اسکے نزدیک انقیاد شرع سے نکلنے کے برابر ہے اس سبب سے وہ جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر عتاب ہے اور اسی طرح کے بہت سے شبہات ہیں جو طالب کو پیش آتے ہیں اور اس بات سے آگاہ کر دینا بھی ضروری ہے — — —

ايضا كيف ان ناسا يدخلون المدينة المنورة ويرون من
اهلها على اعمال غير مرضية عندهم او في نفس
فيبغضونهم ويضمرون حقدا ثم يدخلون
الروضة المقدسة ويتوجهون فاذا جاء وقت
الصفاء والخلوص ترشح من الحقد ما في قلوبهم فيتكدر
حالهم فاياك ثم اياك ان يصدر منك هذا او ما
الانام عليه الصلوة والسلام لمثال هذه الامور و
ورأيته عليه الصلوة والسلام لابسا لباس العظمة
والتشبه بالجبروت وله رقائق كثيرة بعدد
كل امة وتوجه الناس اليه باستعداداتهم
وامدني عليه الصلوة والسلام في ذلك المجلس
مددا اجماليا تفصيلها المجددية والوصاية والقطبية
الارشادية واعطاني قبولا وجعلني اماما ومقتدى
طريقتي ومذهبي اصلا وفرعا لا لجميع الناس
بل لناس مخصوصين فطرتهم فطرة التحقيق
بشرط ان لا يكون سببا للاختلاف والتقاتل فمن
النكتة يجب ان يتشبه بها كل من اخذ مذهبنا
اصلا وفرعا وطريقتنا سلوكا ثم اردت ان اسأله
عن مسائل مبادي الوجود ومراتب التجرد والفناء
والبقاء فاذا هو عليه الصلوة والسلام متوجه
بالكلية الى القدس المذكور فكلما اردت ان اسأله
منعني استغراقي في كيفية حاله عن سواله
وعلمني ان اجلس بين يديه فاسأل ربي بلساني
الذي حذو للملأ الاعلى ثم التفع بنوره جدا
ثم اسأل ثم التفع ثم اسأل وهلم جرا فعندها

ترجمہ لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور
وہاں کے لوگوں کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے
ہیں یا ان کے اعمال نفس الامر میں برے ہوتے ہیں تو ان سے بغض و کینہ
رکھتے ہیں پھر جب روضہ مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ادھر
متوجہ ہوتے ہیں اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اس کینہ سے کچھ ٹپکتی ہے اور انکا حال مکدر رہ جاتا ہے خبردار خبردار
اس سے بچنا کہ اس نوع تم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے امر
رد کرتے ہیں اور میں نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو
عظموت کا اور تشبہ بالجبروت کا لباس پہنے ہوئے اور آپکی
بہت لطافتیں ہیں موافق شمار ہر ایک امت کے اور لوگ انکا آپکی طرف
متوجہ ہونے کے اپنی استعدادوں کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس مجلس میں میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل جس کی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجھکو قبولیت
عطا ہوئی اور کیا مجھکو امام اور پیشوا فرمایا میرے طریقہ اور
مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کیواسطے نہیں بلکہ واسطے
خاص خاص لوگوں کے جبلی فطرت میں تحقیق ہے اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور رد و گشت کا نہو پس اس نکتہ سے واجب ہے
ذکاوت ہو آئے جو ہمارا مذہب اصلاً و فرعاً اختیار کرے اور ہمارے طریقہ سلوک کو
پکڑے پھر میں نے چاہا کہ دریافت کروں آپ سے مسائل مبادی
وجود اور مراتب تجرد اور فنا اور بقا تو میں نے دیکھا کہ آپ بالکل
متوجہ ہیں اس عالم قدس کی طرف پس جب میں چاہتا تھا کچھ پوچھنا
تو میرا استغراق آپکی کیفیت حال کے دریافت میں مجھکو روک
دیتا تھا اور مجھکو سکھایا آپ نے کہ آپ کے روبرو بیٹھوں اور اپنے رب سے سوال کروں اپنی
اس زبان سے جو ملا دیئے گئے ملاء اعلیٰ سے پھر مجھکو نور نے لپیٹ لیا پھر سوال کیا
پھر لپیٹ لیا پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اس وقت

ذلك بمحبة لطيفة والهمة العليا فيصيب النسيم
المرتجى ورأيته مستقرا على حالة وحدة وحفظ
صورته الكريمة وكونه عيبة وكرشا ووقاية ودعا
لتلك المذكورة ونحوها الى الخلق لا التسلط بحظوظ
وفيه من القبول والجذب والالفة ما لا يكاد
يدرك انتهاؤه فاذا توجه اليه انسان بجميع همته
ولا اريد الانسان العالي الهمة فقط بل كل ذي
يشتاق الى شيء ويتوجه اليه بقصد ونحو فانه
يتدلى اليه ومنه ورد السلام واجابة الصلوة يعني
يحصل بسبب صنيع هذا الانسان حالة شبيهة
بالقصد للتجدد وانا اعلمك سرا عظيما وهو ان
الحكمة في جعل هذه النسمة المباركة وعاء التدلي
ان يتقرب الحق جل الى هذه الارض والى سفلتها
اليها لو كان هذا الجود لا يتم الا بتوسط النسمة
ورأيته عليه الصلوة والسلام ينشرح انشراحا
عظيما ممن صلى عليه ومدحه وزكاه صلى الله عليه
وسلم بارزا مفيضا فيض الصحبة كمثل
المشائخ الصوفية في مجالس الافاضة وانا
بين يديه وكل علمائنا او مشهد واحد منا
وتفطن اخي محمد عاشق بسر عجيب لا منناك
انه من افاضة الحق ان الحج كمال تام من بكرة
ولذلك يظهر في قلوب الحجاج ابتهاج بانفسهم
وتبجح وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارك
وتعالى هو الكمال ولما تدلى الحق الى الخلق نصب
الكعبة شعارا من شعائره كان الوصول اليها

خالی ہو گیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند بغیر نشانہ پر پہنچ گیا
اور دیکھا آپکی صورت کریمہ کو محفوظ اسی حالت وحدت پر اور یہ کہ آپ ظرف اور
ذخیرہ الامت اور نگہبان اور ظرف مذکورہ چیزوں کے ہیں جو ... اور
اور بندوں کی عموم تک پہنچے ہوئے لوگوں کیطرف ... اور آپ میں
اور جذب اور الفت بے شمار ہے کہ اسکی انتہا نہیں ہو سکتی
پس جس وقت متوجہ ہوا آپکی طرف کوئی انسان اپنی تمام ہمت سے
اور میری مراد فقط انسان عالی ہمت سے نہیں بلکہ جو ادنیٰ
کسی شے کا مشتاق ہو اور اسکی طرف متوجہ ہو اس شے کے قصد اور نحو
سے تو آپ تنزل کرتے ہیں اسکی طرف اور یہی ہے رد سلام اور اجابت
درود کی یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اس توجہ کے انسان کو ایک
حالت شبیہ بقصد تجدد کے۔ اور میں بتاؤں تجھکو ایک سر عظیم
وہ یہ ہے کہ اس نسمہ مبارکہ کو تنزل کا ظرف بنانے میں حکمت
اللہ کا بہت قریب ہونا ہے زمین سے اور جو اس سے نیچے ہیں
اور یہ بھی کہ یہ جود تمام نہ ہوتا تھا مگر اسی نسمہ کے توسط سے اور دیکھا
میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوش ہوتے اس شخص سے
جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی مدح کرے اور دیکھا میں نے آپکو
ظاہر فیض صحبت پہنچاتے مثل مشائخ صوفیہ کے مجلس افاضت
میں اور میں آپکے حضور میں تھا اور ہم سب جو بیٹھے تھے ایک
مشہد میں تھے اور بھائی محمد عاشق کو خوب معلوم ہوا ایک
سر عجیب میں یقین کرتا ہوں کہ حق کیطرف سے ہے کہ حج ایک
پورا کمال ہے اور کمال تو یہی ہے اور اسی واسطے حاجیوں کے دلوں میں
بہت خوشی ہوتی ہے اور اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک
وتعالیٰ تک وصول ہی کمال ہے اور جب تنزل کیا اللہ نے خلقت کیطرف کعبہ
کے قائم کرنے سے اور وہ کعبہ شعائر اللہ سے ایک شعار رہا تو کعبہ
کیطرف وصول اللہ ہی کی طرف وصول ہوا ۔

فیوض الحرمین مشہودات مثالیہ ۳۴

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

هو الوصول الى الحق بحسب المسافة فالوصول
الى الله على وجوه والوصول بالمسافة ينتهي بالحج
والله اعلم **مشهد آخر** سألته صلى الله
عليه وسلم عن معنى قوله كنت نبيا وآدم منجدل
بين الماء والطين وما كان هذا السؤال بلسان
المقال ولا الاخطار بالبال بل هو اشتياق روحي وشوق
ونزوع الى هذا السر ثم الصقني بجنابه مثل ما
اقدر فلما دنوت منه بصورة مثالية فاراني صورته
الكريمة المثالية قبل ان يوجد في عالم الاجسام
ثم اراني كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم
المثال وأراني اشباح الانبياء المبعوثين وكيف
افيض عليهم النبوة من حضرة الندب بيرخن وما
افيض عليه في عالم المثال من تلك الحضرة واراني
اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم من
المعارف بعد ما وضح لي الامر واستبان وعجبت
عنه ما افاض علي من صورة المثالية وفطنت
بما اراد في تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنت
اعلم ان الله تبارك وتعالى تدلى تدليا عظيما متوجها
الى الخلق به يهتدون واليه يلجأون وهو هذا التدلي
له في كل برهة من الزمان شان فيبرز الى الخلق
برزة بعد برزة وكلما برز برزة ظهر في العالم عنوان
لتلك البرزة وهو الرسول المبعوث الى الخلق بالامر
والنهي والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان
لتلك البرزة حقيقة فاذا برز برزة ظهر في الناس
وعلوم ومعارف تناسب تلك البرزة وان لم يعلموا

بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کے بہت سے طریقے
ہیں لیکن وصول بالمسافت حج سے ختم ہوتا ہے واللہ اعلم
مشہد آخر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس
حدیث شریف کے معنی دریافت کئے جو آپ نے فرمایا ہے کہ
ابھی آدم علیہ السلام آب و گل میں تھے کہ میں نبی تھا اور میرا
یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا اور نہ دل کے خطرات سے
بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری روح بھری ہوئی
تھی پھر میں ملا انجناب سے جیسا کہ میں قدرت رکھتا تھا
اور جب کہ صورت مثالیہ سے قریب ہوا تب آپ نے دکھائی
اپنی وہ صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم اجسام کی
پائی جاتی تھی پھر دکھائی مجھکو کیفیت اس عالم میں آنیکی عالم
مثال سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں انبیاء مبعوثین کی اور یہ کہ
کسطرح ان پر افاضہ ہوتی نبوۃ حضرت تدبیر سے مقابل اسکے جو
ان کیلئے عالم مثال میں اس حضرت سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں اولیاء
کی اور یہ کسطرح انکو علم و معرفت بخشا گیا تو مجھکو حال
معلوم ہو گیا اور ظاہر ہو گیا اور میں نے تعجب کیا اس چیز کا جو مجھکو
عطا ہوا صورت مثالیہ سے اور میں نے جان لیا جو آپ نے اس افاضہ
میں چاہا پس اب بیان کرتا ہوں تم سے جو میں سمجھا جاننا چاہئے کہ
اللہ تبارک و تعالیٰ کی تدلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہے اسی سے سب
ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی التجا کرتے ہیں اور اس تدلی کی ہر ایک وقت
زمان میں شان ہے خلقت کیطرف نکلتی ہے بعد دیگرے ظہور کرتی ہے اور جب ظاہر ہوتا ہے
کوئی ظہور تو عالم میں اس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے اور اسی سے
سبب رسول آئے ہیں جو بھیجا جاتا خلقت کیطرف امر و نہی اور شریعت کے ساتھ
پس رسول اور وہ جو احکام لائے عنوان ہیں اور وہ ظہور حقیقت کے سبب
کوئی ظہور ہوتا تو لوگوں میں علم معارف میں اس ظہور سے مناسب ہیں جو پھر لوگ

نقل ۲۴ معنی حدیث کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

م بلغین

انها فائضة منها او انها تناسبها والذين ظهر
عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنوا بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة والربانية
فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزة علموا
او لم يعلموا وهذا هي المنة العظمى لا اخبار الرسول
فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشري
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اى هيكله المثالي امكن من نفسه الانطباق
هذا التدلي بحسب برزة من البرزات فانطبق
عليه شبيها من انطباق الكلي على الجزئي وذلك
لسابق عناية الله به والناس ليوجد لهم
غياث بعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر و
ولعقد تشريعهم عليهم وذب دعوى فاسد عنهم
اذا احتاجوا الى ذلك اشد حاجة فهذا
معنى كونه صلى الله عليه وسلم نبيا قبل وجود
آدم عليه السلام ثم لما وجد اشخاص البشر و
اختلف طرائقهم فمنهم من افرط اقتضى التدبير الالهي
ان يسوى امرهم فانطبق التدلي على رجل من
طوائف الاشخاص فاوحى اليه فيصلح قوما

کردہ فائض ہیں اس ظہور سے اور اسکے مناسب ہیں اور جن پر یہ علوم
ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام رسول سے
استنباط کر سکتے ہیں تو انکو احبار اور رہبان کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ
ایسے نہیں ہیں اور انکی ہمت ہے علم حاصل کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ
سے تو وہ لوگ حکمائے محدث یہ اہل حکمت ربانی ہیں تو دونوں
فرقے اس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں اس بات کو جانیں یا نہ جانیں
اور یہی بڑا احسان ہے واخبار رسول کی اسکو کوئی قوم سنتی ہے
کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے
وہ نوع بشر کے باپ ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنیکا
ارادہ بیشک سب نوع البشر کے پیدا کرنیکا ارادہ ہے ارواح
البشریہ نے حرکت کی مثال کی طرف جو اجسام کے مناسب ہے
تو ہیکل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپکی ہیکل مثالی بہت ممکن ہو
اپنی ذات کی رو سے منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور کے
ظہورات میں سے پس منطبق ہو گئی اسپر از روئے تشبیہ
کے جیسے کلی منطبق ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سبب اللہ تعالیٰ کی
سابق عنایت کے ہے آپپر اور لوگوں پر تاکہ پایا جائے ایسا
مددگار کہ معین ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور
انکی شریعت کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے اپنے
اوپر امر فاسدہ جب انکو اس کی حاجت ہو بہت سخت حاجت
تب یہ معنی ہیں آدم سے پہلے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نبی ہونگی پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور انکے
طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط
کرنے والا تو تدبیر الٰہی نے چاہا کہ انکے کام میں اعتدال
آ جاوے تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصوں میں سے ایک شخص پر
اور وحی کی اسپر وہ بالقصد جسمانی ہیکی قوم کی اصلاح و درستی ہو

وبرز بعينه برزة ما من البرزات فأولها المنطبق
عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وإنما كان
في المثال حكاية له يستعد لذلك فلما استعد الاستعداد
لوجود نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج برز بلبروزه برزة من برزات التدلي فإن هذه
البرزة كانت مشتملة على قوة مثالية فلبست البرزة
لباس المثال وسدت الآفاق وما كان التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وإن كان نفس المثال لا بد منه في
الوجود وإنما أعني أن المثال لم يكن بين الله ومن
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوة
والسلام ولما بعد فامتلأ الجو وامتلأت السموات
والأرضون بالهيكل المثالي الذي لحظها من أخذ علما
أو معرفة أو حالا إلهيا أو كمالا إلهيا وما أخذ إلا
من هذا الهيكل المثالي علما وجرى فكان عليه الصلوة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لا حقيقته عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها
هي هذه البرزة المثالية المستطيرة إذا فهمت ذلك
تحقق عندك أنه رحمة للعالمين وأنه خاتم النبيين
وأن للأنبياء عليهم السلام إنما أخذ والفيض
عن حضرت التدلي وإن كانوا في عالم الأجسام
وأما الأولياء فإنما يأخذون عن برزة مثالية هي
حقيقة بعثته عليه السلام وما ميزت شخصا من
الأولياء الأشخاص عن السر الإبراهيم عليه السلام
فإنه لم تقدر نبوته في الروح العقادا لضعف

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے ہیں اس
شخص پر اس میں کا وہ ہی وجود بشری ہی منطبق ہے علیہ مثال
وہ مثال میں حکایتاً تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے اسکے پس
ادا عنہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی وقت منطبق تھا حکایۃً نہ
تھا پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا
برزات تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر
پس اس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور آفاق کو درست و
سد کر دیا اور پہلے تدلی کا ظہور مثال کے لباس میں نہ تھا
اگرچہ نفس مثال کا موجود ہونا تھا اور تحقیق اس سے مراد میری
یہ ہے کہ مثال نہ تھی بسبب ظہور اس تدلی کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن
بعد میں پر ہو گیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی
تدلی سے پھر جسکو حاصل ہو گیا معرفت یا حال الٰہی یا کمال
تو اسکا ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ پایا اس سے جو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور منقطع ہو گئی آپ کے بعد
نبوت اسلئے کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعثت کی تھا عنوان اس نبوت کے تھی وہ یہی برزہ مثالیہ
مستطیرہ تھا جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہو گیا
کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور یہ بھی کہ
سب انبیاء کو فیض اس تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام
میں تھے اور اولیاء اللہ حاصل کرتے ہیں فیض برزہ

مثالیہ کہ وہ حقیقت بعثت آنحضرت کی اور جسکو تمیز نہیں
کمال ان اشخاص میں سے اس برزہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ انکی نبوت [illegible] روح میں مستقر ہوئی [illegible] ضعیف

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلى ببعثته برزة روحية ظهورا اضعف
من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبوة
وفى ملته ولا تنقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت
البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت راسا وفضت
العلوم والمعارف فيضانا عجابا لانها فى الاكثر
منعقدة فى المثال **تحقيق شريف** فان
قلت ما الحكمة فى كون الناس فى الزمن الاول
بعد ادم عليه السلام مائلين الى جهة القريحة
وجمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية
يستنبط حينئذ من الارتفاقات الا القليل
ولا من العلوم الحاضرية الطبيعية والالهية الا
القليل النادر مع طول اعمارهم وكثرة معاناتهم
وخوضهم ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام
يزيد قليلا فقليلا فى اليونان والروم والفارس
وبنى اسرائيل والمغرب والعراق والعرب
حتى وجد سيدنا رسول الله صلى الله عليه
وسلم فتفجر ينابيع العلوم ثم اد بعوصة ام البنين
الحكمية والفنون الادبية و[illegible]
الشرعية بحيث [illegible]
ان الله تبارك وتعالى [illegible]
السموات والارضون وحقيقة [illegible]
الشخص الاكبر [illegible]
وتصور فى ابتغى من [illegible]

انعقاد نبوۃ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوئی ۔
تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام کے ضعیف
ظہور برزہ مثالیہ سے وقت بعثت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور اسی واسطے نہیں ہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر
آپ کی ملت میں اور نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو
ظاہر ہوا برزہ مثالیہ بہت روشنی کے ساتھ اور منقطع ہو گئی نبوت
بالکل اور فائض ہوئے علوم اور معارف اچھی طرح اسواسطے کہ
وہ اکثر طور پر منعقد تھے مثال میں **تحقیق شریف** اگر تم پوچھو
کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں حضرت آدم علیہ السلام کے
بعد لوگ کند ذہن اور سر تبع طبع بہائم سیرت تھے کہ کسی نے اس وقت
ارتفاقات کا استنباط نہ کیا مگر قلیل آدمیوں نے اور نہ علوم
طبعی و الٰہی ان کو حاصل ہوئے مگر شاذ و نادر کو باوجودیکہ
عمریں بڑی پائیں اور فکر و خوض بہت کئے پھر بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
اور روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب اور عراق اور عرب
میں یہاں تک کہ پیدا ہوئے ہمارے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں ہو گئے اور علوم
الٰہیہ کے چشمے جاری ہو گئے اور فنون ادبیہ اور [illegible] اور
علوم [illegible] نہیں کہتا ہوں کہ
اللہ تعالیٰ نے [illegible] ہے جس سے سب آسمان
اور زمین [illegible] شخص اکبر کا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

فائدہ عظیمہ

تجلى جلال الله وعزه على وجهه ومثل الصورة
دائمة ما دام الشخص الأكبر وهي منطبقة على
الله وحالته له انه حكاية واوقعها في نفس
الأمر ثم لما وجدت العناصر والأفلاك
في الطبيعة الكلية كانت هذه الطبيعة محفوظة
فيها كان تحفظ الطبيعة الأرضية في المعادن
والنبات والحيوان والإنسان وكانت خواصها
ومقتضياتها وقواها أيضا محفوظة بأنفسها
نفسها ثم لما وجدت المعادن والنباتات و
الحيوانات والإنسان كانت طبائع العناصر و
الأفلاك محفوظة فيها وليست هذه الا كالمرايا
لظهور خواص الأفلاك وحركاتها والعناصر و
طبائعها وكانت طبيعة كلية بأجمعها من القوى
محفوظة في الأفلاك والعناصر فكل فرد من
الإنسان في جذر فؤاده وهي نفسه لسر تحقيقه
معرفة ربه الأعلى فحجب كثيرة الى ان نفس الإنسان
عرضة لظهور حكم كل طبيعة من طبائع الأمهات
والمولدات وبقدر انطباع تلك الصور ينقص صفاؤها
ويخفى حكم نقطة التي الذي هو ولي الكشف
وعرفه ربه فتلك الحجب المنزلة بعضها فوق
بعض فمن تنبه محققة حقائق صرف
النفسانية الى الطبيعة الكلية واجزائها فمثل
نور الله عنده كمشكوة فيها مصباح المصباح في
زجاجة الآية استنارت الحجب كلها بنور الأصل
واستنارت به وكانت له معرفة الحق

جو یاد دلائے اللہ تبارک و تعالیٰ کا جلال و عزت جو اسکی شایاں ہے
اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت قائم ہے اور وہ
اللہ تعالیٰ پر منطبق ہے اور اسکی پوری طور پر یاد دلانے والی
اور نفس الامر کے بہت موافق ہے پھر جب پیدا ہوئے
عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ
تھی اس صورت میں اسطرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے
معدن اور روئیدگی اور حیوان اور انسان میں اور انکے
خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ تھیں ساتھ اپنا
اپنے نفس کے۔ پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات
اور حیوانات اور انسان تو طبائع عناصر و افلاک ان میں
محفوظ تھے اور نہیں ہیں یہ مگر مانند مرایا کے واسطے
ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور انکے
طبائع کے اور طبیعت کلیہ معہ اپنی قوا کے افلاک و عناصر
میں محفوظ تھی تو ہر فرد انسان کے اصل دل اور جوہر نفس
اور بنیاد تحقیق میں اپنے رب کے معرفت تھی مگر بہت سے
پردوں اور حجابوں میں اسواسطے کہ نفس انسانی سرگاہ
ہے واسطے ظہور حکم طبیعت کے طبائع امہات و مولدات
سے اور بقدر منقش ہونے ان صورتوں کے ناقص ہو جاتی ہے
صفائی اس لوح نفس انسانی کی اور پوشیدہ ہو جاتا ہے حکم نقطہ
بنیادی کا جو فطری ہے جو ایک ایسی چیز ہے کہ جسکو پہچانے اپنے رب
کو پس یہ بہت سے حجاب ہیں کہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں جو
[illegible] نصیب ہو گیا تنبیہ محققین حقائق پر
اور جان لیا اس نے نفس انسانی کا طبیعت کلیہ اور اسکے
اجزا کیطرف تو نزدیک اللہ نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق
شیشہ کی [illegible] سارے حجاب نور اصلی اور سب روشن

ہو گئے اور وہ حجاب اسکو معرفت الٰہی میں مفید ہو گئے۔

ومن لم یرزق التنبه لها لم یعرف نفسه الا
ظلمات المتراکمة کظلمات فی بحر لجی یغشاه موج
من فوقه موج من فوقه سحاب الآیة واذا تمهد
هذا فاعلم انه بقدر ما علا المصمات تطهر من
هذه النقطة وآثارها وتوکل علی الاعداد النفس
ولو فرض ان ظهورها اصرح وابین ومرتبتها
الملاء الاعلی ولست اعنی بهم الملائکة فقط بل
اعظمهم واشباههم نفوس الکمل حین تخلی
عنها جلابیب ابدانها الکثیفة فکل من مات
من الکمل یخیل الی العامة انه فقد من عالم
الوجود والله ما فقد بل تجوهر وقوی فکل سید
من سادات الملاء الاعلی یرتقی لقدح الحجب
المتراکمة والوصول الی هذا التدلی خلص من
هذا التدلی التی شرحة هذه النفس فملئ النفس
بمعرفة الله ثم یعود الموج الی هذا التدلی فیتقوی
لهذا التدلی تدل آخر الی ما یلی النفوس البشریة
المحبوسة فی اجسادها ویحل العالم لتقریب افاضة
المعرفة علی تلک النفوس وهکذا تتراکم انوار
الملاء الاعلی وتتزاید اعدادها بعضها یلی الاعلی
وبعضها الاسفل وبعضها بین هذا وذاک
حتی امتلاء الجو الذی بین ارض هذه النفوس
وبین سماء تلک المعرفة فلذلک یکون معرفتهم
فی آخر الزمان اسرع ما یکون واصرح ما یکون
والی هذه الدقیقة اشار النبی صلی الله علیه وسلم
حیث قال اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن

معلوم ہوا جس شخص کو نصیب نہ ہوا تنبہ حقیقت الحقائق پر اور اسنے
نہ جانا اپنے نفس کو مگر تہ بستہ سخت تاریکیوں کی مثال ایسی ہے
جیسا کہ گہرے سمندر میں اندھیرا یہاں تک کہ موج پر موج مارتی ہے اسکو
ابر بھی ڈھانکے ہوئے ہے جب یہ تمہید ہو چکی تو جاننا چاہیئے
کہ بقدر اسکے خارج ہونے کے اس نقطہ سے [illegible] ہے اور اسکے آثار
اور نسبت ان کی اعداد سے ہے وہ ایسا ہے کہ انکا ظہور بہت صریح اور ظاہر
ہوگا اور مرتبہ ان کا [illegible] ملاء اعلی اور میری مراد ان سے
بڑے فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ ہیں اور اشباہ انکی
ہیں وقت انکے بدن کثیف کی چادریں اتار ڈالی جاتی ہیں تو
جب کوئی کاملین میں سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہیں
کہ وہ عالم سے گم ہو گیا حالانکہ قسم خدا کی وہ گم نہیں ہوا اسی طرح ملاء
اعلی کے سپرد ہوا اور جب سب ستر اکٹھے قطع کرے اور اس تک
پہنچ جائے تو نفس کی ترقی ہو جاتی ہے پھر اس تدلی کی ایک
قسم ہوتی ہے [illegible] کے [illegible] داخل ہوتی ہے تو نفس اللہ
کی معرفت سے بھر جاتا ہے وہ موج اس تدلی کی طرف عود
کرتی ہے پھر قوی ہوتی ہے اس تدلی کے واسطے [illegible] کی طرف کہ
قریب ہے ان نفوس بشریہ کے کہ جو اجسام میں ہیں اور آمد
کرتی ہے [illegible] نفوس بشریہ پر معرفت کا فاضہ کرنے کی تقریب کے واسطے
ایک تدلی جو وجود کرے اور اسی طرح متراکم ہوتے ہیں انوار
ملاء اعلی کے اور بڑھتے جاتے ہیں اعداد اسکے بعضے قریب اعلی
کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے ان دونوں کے درمیان
یہاں تک کہ بھر جاتا ہے جو جو ان نفوس کے زمین اور معرفت
آسمان کے بیچ میں سے اور اسی واسطے کاملین کی معرفت آخر زمانہ
میں بہت زیادہ سریع اور صریح ہوتی ہے اور اسی دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ فرمایا ہے ـــــ ـ ـ ـ ـ

عنها اي اذا اقترب من القيمة فكل الذي في الطبيعة
العرشية عام الى انحاء التعلقات الانسانية موضعه
من التعلقات كل نوع من احكام من جهة التدبير في
الانواع كل نوع في مستوى الاربعة انها
مستعمل بوجوه الاشارات ولذا ارسم هذا الذي
في قلبه ثم علا الى همته تظهر ليلة الطبيعة بحسب
هذا الكمال التدلي الى سائر النفوس البشرية
وسهل انطباع تلك العلوم ولذلك هذا البروز
لا يفقده هو ولا تراعيه ولا هذه البشرية لكل
دل على بحاله من افراد هذه النفوس بعد بعضها
لبعض ونسبتها في الطبيعة الانسانية المتجسدة
في المثال بشخص واحد كنسبة القوى والصور
الخيالية فكما ان المقدمات الفكرية تعد لفيضان
النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لتزكية
الناس ومن هذه المعرفة احد معاني قولنا في القصيدة اللامية

به شهدت تدابير الوجود جميعها
تدور كما دار الرحى المتماثل

مشاهد اخرى على ان جمال توجهت
قبل قبره عليه الصلوة والسلام الاول ايضا فاذا
ظاهرا اعلانا اتفق بصورة روحي فرايته عليا هو
وآها ان تأثرت نفسي منه تأثرا فكان ذلك الاثر
حاليا عنه فيوما توجهت اليه ونفسي ملائى
من الشوق الى ظهور حقيقة ما خصصت من
معارف مراتب الوجود واستنباط معارف التراجم
من قبل تفتيش حال النفوس فلما صعقت نفسي

المشاهدة الثالثة والعشر

جسوقت زمانہ قیامت سے قریب ہو تو سوتوں کے خواب غفلت سے ہونگے
اور اسیطرح طبیعت عرشیہ میں جو موضع ہے تعلقات انسانیہ
سو موضع ہیں سے ہر تعلقات ہر نوع بلکہ احکام ہر نوع نفوس
انواع میں ہر نوع کی مستقر اربع اور تعلقات میں کامل تا
ہو اسنے اسکی تمکین پایا اور جب یہ فیض قلب میں راسخ
ہو گیا جب شہود کیا اپنے میں جسکیطرف دل کا ہے تو اس طبیعت کے
بموجب اس کمال کے تدلی اور تمام نفوس بشریہ کے اور آسان
ہو گیا ان علوم کا منقش ہونا جسوقت یہ بروز ہے تو کامل ہونا
تو گم نہیں ہوتا اور نہ اسکا کمال ہو نفسل اور نہ وہ بشری
بلکہ سب بحال خود رہتے ہیں اور نفوس سے بعض افراد بعد
ہوتے ہیں بعض کیواسطے اسکی نسبت شخص واحد
کیساتھ طبیعت انسانیہ میں جو متجسد فی المثال ہے
ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کی اور جیسے مقدمات
فکریہ معد ہوتے ہیں فیضان نتیجہ کیواسطے اسیطرح نفوس
زکیہ معد ہوتی ہیں تمام آدمیوں کی پاکی و صفائی کیواسطے
اور یہ معرفت معانی میں سے ایک معانی ہے جو قصیدہ لامیہ
میں ہے اور وہ یہ ہے ~ شہدت تدابیر الوجود جمیعہا
تدور کما دار الرحی المتماثل ۔ مشہد اخری علی الاجمال کی
جب متوجہ ہوا روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
تو آپکو حاضر ظاہر دیکھا یا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی
تو آپکو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور پایا میرا نفس متاثر ہوا ہے
آپ سے اور یہ اثر حالی ہے آپکا سو ایک روز میں متوجہ
ہوا آپکی طرف درحالیکہ میرا نفس شوق سے بھرا ہوا تھا
ظہور حقیقت اس شے کی جسکیساتھ خاص ہوا ہوں معارف مراتب وجود سے اور استنباط
معارف تشریحیہ قسم دریافت حال نفوس سے تو میرا نفس

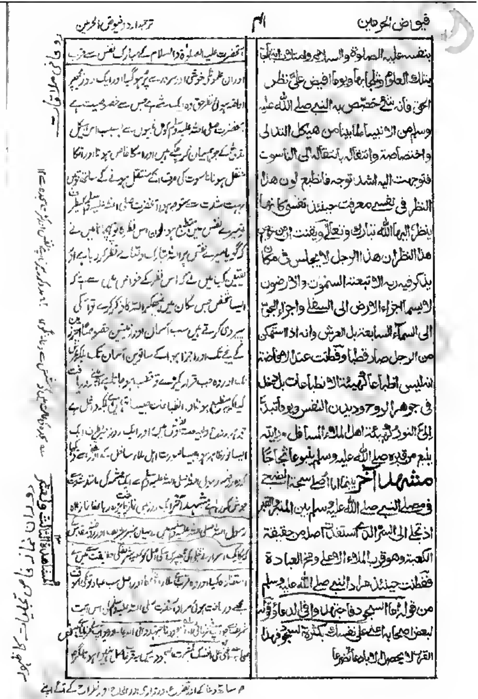

فیوض الحرمین ۱۴۱

بنفسه عليه الصلوة والسلام وامتلأت ابتهاجا بتلك العلوم وتلذذا بها ويوما افيض على نظر الحق فانه شئ خصص به النبي صلى الله عليه وسلم من الانبياء على بيانه من هيكل الناسوت واختصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع لون هذا النظر في نفسي معرفة حينئذ نفسي كانها ينظر اليها الله تبارك وتعالى وتيقنت ان من خواص هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس في مكان يذكر فيه ربه الا تبعته السموت والارضون لا سيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة بتلبيس انطباعا كهيئة الانطباعات بالحلل في جوهر الروح ودين النفس وبه ابتدأ الى النور تهيئة اهل الملأ السافل ورأيته ينبع من قبره صلى الله عليه وسلم ينبوعا تجاجا

مشهد آخر بينما انا اصلي سبحة الضحى في مصلى النبي صلى الله عليه وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلى الى السر الذي استفدت اصله من حقيقة الكعبة وهو قرب الملأ الاعلى وتخ العبادة ففطنت حينئذ مراد النبي صلى الله عليه وسلم من قوله اما السجود فاجتهدوا في الدعاء وقوله لبعض اصحابه اعني على نفسك بكثرة السجود فهذا القرب لا يحصل الا باعمال نوعا

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نفس سے قرب اور ان علوم کی خوشی اور سرور سے پُر ہو گیا اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوا نظر حق وہ ایک شے ہے جس سے خصوصیت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں سے بسبب ان کے ہیکل ناسوت کے جو میان میں ہیں اور اس کا خاص ہونا اور انکا منتقل ہونا ناسوت کی طرف ان کے منتقل ہونے کے ساتھ تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس میں منطبع ہوا رنگ اس نظر کا تو پہچانا میں نے کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نظر کر رہا ہے اور یقین کیا میں نے کہ اس نظر کے خواص میں سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اس کی پیروی کرتے ہیں سب آسمان اور زمین حتیٰ کہ اجزاء زمین کے نیچے تک اور اجزاء ہوا کے ساتویں آسمان تک بلکہ عرش تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہو جاتا ہے [illegible] کیا [illegible] منطبع ہونا [illegible] جیسا [illegible] داخل ہے [illegible] اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور [illegible] جیسا [illegible] اہل ملاء سافل [illegible] دیکھا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ کی مانند [illegible]

مشہد آخر [illegible] نماز [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] درمیان منبر شریف اور [illegible] کی [illegible] ایک [illegible] اصل کو کعبہ شریف کی حقیقت میں سے استفادہ کیا اور وہ قرب ہے ملاء [illegible] اور [illegible] سب عبادتوں کی [illegible] مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف سے جو [illegible] اور دعا [illegible] اور جو آپ نے فرمایا [illegible] میری اعانت کر اپنے نفس پر [illegible] یہ قرب نہیں حاصل ہوتا مگر

ہم ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور [illegible] کے نہ اپنے

روحانی معراج

[illegible]

دوران نماز خاص تجلیات کا ظہور

المولى ولزالا على بابه واعتصاما باعتابه ولو يحصل حتى يجتهد في الدعاء في سجدة ان السجود شبيه بهذا القرب ولكل شيء الى حقيقته منازع من جوهره والرحمة العامة اذا توجهت الى البشر ولا ادري انه فاضت عليهم كان التعرض لنفحاتها والتمكن بحذائها والتهيؤ لتحققها اعانة لها ونعم الملازم لها اتيتم السجود واقرب حال الى التعرض لنفحة الرحمة امر النبي صلى الله عليه وسلم بالكثرة خاصة وفيه سر خفيفة قوله صلعم انكم ترون في القمر ليلة البدر فالوا استطعتم فكن لذلك ترون ربكم فلا تغلبوا على صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة قبل غروبها وهي امر التنزل المتجلي يوم القيمة هو الذي يكون قبل وجه المصلي اذا صلى وهو الذي يقاصم العبد في صلوته ومجادة من لكن حجابا البدن يمنع الناس ان يبصروا بصر الروح وان يغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا كان يوم القيمة وكشف الحجاب استقل بصر الروح و استتبع بصر الجسد وليست نشأة الآخرة الا من بقايا النشأة الدنيا ولا فرق بين الرؤية بالبصر الروح التي يرزقها الافراد في هذه الدار وبين الاخروية التي تعم المسلمين الا بطرح الجلباب ثم رايت كل آية وكل حديث بحرا متواجا فيه من الاسرار ما لو كتبت تشرح سرا واحدا منها لجئت مجلدا بما احاطته ورايت الاسرار الخفية مبثوثة في اشارات القرآن والسنة فقضيت العجب كل

مولا کے دروازہ پر دسترجمانے اور اسکے دروازہ پر پناہ پکڑنے اور اسکا آستانہ پکڑنے سے اور نہیں حاصل ہوتا جبتک سجدہ میں دعا میں بہت کوشش کرے اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا مشابہ ہے اور ہر کا ایک کو اسطے اسکی حقیقت کیطرف ایک شاہراہ ہے اپنے جوہر سے اور رحمت متوجہ ہوتی ہے انسانکیطرف اور انپر افاضہ کا ارادہ کرتی ہے تو اسکی خوشبو کو سونگھنا پیش پانا اور اسکی طول کا متمکن ہونا اور اسکی تحقیق کا آمادہ ہونا مدد ہو جاتا ہے اس رحمت کی اور اسکی مراد کے پورا ہونیکا سبب اور چونکہ سجدہ بہت قریب نفحات رحمت کے پیش پانیکا ہے اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کثرت سجود کے خصوصا اور جو ظاہر ہے یہی حقیقت ہے اس حدیث شریف کی جو آپ نے فرمائی ہے بل انکم ترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر فالواستطعتم فکن لک ترون ربکم فلا تغلبوا علی صلوۃ قبل طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبہا ۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن جو تنزل جلوہ گر ہوگا وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے نماز پڑھنے کیوقت ہوتی ہے اور وہی ہے جو نماز میں مقاسم اور نجا ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسانکو روح کی آنکھ سے دیکھنے نہیں دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں ہوتی تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائیگا تو روح کی آنکھ مستقل ہو جائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہ جائیگی اور عالم آخرت بقایا ہے نشاۃ دنیا کا اور کچھ فرق نہیں روح کی آنکھ سے دیکھنے میں جو دنیا میں سب کو حاصل ہو جاتی ہے اور عالم میں عام مسلمان دیکھینگے مگر پردہ کی آنکھ اٹھ جانے سے پھر میں نے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث شریف کو اسرار کا ایک دریا موج مارتا کہ اگر ایک سر کی شرح کیجائے تو بہت جلدیں ہو جائیں اور میں نے دیکھا اسرار خفیہ اشارات قرآن و حدیث شریف میں مخفوظ ہیں اور میں کمال متعجب ہوا

یہ حدیث [illegible] حاضرین نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا [illegible] صبح اور عصر کی نماز [illegible]

العجب فتجلى لي عقيب ذلك التدلي الأعظم فرأيته
غير متناهٍ طولاً وعرضاً ورأيت نفسي غير متناهية
ورأيتني قابلت غير المتناهي بغير المتناهي فابتلعته
كله لما غادر منه مقدار ذرة فرجعت الى نفسي
وتعجبت من عظمها وكبرها وسعتها ثم سري
عني فاذا انا مملو من النور ينفجر علي من فوقي
ومن تحتي وعن يميني وعن شمالي بل رأيته ينبع
من قلبي وعيني ويدي وسائر جوارحي وجوانحي
فكان هذا آخر هذا المشهد **مشهد آخر**
فكشف عني الهيكل المثالي وتجلى حقيقة روحه
صلى الله عليه وسلم متجردة عن الالبسة التي كانت
تلبسها آخذ بعض اجزاء النسمة ووجدتها حيلة
لما انني وجدت بعض ارواح الاولياء المتقدمين
حين جذبتني من روحي صورة متجردة على
شاكلتها وشاهدت من الانجذاب والتنزه
ما لا يقدر اللسان على وصفه **مشهد آخر**
استفدت منه صلى الله عليه وسلم اني
اتسعت نفسي حتى لحقت بوراثته بالبرزة
المثالية للتدلي الاعظم التي انتقلت الى الناسوت
مع انتقاله صلى الله عليه وسلم اليه ثم انضممت
بها وافضيت اليها وخالطتها فرأيتني شيئا
من الشيئين احدهما الاتم الاعم القريب الى
حضرة الوجود الخارج والثاني نسبته الى
الاول كنسبة مخرج المذهب الى صاحب المذهب
وهو قريب الى حضرة الوجود العلمي و

اسکے بعد جلوہ گر ہوئی مجھپر تدلی اعظم اسکو میں نے دیکھا کہ اسکی
حد و نہایت نہیں ہے اور میں نے اپنے نفس کو دیکھا غیر متناہی اور میں نے
معلوم کیا اپنے تئیں کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے میں
وہ سب نگل گیا ایک ذرہ بھی نہ چھوڑا پھر میں رجوع ہوا اپنے نفس
کیطرف اور متحیر ہوا اسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ حال
مجھپر پوشیدہ ہو گئے تو اس وقت میں نور سے بھرا ہوا تھا
جو میرے اوپر اور نیچے اور میرے دائیں اور بائیں سے
پھوٹ رہا تھا بلکہ میں نے دیکھا کہ میرے قلب اور میری آنکھوں
اور میرے ہاتھوں سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا اور یہ
اس مشہد کے آخر میں تھا **مشہد آخر** غائب ہو گئی مجھ سے
ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد ان لباسوں سے
جو پہنے تھے یہانتک کہ بعض اجزاء نسمہ بھی اور میں نے اسطرح پایا
اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعض ارواح اولیاء متقدمین کو پھر
میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اسکی شکل کی
اور میں نے مشاہدہ کیا انجذاب و بلندی کو اسقدر کہ زبان اسکی
وصف پر قادر نہیں **مشہد آخر** استفادہ کیا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہو گیا میرا نفس یہانتک کہ لاحق
ہوا میں اسکی اس وراثت سے تدلی اعظم کی برزخ مثالیہ کہ پھر
منتقل ہوا ساتھ انکے منتقل ہونے کیطرف ناسوت کے اور میں
متصل ہو گیا اور پہنچا اور مخلوط ہو گیا اس برزخ سے ایسا کہ
تو دیکھے میں ایک کالبد ہوں دو کالبدوں میں سے کہ ایک ان میں
کا اتم اور اعم قریب ہے حضرت وجود خارجی سے اور دوسری
کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے مخرج کر نیوالے
مذاہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

ارواح اولیاء متقدمین سے ملاقات [illegible]

[illegible]

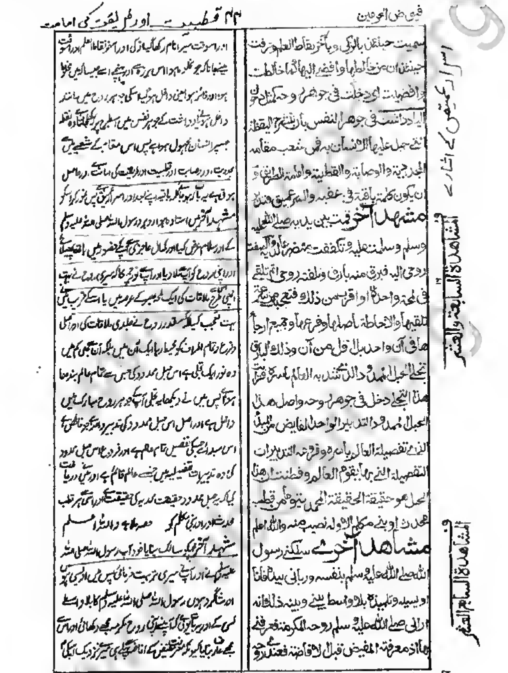

فیوض الحرمین

سميت حينئذ بالزكي وبآخر نقاط العلوم رفت
حينئذ ان من خالطها وافضي اليها انما خالطت
وافضيات اي دخلت في جوهر روحه كما دخلن
اليادداشت في جوهر النفس بان تنفخ اليقظة
التي جبل عليها الانسان به فمن شعب مقام
المجددية والوصاية والقطبية وامامة الطريق و
ان يكون كلمة باقية في عقبه والسر عميق جدا

اسرار عمیق کے اشارے

المشاهدة السابعة والعشر

مشهد آخر قمت بين يديه صلى الله عليه
وسلم وسلمت عليه فتكشف متضرعا الى والتفت
روحي اليه فبرق منه بارق ولفته روحي اتم تلقي
في لمحة واحدة او اقرب من ذلك فتعجبت من سرعة
تلقيها والاحاطة باصلها وفرعها وجميع ارجا
ئها في آن واحد بل في اقل من آن وذلك البارق
تجلي الحبل الممدود الذي تشد به العالم ثم عرفت
ان هذا التجلي دخل في جوهر روحه واصل هذا
الحبل الممدود التدبير الواحد الفائض من المبدأ
الذي تفصيله العالم باسره وفروعه التدبيرات
التفصيلية التي بها يقوم العالم وفطنت ان هذا
الحبل هو حقيقة الحقيقة المحمدية وهو منشأ قطب
محدث او نبي مكلم الا وله نصيب منه والله اعلم

المشاهدة الثامنة والعشر

مشاهد آخر سلكني رسول
الله صلى الله عليه وسلم بنفسه ورباني بيده فانا
اويسيه وتلميذه بلا واسطة بيني وبينه ذلك انه
اراني صلى الله عليه وسلم روحه المكرمة فعرفني
بها اذ معرفة المفيض قبل الافاضة فعند روحه

۴۴ قطبیت اور طریقت کی امامت

اور اسوقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اسوقت
میں جانا کہ جو مخلوط ہوا اس سے اور جو اس تک پہنچے، ایسے جیسا کہ میں مخلوط
ہوا اور فائز ہوا یعنی داخل ہوگیا اسکی جوہر روح میں مانند
داخل ہونے یادداشت کے جوہر نفس میں اس طرح پر کہ کھول دے وہ نقطہ
بیداری کا جس پر انسان مجبول ہوتا ہے پس اس مقام کے شعبے ہیں
مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت سے اور اسکی
ہر قسم سے یہ بات ہو سکتی ہے کہ باقیہ رہے اپنے بعد اور اسرار ہیں عمیق تو غور کرو اسکو
مشہد آخر میں استادہ ہوا اور روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے آپ کے حضور میں ہاتھ پھیلائے
اور اپنی روح کو آپ سے ملا دیا اور آپ کے نور کو کہ میری روح نے بہت
اچھی طرح ملاقات کی ایک لمحہ کے عرصہ میں یا اس کے قریب میں
بہت تعجب کیا کہ کسقدر روح نے جلدی ملاقات کی اور اسکی
فرع اور تمام اطراف کو گھیر لیا ایک آن میں بلکہ آن سے بھی کم میں
وہ نور ایک تجلی ہے اس حبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا
ہوا ہے پس میں نے دیکھا یہ تجلی آپ کے جوہر روح مبارک میں
داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد ہے جو فائض ہے
اس مبدأ سے جسکی تفصیل تمام عالم ہے اور فروع اس حبل ممدود
کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں جن سے عالم قائم ہے اور میں نے دریافت
کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہے اور اسی سے ہر قطب
محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم
مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور آپ نے میری تربیت فرمائی پس میں اویسی ہوں
اور شاگرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطے
کسی کے اور میرا یوں کہ آپ نے اپنی روح مکرم مجھے دکھائی اور اس سے
مجھے متعارف بنایا کیونکہ منعم فیض کے افاضہ سے پہلے ہی میں نزدیک آیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی تربیت فرمانا

۳۱۲ ح

صلی الله علیه وسلم اعرف الاشیاء علی المحسوسات
ثم کان اول تسلیکه انه افاض علی تجلیا من تجلیات
الحق وهو الذی برز برزة مثالیة بوجوده صلی الله
علیه وسلم فقبلت هذا التجلی بجوهر روحی
واستغرقت فیه وفنیت ثم تحققت به وبقیت
ثم افاض ثانیا تجلیا آخر هو اصل هذه البرزة
المذکورة وهی نقطة فردة جذر افعال الحق
فی العالم واصل تدبیراته فیه فقبلته ایضا
وفنیت فیه وبقیت به ثم افاض ثالثا نقطة
الذات مع لون من الجبروت فقبلتها وفنیت
وبقیت ثم افاض رابعا نقطة منعقدة فی
الدنو ونجات بها اندراج النهایة فی البدایة
فقبلتها وفنیت وبقیت ثم عرفنی خامسا نقطة
من احوال النسمة وکیفیاتها محاذیة لتلك
نقطة الروحانیة کانها هی ففطنت ان المتمکن
منها اقوی علی التاثیر فی التلمیذ وهی شبیهة بالعزم
والجراة لا اقول عزم شیء او جراة علی شیء بل نفس
العزم والجراة فتم الصعود والهبوط وهذا
هو السلوك المختصر الذی یناسب الجذب وهو
الاشبه بحال الانبیاء صلی الله علیه وسلم مشهد
آخر اعطانی الله سبحانه شیئا من طریقه
فی السلوك بواسطة رسول الله صلی الله
علیه وسلم وباشر اعطاء روحه الکریمة و
اطلعنی علی حقیقة هذا الشیء الذی اعطانی فعرفته
حق معرفته وعرفت انه شیء منها لا عینها

ملکرمہ اعرف الاشیاء ہے یہاں تک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپکا
اور وہ دیکھی جس شئ کا ہر کب سلوک بتانا کہ افاضہ کی مجھپر تجلیات حق
سے ایک تجلی اور وہ وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک
برزہ مثالیہ ہے وہ تجلی میں نے اپنے جوہر روح میں قبول کی اور اسمیں
مستغرق ہو گیا اور فنا ہو گیا پھر میں متحقق ہوا اس سے اور باقی ہو گیا
پھر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک اور تجلی
کہ وہ اصل اس برزہ مذکورہ کی ہے اور وہ ایک نقطہ مفردہ اصل افعال
حق تعالی کے عالم میں اور وہ اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم میں اسکو
بھی میں نے قبول کیا اور اسمیں فنا ہوا اور اس سے باقی ہوا پھر افاضہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار نقطہ ذات کو
رنگ جبروت کیساتھ اسکو قبول کیا میں نے اور فانی اور باقی ہوا میں
پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا نقطہ جو منعقد ہے روحانیات میں جو اس سے
نہایت کا اندراج بدایت میں ہو جاتا ہے قبول کیا اور فنا اور بقا
حاصل کی پھر پانچویں بار مجھکو بتائے گئے نقطہ احوال نسمہ کا اور اسکی
کیفیات جو مقابل میں اس نقطہ روحانیہ کے ہے گویا کہ وہ وہی ہے
تو میں نے سمجھا کہ جو حاصل کرے اسکو قوی ہو تاثیر اسکی شاگرد پر اور
اور وہ مشابہ ہے عزم کو اور جرأت کے میری اس سے یہ مراد نہیں
کہ عزم کسی شے کا یا جرأت کسی شے پر بلکہ نفس عزم اور نفس جرأت میری
مراد ہے پس تمام ہو گیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک سلوک مختصر ہے
مشابہ جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیا علیہم السلام کے
حال سے مشہد آخر عنایت کیا مجھے اللہ تعالی نے اپنے طریقے
سلوک کی صورت بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باعث
عطا کا ہوئی انکی روح مکرم اور مجھکو اطلاع دی اس شئ کی حقیقت پر
جو مجھکو عنایت فرمائی پس میں نے پہچانا جسقدر حق تھا اسکے پہچانے
کا اور میں نے جانا کہ یہ اسکے طریق فی السلوک کی ایک صورت ہے نہ عین اسکا

فیوض الحرمین سلوک و طریقت الہیہ ۲۶ خاص احسان

وهذا ما اردنا بعض ذكره والحمد لله رب العلمين

بيان حقيقة الطريق

اعلم ان الله تعالى يمن على من يشاء من عبده الاولياء فيرسم طريقة من السلوك ويكون عليه ويقرب عن جهة الكثرة على وجه فيما اطلعه الله عليه ذلك ان كان الامكان يصل به السالك الى الفناء والبقاء فيتوهم الغافل ان طريقة من السالك يوصل وقتا قال حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطريقة ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار بل هي حقيقة منعقدة في الملأ الاعلى يقضي الله بها امرا من فوق السموات فينزل المقضي في الملأ الاعلى فينقل هنالك ثم ينزل الارض على حسب حكم الناسوت فانه تعالى داعية في الملأ الاعلى انتشر في الناسوت مثل الهام وذكرها ومظانها ما دامت موجودة فاذا انفسخت الطريقة وانعدمت الداعية لم ترى الناس لها امتثالا وذكرا ومظنة فلو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يعيدوا مواتها الى الحالة التي فيها انه وتر نهاودار الوا يقتلون اي احقابها لم يستطيعوا ان يعيدوا موته ما دامت الداعية موجودة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يهدموا بنيانها ويبطلوا ما اسند منها على حين فترتها او شغلها لا لم يستطيعوا ان يقهروه حينئذ ومنازلها مثل نجوم السماء لا تزال تنطبع الاشعة لها في المياه الجواب لما كان ليس في قوى البشر ان يصل المياه عن ذلك فكانت الداعية هي الطريقة متى ما تقضيها

۹۳ بیان حقیقة الطریق

در مقرب ہیں میں سے بیان کر دیا گیا کچھ جو ہمنے بیانا والحمد للہ رب العالمین بیان حقیقۃ الطریق جان لینا چاہیے کہ خدا تعالیٰ اپنے پیاروں بندوں میں سے جس پر احسان کرنا چاہتا ہے تو اسکو عنایت کرتا ہے طریقہ سلوک کا اور رکھتے معرفت یہ ہے کہ جیسا چاہتا ہے ویسا سیاہ و رنگ ات اللہ تعالیٰ اسپر مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ جس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کبھی لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان پر ہے سو وہ نہیں سمجھتا مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت اس ذکر و فکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے جو ملاء اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکا حکم کرتا ہے آسمانوں پر سے اور وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلیٰ میں اور وہاں ٹھیر کے پھر نازل ہوتا ہے اسکے موافق عالم ناسوت میں پس اللہ تعالیٰ کے داعیہ ملاء اعلیٰ میں ہے کہ ہمیشہ ناسوت میں اسکی صورت اور نشانات رہتے ہیں جبتک وہ موجود ہے اور جب فسوخ ہو جاتا طریقہ اور برباد ہوتا ہے داعیہ تو نہیں نظر آتی لوگوں میں اسکی اتباع اور نشانات رہتے نہیں اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ عود کرے طریقہ اس نکہبان کو جو ہمنے بیان کیا اس کے نشانات اور چاہے اسکی اور ہمیشہ اسکے اہل صدور نکہبانوں نے قائم کریں تو ہرگز نہیں کر سکتے جبتک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ اس طریقہ کی بنیاد منہدم کردیں اور اسکے نکالو نشان کا جسید مٹا کر نکالا تو مقدور نہیں ہے اور مثال اسکی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے ہمیشہ انکا عکس حوضوں اور تالابوں میں پڑتا ہے کسی بشر کی قوت میں نہیں کہ پانی کو اس عکس سے روکے جیسی وہ داعیہ آئی طریقہ ہے جبتک حکم ہو

الله تعالى لعبد فقد قضى له بالطريقة ثم تنزيم هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها واركانها لا يمكن الا الفاظ بشديد الغطاءة وها انا ملخص لبى مجى من هذا السماء الاولى نقول توسطا وورع ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب وتسطر وتعلم وتؤثر كابرا عن كابر وتوقر بها الصدر وتملأ به الصحف ومن السماء الثالثة لون طبيعي فتصير طبيعة وتميل اليها الطباع ثم وتأخذ لها حمية منهم فيحمونها وينصرونها لو يناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والاولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة وتسخير فيكون مسخرا لها اكابر الناس واعراضهم على اتباعهم وامرائهم ومن السماء الخامسة نكاية وشدة على من ترى منكرا لها ولا وقيا متعرضا بالهم والنكر بالبلايا والفتن وعوقب كان من الغيب نالها ومن السماء السادسة عناية معظمة فيكون سببا لاهتدائهم ومنابة للناس الى لحالهم ومن السماء والسابعة لحو الذي ثم الذي كالند بفى الجراثيم ول حتى تموج او صال وتقتطع اجزائه فهذه اركان سبعة تلتئم فى الملأ الاعلى فيكون جسدا مسويا ثم فينفخ من الندى الاعظم جذب فيها منزلة الروح فى الجسد فمن يتلبس بتلك الاذكار والافكار وتزكى بتلك الزكى سملت الرحمة الالهية واتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالیٰ کا واسطے کسی بندہ کے بعد شرح اس حقیقت منعقدہ کی اور اس حقیقت کی اجزاء اور اسکے ارکان کا بیان ممکن نہیں مگر واسطے ذہن اور فہم کے [illegible] جھایا ہے [illegible] آسمان اول کے [illegible] حالات اور [illegible] اور آسمان دوسرے سے [illegible] وہ لکھی جاتی ہیں اور [illegible] جاتی ہیں اور نقل ہوتی چلی آتی ہیں بزرگ [illegible] سے اور توقیر پاتی ہیں انسے سینے اور صحیفے انسے پُر ہوتے ہیں اور آسمان سوم سے لون طبعی کہ وہ طبیعت ہو جاتی ہے اور اسکی طرف طبیعتیں مائل ہوتی ہیں اور [illegible] جو تعین آتی ہے وہ اسکی حمایت [illegible] کرتی ہیں اور [illegible] جھگڑا کرتی ہیں اور [illegible] جان و مال و اولاد کی طرح دوست رکھتی ہیں اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت و تسخیر [illegible] اور امرا [illegible] ہوتے ہیں اور آسمان پنجم سے مغلوب کرنا [illegible] ہو اور [illegible] اور آسمان ششم سے ہدایت [illegible] کہ وہ سبب ہوتی ہے [illegible] ہدایت [illegible] اور آسمان [illegible] ملاء اعلیٰ میں اکٹھا مل جاتے ہیں اور [illegible] جسم میں [illegible] جذبہ [illegible] کہ وہ [illegible] جسم میں پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان اذکار اور فکر سے اور اس لباس سے [illegible] ہو شامل ہوتی ہے اسکو رحمت الٰہی اور آتا ہے اس کو جذب ...... اوپر اور نیچے ......

ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن حيث لا يحتسب ثم يربي هذا الطفل سادات الملأ الاعلى ويجله الملأ السافل فلا يزال يتقرر امره ويزداد شانه حتى ياتي امر الله على ذلك فهذه الطريقة وقس عليه المذهب في الفروع والاصول فكل من ادعى ان الله تعالى اعطاه طريقة ومذهبا ولم يكن الذي اعطى كما وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر على ما هو عليه ثم ليس كل احد يقضى له بالطريقة وليس عند الله جزاف ولا تخمين في شيء من الاشياء بل انما يعطى من جبل مباركا زكيا فيه امداد الافلاك السبعة والملاء الاعلى والسافل وله رحمة خاصة من التدلي الاعظم فكم من عارف عظيم المعرفة او فاني باقي شديد الفناء سابغ البقاء ليس بمبارك زكي فلا يعطاها وكذلك لا يتعاطى حفظها كل احد بل لكل ملهم جبل خلق لم يتيسر جبلته لذلك اما صورة ظهورها فلنشأة اخرى وراء النشآت المتعارفة حقيقتها بركة فائضة في الاعراض والاحوال

مشهد آخر عرفني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي اوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان البخاري واصحابه وذلك ان يؤخذ من اقوال الثلاثة قول اقربهم بها في المسئلة ثم بعد ذلك يتبع لحلها ان الفقهاء الحنفيين الذين

المشهد الثالث العشر

اور دائیں اور بائیں سے اور وہاں سے جہاں اسکا گمان نہو پھر اس طفل کی تربیت کرتے ہیں سادات ملاء اعلیٰ اور اسکی عزت کرتے ہیں ملاء سافل پھر ہمیشہ اسکی شان بڑھتی جاتی ہے جب تک حکم الہٰی آوے تو پس یہی طریقت ہے اور اسی پر قیاس کرو مذہب فروع و اصول میں پھر جو شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے طریقت عطا کی یا مذہب تعلیم کیا اور اسے یہ باتیں جو ہمنے بیان کیں نہ عنایت ہوئی ہوں وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے جیسے اسکی حقیقت ہے اور ہر شخص کیواسطے اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہوتا طریقت کا اللہ تعالیٰ کے پاس بیکار نہیں ہے کوئی چیز بلکہ اسکو جو اپنی سرشت اور حیات میں مبارک اور زکی ہے مدد افلاک اور ملاء اعلیٰ اور ملاء سافل عنایت ہوتی ہے اور اسکی ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم سے پس کتنے ہی عارف عظیم المعرفت یا فانی باقی شدید الفنا کامل البقا ہیں مبارک اور زکی نہیں انکو نہیں عطا ہوتی اور اسیطرح نہیں عنایت ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر اسکے واسطے جو ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اسکی جبلت میں وہ کام آسان کر دیا گیا ہے لیکن اس صورت ظہور کا عالم ان عوالم متعارف کے علاوہ ہے کہ حقیقت اسکی برکت فائضہ ہے اعراض و احوال میں

مشہد ۱۹ آخر مجھکو جنوایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے جو بہت موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا بخاری اور اسکے ساتھیوں کے زمانہ میں اور وہ یہ ہے کہ مسئلہ میں اقوال ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین میں سے جو قول اقرب ہو وہ لے لیا جاوے پھر بعد اسکے فقہاء حنفی کی مستثار یہ مسئلہ کی پیروی کیجاوے ۔۔۔

کانوا من علماء الحدیث فرب شئ سکت عنه
الثلثة فی الاصول وما تعرضوا لنفیه دلت
الاحادیث علیه فلیس بد من اثباته والکل مذهب
حنفی **مشهد آخر** ما بین قبره صلی الله
علیه وسلم ومنبره روضة من ریاض الجنة کما
ورد فی الصحیح واتیته ذلك فشاهدته من الانوار
الرابیة علی کل نور وان من صلی هنالك یستغرق
فی بحر النور وان یلتفت والتفتیه فان الانسان
لذا صار محبوبا ای دخل فی جوهر روحه هذه
البرزة المثالیة او هذه النقطة التدبیریة فکان
منظور الحق وللملاء الاعلی عرسا جمیلا فکل
مکان حل فیه انعقدت وتعلقت به همم
الملاء الاعلی وانساق الیه افواج الملائکة بموج
النور الاسیما اذا کانت همته تعلقت بهذا
المکان والعارف الکامل معرفة وحالا همته
یجل فیها نظر الحق یتعلق باهله وماله وبیته
ونسله ونسبه وقرابته واصحابه یشمل المال
والجاه وغیرها ویصلحها فمن ذلك تمیزت
ماثر الکمل من ماثر غیرهم **مشهد آخر**
استاذنته صلی الله علیه وسلم فی رد ما اورده
علماء الحرمین علی بعض الصوفیه فلم یاذن
لی ورایت العلماء العاملین وفق علمهم
المشتغلین بنوع من التصوف الناشرین
للعلم والدین اقرب الیه واکرم واجیء عنده
من هؤلاء الصوفیة وکانوا اهل الفناء

المشاهدة العشرون

جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنکا
اور صاحبین نے اصول میں نفیًا نہیں بیان کیں اور نہ انکی نفی کی ہے
اور حدیثیں انپر دلالت کرتی ہیں تو انکا اثبات ضروری ہے اور سب
مذہب حنفی ہیں **مشہد آخر** درمیان منبر کرم اور روضہ مطہرہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں
میں سے جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو میں نے اسکی
تحقیق یہ ہے کہ میں نے مشاہدہ کیا اسکا نور سب نوروں پر فائق ہے
اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں مستغرق ہو جاتا ہے
اگرچہ وہ التفات نکرے اور علت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہو گیا
یعنی اسکے جوہر روح میں یہ برزخ مثالیہ یا یہ نقطہ تدبیریہ داخل
ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ کیواسطے
ایک عروس جمیل بنجاتا ہے تو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلیٰ کی ہمتیں اسکے
ساتھ منعقد اور متعلق ہو جاتی ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور انوار
کی موجیں اسکی طرف چلی آتی ہیں خصوصا جب اسکی ہمت متعلق
ہو اس مکان معظم کی طرف اور جو عارف کامل معرفت و حال میں
ہوتا ہے اسکی ہمت میں نظر حق نفوذ کرتی ہے اور جو علاقہ رکھتی ہے
اسکے اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور قرابت اور یاروں
کیساتھ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ کو اور اصلاح کرتی ہے

المشاهدة الاحدی والعشرون

اور اسی سبب سے کاملوں اور غیر کاملوں کی تاثیریں ممتاز ہوتی ہیں
مشہد آخر میں نے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کئے ہیں
تو مجھکو اجازت نہ دی اور میں نے دیکھا کہ علمائے عاملین جو علم
علم میں مشغول ہیں ساتھ تصوف کے اور نشر علم و دین کرتے ہیں
آپ سے بہت قریب ہیں اور آپکو عزیز ہیں اور رتبہ کے
محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ وہ اہل فنا

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة
والتوحيد وغير ذلك من المقامات التي هي عند
الصوفية بيان هذا المجمل ان هنا طريقتين طريقة
انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم او
الوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعة
والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله
والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس
نشر العلم والامر بالمعروف والنهي عن المنكر وسعيا
فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه المذكورات
وطريقة بين الله وبين عبده من حيث او
جده فوجد وافاضه ففاض وليس في هذه
واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شانه
انتباه بحقيقة انانيته في ضمن هذا التنبه
بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء والجذب
والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة الثانية
انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم بمرضية
ولا مرغوبة لانه عليه الصلوة والسلام عنوان
فيضان الطريقة الاولى وجعله الله في الخلق
وكر العناية بافاضتها ومظنة لظهورها ولو
الاشياء تتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه
ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي
لا يغادر جهة الا احاطها حصلت تلك الوجوه
التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا
فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها
مضافة الى سبب واحد صار الفضل من وجه

اور بقا اور جذب جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ
میں جو کہ صوفیہ کے نزدیک عالی مقامات میں ہیں بیان
اس مجمل کا یہ ہے کہ یہاں دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو مخلوق کی
طرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا بواسطہ
اور وہ راجع ہے طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوائے
نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حب اللہ اور محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور لوگوں کی تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف ونہی منکر سے اور لوگوں کے
نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے
اور دوسرا طریق یہ کہ اللہ اور بندے کے بیچ میں ہے کہ جسطرح
اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا تو ویسا اس نے پایا اور جو افاضہ کیا
اسکو پہنچا اور اسمیں اصلا واسطہ نہیں ہے جس نے سلوک کیا
اس طریقہ کا اسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہو حقیقت انا ہی
اور اس تنبہ کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا
اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقے
میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقبول
نہیں اور نہ مرغوب ہے آپکے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عنوان ہیں فیضان طریقہ اول کے اور اللہ نے آپکو گردانا
ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اس طریقہ کے افاضہ اور اسکے ظہور
کے واسطے جائے ظہور کی ہے اور اشیاء آپس میں فضیلت رکھتے
ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے انکا
شے کا کہ ظرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو
محیط ہو کسی کو نہ چھوڑے تو حاصل ہونگے ایسی وجہیں کہ جن سے
تفاضل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر انمیں اور منافست
منقسم ہوگی انمیں اور اگر تو اعتبار کرے اسکو منسوب
واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہیگا ۔

فیوض الحرمین

۵۱ سالکین کا نفع

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

من وجه فكان احد الاشياء عديم الفضل صلا نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع السالكون بكلتا الطريقتين اهل الجذب بانفساخ النسبة الاجمالى عليهم بسبب هذا النور انفتحت عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقدح معارفهم من الكتاب والسنة واهل السلوك باجراسهم الى هذا النور واندراجهم فيه تقويهم به فتدبر فان المسئلة دقيقة **مشهد آخر** هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما افضل من علي كرم الله وجهه مع انه اول صوفي واول مجذوب واول عارف في هذه الامة لا ترى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبل التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم فظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين ونحوه واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفناء فليس الا فضلا جزئيا من وجه ضعيف و الشيخان كانا من المجردين الاول حتى اني اراهما بمنزلة فوارة ينبجس منها الماء فالعناية التي حلت بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما فهما بحسب كمالهما بمنزلة العرض الذي ليس هو الا قائما بجوهر ومنهما التحقق فعلي كرم الله وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیاء کو فضل اصلا نہ ہوگا ہاں یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوتا ہے یہ نور طرف ناسوت کے تو دونوں طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوتا ہے اہل جذب پر تو انفساخ نسبت اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کے تو کھل گئیں ان پر معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ انکی معرفتیں کتاب اور سنت سے ظہور و خلاف رکھتے ہیں اور اہل سلوک اس نور سے تفرع رکھتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں پہنچنے کی اور اس نور میں مندرج ہوتے ہیں اور اس سے قوام پاتے ہیں پس غور کرو کیونکہ یہ مسئلہ دقیق ہے **مشہد آخر** (۲۲) کیا تم جانتے ہو کہ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کس لیے افضل ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت میں اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب کمالات انکے غیر میں نہیں مگر قلیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ ہے کہ وہ راجع ہو طرف امر نبوت کے اور پورا ہونا جیسے اشاعت علم کی اور لوگوں کی تسخیر دین کی طرف اور جو اسکے مناسب ہو اور جو فضل کہ راجع ہو ولایت کی طرف جیسے جذب و فنا تو وہ فضل جزئی ہے اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما اول قسم کے ساتھ مخصوص تھے یہاں تک کہ میں انکو دیکھتا ہوں بمنزلہ فوارہ کے کہ جس سے پانی نکل رہا ہو تو عنایت اللہ تعالی نے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما میں ظاہر ہوئی پس آپ دونو حضرات کمال کے اعتبار سے بمنزلہ ایک ایسے عرض کے ہیں جو جوہر کے ساتھ قائم ہو اور انکی تحقیق کو اتمام دینے والا ہے پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب تھے نسبت میں

۲۲ فضل الشیخین

والحياة والفطرة المحبوبة منهما واقوى جذبا واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لم يزل العلماء اعلمهم بمعارف النبوة يفضلونهما ولم يزل العلماء اعلمهم بمعارف الولاية يفضلونه ولذلك كان من فهمها ايضا يفضله فى النبى صلى الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ معنوى مثل هذا الذى اشرت اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم لا تجعل قبرى وثنا يعبد من دونك ؎

ومنها اخر رأيت لله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذي يغني من مثل لولاك لما خلقت الافلاك ؎ فاشتقت الى تلك النظرة واعجبنى اشد عجب فلصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفلت عليه وصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامرت تلك النظرة وكنهت كنهها وصرت منظرا او مرآة لها فاذا هى ارادة الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شان احبه وانظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم ليس بشان رجل واحد بل نشأة مبتدأة منبسطة على هيكل البشر ونشأة منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله عليه وسلم غاية الغايات واخر نقاط الظهور ولكل موج حركة الى منتهاه ولكل سيل شوق

حیات اور فطرت محبوبہ میں حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبب کمال نبوت حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کیطرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علماء معارف نبوت سے واقف ہیں انکی تفضیل کرتے ہیں اور جو علمائے معارف ولایت سے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کیتے ہیں اور اسیواسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بھی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا میں نے مقصورہ مانند گرد اگرد مقبرہ مبارک کے مانع تھے تک پہنچنے سے وہ بھید ہے بیچ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک

مشاہدہ آخر میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اللہ تعالیٰ کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو اس صورت نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس میں ملاصق ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بنگیا اور ہوگیا میں جیسے جوہر کیساتھ عرض پس سامرا کیا میں نے اس نظر کا اور دریافت کیا کنہ اسکا اور ہو گیا میں اسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ظہور شان کا تو اسکو دوست رکھا اور اسکی طرف نظر کی اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے جو ہیئت بشر پر منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات پر تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت الغایات ہیں اور ظہور کے آخر نقاط ہیں اور ہر موج کی حرکت ہے اسکی منتہا تک اور ہر

؎ الٰہی میری قبر کو تھان نہ بنا یو کہ جسکو تیرے سوا پوجنے لگیں ۱۲ ؎ اے رسول اگر تمکو نہ پیدا کرتا تو آسمانوں کو نہ پیدا کرتا ۱۲

الى مبلغ فقد بر فالسر قيني **مشهد آخر**
رأيت التشفع اليه صلى الله عليه وسلم والترسل
اليه بعلماء الحديث والدخول في علمهم وعلم
الحديث وحفظه على الناس عروة وثقى وحبل
ممدود لا ينقطع فعليك ان تكون محدثا او
متطفلا على محدث والاخير فيما سوى دينك فيما
ارى والله اعلم بالصواب **مشهد آخر**
العارف اذا كمل التصقت روحه بالملاء الاعلى
وهنالك حضرة عالية شامخة ارتفعت الـيها
همهم ولم ترتفع اليها اجسادهم واولئك كلهم
على همة رجل واحد راجعة الى تدبير وحداني
وان اختلفوا في تفاصيلها فتدلى همتهم الى تلك
الحضرة رب العالمين فغشيهم من النور ما
غشيهم واختفت همهم تحت شعشعان
تلك الانوار حتى لا تكاد تتميز منها ولا تتمايز بينها
وان انا ضربت لحالهم تلك مثلا فلا تعجل الى
كل غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشياء
من جهة دون جهة هم بمنزلة الهيولى الغيبية
التي لا تدرك الا من احكام وآثار ستجلي من منبع
الموجود من جهة مسام الهيولى التي هي ام القا
بليات والنور الغاشي لهم الماحي اياهم بمنزلة
الصورة التي تتدرعها اول ما يدرك وهي ام
الفعليات فتنجلي في تلك الحضرة احكام متولدة
من علوم الملاء الاعلى وهممهم التفصيلية تلطفت
وارتقت وصفت وتجامع همهم فمن مسامات

نے مبلغ تک پس غور کر کہ یہ باریک راز ہے۔ **مشہد آخر** میں نے دیکھا
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت اور توسل آپکے
علماء حدیث ہیں اور جو انکی گنتی میں داخل ہیں اور علم حدیث اور
اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود ہے ایسی کہ
کبھی منقطع نہ ہوئیں تو ضرور لازم کرلے اپنے پر یہ کہ تو محدث ہو یا
محدث کا طفیلی ہو اور ان دونوں باتوں کے سوا بہتری نہیں تجھ کو جو
میری رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب۔ **مشہد آخر** عارف جب
کامل ہو گیا تو اسکی روح ملاء اعلیٰ میں جا ملتی ہے اور وہاں ایک
درگاہ عالی بلند ہے انکی ہمتیں وہاں پہنچ جاتی ہیں اور انکے جسم وہاں
نہیں پہنچتے وہاں اور وہ مرد واحد کی ہمت پر جسکی ہمت تدبیر وحدانی
کیطرف راجع ہو اگرچہ اس ہمت کی تفصیلوں میں اختلاف ہے
پھر تدلی کرتا ہے اس حال درگاہ میں رب العالمین پس ڈھانک
لیتا ہے انکو نور میں جسقدر ڈھانک لے اور انکی ہمتیں چھپ جاتی
ہیں اس انوار کی چمک میں یہانتک کہ تمیز نہیں ہوتیں وہ ہمتیں
اور نہ آپس میں ممتاز ہوتی ہیں اور اگر میں انکے اس حال کی مثل بیان
کروں تو تو دیکھا اور غفلت مت کر ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال
اشیاء کی تفسیر نہیں کرتے ایک جہت سے دوسری جہت سے اور وہ بمنزلہ
ہیولیٰ غیبیہ کے ہیں جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے
جو جاری ہوتے ہیں اس موجود سے بجہت مسام ہیولیٰ کے ایسا ہیولیٰ
کہ جو اصل قابلیات ہے اور جو کہ اس نور نے انکو ڈھانک رکھا ہے
اور انکو محو کر لیا ہے وہ بمنزلہ اس صورت کے ہے جو سب سے پہلے
ادراک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی
ہیں اس درگاہ عالی میں احکام و آثار ملاء اعلیٰ کے علوم سے جو
ہیں اور انکی ہمتیں تفصیلیہ لطیف ہو جاتی ہیں اور بلند ہو جاتی
ہیں اور صاف اور خوش ہوتی ہیں انکی ہمتوں کے ساتھ پھر انکی ہمتوں کے مسامات سے

المشاهدة الرابعة والعشرون ۲۴

المشاهدة الخامسة والعشرون ۲۵

همهم يتخلج في خطيرة القدس فيضيئ النور
ولا يتركها كما هي بل يصيرها قريبا من جوهره
فتختلف حالات الحضرة المقدسة رضا وسخط
وضحك وتبشبش وقبض واعراض ونزول
في بعض الاوقات وجعل تردد في القضاء ولعن الاقوام
وايجاب وتحريم ونسخ وامثال هذه شاهدت شأن
هذه الحضرة ووقفت اهتزازها وانشراحها و
عزيمتها وكونها كل يوم هو في شأن صارت المتشابهات
عندي محكمات ولم يبق بالاشكال شكل بينة
ومن لم يشاهد هذا لم يتضح له ولم يصلح الا ان
يفوض هذه الامور الى الله ويومن بجملتها اذا
علمت هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملأ الاعلى
ومناط توجههم ومعقد تواصيهم فمن بلغ هذا
المبلغ وقد قدر الله سابق علمه ان يحصل له ثم
فناء وبقاء ربما اتصل هنالك فليست روحه تسوس
جسده بل الحضرة فقط في السائسة وهي المرشدة
وهي الملهمة ونطقت على النبي صلى الله عليه وسلم
فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضرة
حضيرة اخرى اسفل منها هي مرجع همم الملاء
السافل ومجمع امرهم موضع الهامهم وحكمة فيها
ومناط توجههم ما اشبه شأنها بشأن هذه
الحضرة المقدسة الصرف الحق بواسطة تدليه
هنالك بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض
الامور وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

فنا و بقا

جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اس سے نور چمکنے لگتا ہے
اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اسکو اپنے جوہر کے قریب کر دیتا ہے
پس مختلف ہوتے ہیں حالات حضرۃ القدس کی رضامندی اور
غصہ و ہنسی اور خوشی و قبض اور رو گردانی اور نزول فی اوقات
فی علم واقع اور تردد فی القضا اور لعن اقوام اور ایجاب اور تحریم
اور نسخ وغیرہ سے تو میں نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اسکے
اہتزاز اور انشراح اور عزیمت کو اور ہر روز ایک شان میں
ہونے کو پہچانا اسکے نزدیک متشابہات محکمات ہو گئے اور شک
کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور جس نے اس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا
اسکو صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے
اس متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لائے جب تم نے یہ جانا تو
پس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلیٰ ہمتوں کا اور مناط توجہ و معقد
تواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ نے پہلے
سابقہ علم میں اسکے لئے مقرر کر دیا تھا کہ اسکو حاصل ہو وہاں
فنا اور بقا اکثر اوقات جو ہو جاتا ہے وہاں تو اسکی روح
اسکے جسم کی نگہبانی نہیں کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط اسکی
نگہبان ہو اور وہی مرشد اور وہی ملہم ہے اور میں طفیلی بنگیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا ہوا مجھکو اسکا ایک جام سرشار
پس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا الحمد للہ رب العالمین اور اس
درگاہ کے محاذی ایک اور درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ مرجع ہمت
ملاء سافل کی ہے اور انکی مجمع امر ہے اور درگاہ الہام کی جگہ ہے
اور اسکے احکام کا محکمہ اور انکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان مشابہ
نہیں اس درگاہ کی شان کے وہاں حق متصف ہے بواسطہ تدلی کے
اور اپنے بندوں سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی کرنے کے
بعض امور میں اور دونوں درگاہ کی معرفت نہایت باریک ہے

واجل من ان یعالجها بعقول العامة والله
الموفق **مشهد آخر** ما انقدح علی من فیض
صحبته صلی الله علیه وسلم علوم کثیرة من حال
التام معرفة بالله منها ان هذا الشخص یمتاز من سائر
الناس بان الاجزاء الفلکیة فیه قویة الظهور ونافذة
الحکم وانما یقوم بها صبغ الحق لیجعل جمیع
معانیها مناسبة بما یلی جناب الحق ومنها ان تمام
المعرفة لا بد ان یکون فیه نقض التعلقات الدنیویة
والاخرویة والجسمانیة والروحیة ضابطا لخالقه
سر سریان الوجود فی الموجودات وتوجه المبدء
بالارادة المحبیة الی تلک الشئون وفطنت لنحو
من معانی غریزة الذی یحذ وحذ وزحل فلما جاء به صغ
الیهما هذا النقض محبة ذاتیة تتوجه الی نقطة
الذات فمن صدا عن النقیض والتعالی عن الکل
البقاء بالله والتصرف بالحق فی الخلق والطوع
الارادة المحبیة من المبدء من طریق کونه شخصا طبیعیا
بتلم انما التام من حمل هذا النقض فی وعائه
ضابطا لم یدنسه حب مظهر ولو بالحق بحیث
یکون عنوان المحبة الذاتیة وجسد الروحها
وشبحا لحقیقتها او حمل حبا للمظاهر لا بنفسه
بل بالحق الخالق لها بانفسها بل باعتق فی وعائه
ومنها ان کل عارف تام المعرفة فانه لا یاخذ شیئا
الا من نفسه وانما اعداد للعدان ان ینبعه
الفتح علی جزء موجود فیه ویکشف علیه ما قد افیض
علیه ولم یکن ظهر فمن استفاد من غیره شیئا

اور برتر ہے اس سے کہ تمام لوگوں کی عقول وہاں پہنچ سکے واللہ الموفق
مشاہدہ آنحضرت کے فیض صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر کھل گئے
بہت علوم اللہ کی معرفت کے پورے حال ایک ان میں سے یہ ہے کہ یہ
شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں کہ اجزائے فلکیہ کا
اس میں ظہور قوی اور نافذ الحکم ہے جیسے اور خدائی رنگ اس سے
قائم ہوتا ہے تاکہ کر دیوے اسکے تمام معانی کو اس شئے کے مناسب جو
جناب الٰہی سے قریب ہے اور ایک یہ ہے کہ تمام المعرفت کیواسطے
ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی جسمانی اور روحانی اسکے
فطرت سے دور ہوں اور اسکو نگاہ رکھے سریان الوجود
فی الموجودات کا سر اور توجہ مبدا کے بارادہ محبت ان شؤن
کے اور میں نے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہیں اس چیز کے جو مقابل زحل کے
ہے پھر جب رنگ آمیز ہوتا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے
ایک نقطہ ذات کیطرف متوجہ ہے پس جس شخص نے اسکو بے تعلقی اور فنا اور حق کے ساتھ بقا
ہے اور حق کی خلقت میں اور ارادہ الٰہی کی حیثیت مبدا کا کیا
شخص اپنے سے وہ پورا پورا نہیں ہے پورا پورا وہ شخص ہے جس نے
اس بے تعلقی کو اپنے ظرف میں بہت مضبوطی سے رکھا اور نہ آلودہ کیا
مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو
محبت ذاتی کا اور اسکی روح کا جسم ہو اور اسکی حقیقت کا شبح
اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق جو واسطے خلقت انکے
نفسوں سے بلکہ بالحق ہو انکے ظرف میں اور ایک یہ ہے کہ جو عارف کامل
معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے
اخذ کرتا ہے اور تحقیق تیاری کی حسب [illegible] یہ ہے کہ
فرد آگاہ ہو اس چیز سے جو اس میں موجود ہے اور
منکشف ہو جائیں [illegible] ظاہر نہ ہوا تھا
تو جو شخص سوا اپنے کسی سے استفادہ کرے [illegible]

المشاهدة السادسة والعشرون ۲۶

غیبی علوم کا حصول جانا

عارف کامل کی معرفت

من غير هذا الوجه فليس بتام المعرفة ومنها أن كل
عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى أسمائه وتدلياته أما بالقهر منه
فيما كان أدنى حالا وانقص قوة من نشأة العارف
التي البست فوق جامعية وجعل حجابا دون
معانيه فتارة يكون بهيمية مختلطة بالملكية قوية
بقوية او ضعيفة بضعيفة وضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فربما تنكره عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني وأما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشأة
اللباسية والحجابية وسر المناسبة انما نشأ من جزء
في العارف يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبينه
عروق ممتدة لما ارتقوا اصلا من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيها فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء
اشد توجه حرك بتلك الخيوط المستترة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لتعشعش نور الربوبية نعم هنالك حب
بازاء محبوبية فتتحرك المحبوبية وتتحرك المحبة بازائه
وتتحرك التدلي والاسم اللذان يناسبان هذا الحب
فمن لم يعرف هذا التسخير المستطير ولم ير في نفسه
فليس بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير
المستطير معنى من معاني جزئه التي بعد وجود
التشمش لها انصبغ بصبغ الهي صار التسخير الذي
به هذا المستطير ومنها أن تمام المعرفة لروحه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت والا ہے
اسکے مسخر رہتے ہیں ما سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اسکے اسماء و
تدلیات کے یا تو زبردستی سے یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنیٰ ہو
قوت ناقص ہو عارف کے اس حالت کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا
اور کر دیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت
سے ملا ہوا قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف قوی سے
پس مختلف ہوتی ہیں احکام و آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو جو دیکھنے
والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر کے دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اس عارف کامل کے سبب سے
مناسبت کے اور یہ اس صورت میں کہ قوی حال ہو اور قوی
باتاثیر ہو اس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر مناسبت کا
بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف میں ہے کہ اس جز
کے قائم مقام ہوتا ہے اسکی تسخیر تو درمیان اس عارف اور اس
جزو کے رگیں ہیں پیوستہ اور ملا ہوا تھا اور اصل اس تسخیر کی بابت
سے اس سر عالم مشترک سے جو اس طرح کہ جب توجہ ہوتا ہے
عارف طرف اس جزو کے بہت توجہ سے تو حرکت کرتی ہے ان
خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے تسخیر کے لیکن اسماء و تدلیات
نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور ربوبیت کے ہاں یہاں محبت ہے
مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے محبوبیت اور حرکت
کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ
دونوں جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو شخص نہیں پہچانتا
اس تسخیر مستطیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ شخص کامل
معرفت نہیں ہے اور تجھ کو دریافت ہو کہ یہ تسخیر مستطیر معانی میں سے
ہے اس جزو کے جو مقابل ہے شمس کے جس وقت رنگا جاتا ہے رنگ
الٰہی سے ہو جاتا ہے تسخیر حقیقی یہ مستطیر اور انہیں میں ایک یہ ہے کہ کامل

ہو المعرفت کی روح میں

تحديق وعناية بكل شيء من طريقته ومذهبه
وسلسلته ونسبته وقرابته وكل أمر ينسب إليه
وعناية هذا يختلط بها عناية الحق ذلك لأن النفس
إذا تجردت عن كدورات الجسد ولصقت بالملأ
الأعلى وتجلى هنالك الحق وإنما يكون تجليه بحسب
استعداد المتجلى له وهذه النكتة هو الذي قصدنا
في ضرب المثل بالهيولى والصورة تلونت تلك النفس
بلون الحق وتصير كأنها تدلي من تدليات الله تعالى
إلى خلقه لذلك الانصباغ والامتزاج وتختلط
المنتمون إليه فعند ذلك يقع توجه نفسه إلى هذه الأمور
معدة الانعطاف جناب القدس إليه فإذا تمكن
هذا السر في اضلاع النفس وشعوبه وشجونه
فهو من اختلط النظر إليه بكل ذلك فصار أكسيرا
يستشفى به وإنما أريد بشجون النفس وشعوبها
ما يتوجه إليه النفس من غير جمع الهمة بعادة أو
ملكة غير مستقرة وللكامل من جهة هذا
السر آثار وأحكام كثيرة وفطنت بأن هذا المعنى
من معاني جزء الذي يجد وحل وزحل مختلط
بالمشتري حين حل به صبغ إلهي ومنها أن تام
المعرفة منعم بجميع النعم التي أنعم الله بها على
السموات والأرضين والمواليد وكل ما في بين
ذلك من الملائكة والأنبياء والأولياء والملوك
وغيرهم وذلك أن فيه أجزاء كل منها يحذو حذو
شيء من الموجودات فهو نسخة إجمالية تجمع المتفرقات
وكل جزء منه إذا انبعث تفصيله انفسر بتلك النشأة

تیز نظری اور غور و عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقے
اور مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت سے اور جو اس سے قریب ہو
اور اسکی طرف نسبت رکھے اور اس کامل معرفت کی اس عنایت
کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت مختلط ہو جاتی ہے اور یہ بات اسواسطے ہے کہ اسکا
نفس جب کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے اور وہاں
تجلی حق کی ہوتی ہے۔ اور وہ تجلی حق کی موافق استعداد اس
شخص کے ہوتی ہے جسکے واسطے تجلی کی گئی اور یہ وہی نکتہ
ہے جسے ہم نے ضرب المثل میں ہیولیٰ اور صورت کہا ہے تو رنگین
ہو جاتا ہے نفس لون حق سے۔ اور ہو جاتا ہے گویا ایک تنزلی حق کی
تدلیات سے ہے جو خلقت کی طرف ہیں بسبب انصباغ اور امتزاج
اور اتصال اور مذکور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے پس اسوقت اسکا نفس متوجہ
ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اسکی توجہ جلد ہو جاتی ہے واسطے انعطاف ہونے
جناب قدس کی اسکی طرف اور جب قرار پذیر ہو گیا ہے اسرار اسکی پہلو کی
اور اسکے شعبوں اور رگوں میں اور جو شخص کہ مختلط ہو جاتی ہے نظر اسکی
ان سب میں تو وہ شخص اکسیر ہو جاتا ہے کہ لوگ شفا پاتے ہیں اور میری مراد نفس
کی رگوں اور شعبوں سے وہ شے ہے جسکی طرف نفس بغیر قصد کے متوجہ ہو
بذریعہ عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور اسواسطے اس کامل کے اس سر
کی بہت احکام و آثار بہت ہیں اور واقف ہوا ہوں کہ یہ معانی میں سے
ہے اس چیز کی جو متقابل ہے زحل مختلط ہو مشتری کے ہے بوقت
حلول کرنے رنگ الٰہی کے اور منجملہ ان میں ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب
نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں
اور سب موالید کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور انبیاء اور اولیاء اور بادشاہ
وغیرہ اور یہ اسواسطے ہے کہ اس کامل کے نفس میں جو اجزا ہیں تمام
موجودات کے مقابل ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ جامع ہے تمام متفرقات کا
اور جب ہر ایک جزو کی تفصیل کرنا چاہیں تو عالم میں ظاہر ہو جاوے

فکل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزؤ من الاجزاء
وهو مطلوب بشکر کل هذه النعم ولیس کلامنا
من قبیل المسامحة والتجوز بل هو الحقیقة التي
لا یتجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد للتشخص
الکلي المنبث في جمیع المخلوقات حضر هذا السر واذا
انحدر الی ما یلي للتشخصات الجزئیة استتر عنه

مشهد آخر کنت منتظرا لمعنی حدیث
سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم این کان ربنا
قبل ان یخلق خلقه قال کان في عماء الخ فانکشف علی
هذا السر فمثل لي نور عظیم في الجو لا یعرف مبدؤه
قد احاط بجوامع هذه البقعة ثم تبرأ الخطوط منها
ممتدة منه الی جمیع الجهات وقیل هذا هو المشار
الیه بقوله علیه السلام کان في عماء وهذا النور هو
العماء ومنشأ الاحاطة بالخطوط الشعاعیة هو
القهر المشار الیه بقوله تبارک وتعالی وهو القاهر
فوق عباده فحین ظهر هذا السر ثلج قلبي کأن لم
اجد شبهة ولا مسئلة اسأل عنها ثم من بعد ذلک
انحدرت الی حیز الفکر فعلمت ان الذات الالهیة
اقتضت واستلزمت ظهور استعداد کانت
مندرجة فیها فظهرت هنالک في صقع الوجوب
ظهورا عقلیا وتمثلت هنالک حسبما الظهور
اعیان الممکنات وشئون ظهور الواجب في کل
نشأة وقدرها في کل برزة واقتضت الذات
الالهیة باتصافها هذه الظهورات علما وحالا
وخارجا فاظهر فیها ما کان منطویا في کرة

تو جو نعمت واقع ہوگی اسکا محل کوئی جزو ہوگا اجزاء میں سے
اور وہی نعمتوں کے شکر کا طالب ہے اور ہمارا کلام یہ سرسری
مسامحت اور تجوز سے نہیں ہے بلکہ حقیقت نفس الامر کی یہی ہے
مگر جب یہ ہوتا کہ جس وقت مجرد ہو واسطے تشخص کلی جو منتشر ہے
جمیع مخلوقات میں اور جب نیچے آتا ہے واسطے تشخصات جزئیہ کی تو یہ
سر اس سے پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ **مشہد آخر** میں اس حدیث شریف
کے معنی کا منتظر تھا اور وہ یہ ہے کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ تو
یہ بھید مجھ پر ظاہر ہو گیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور عظیم ہے اس کا مبدء معلوم نہیں
ہے اور اس نے احاطہ کیا اس بقعہ کے تمام کو اور دور تک اس سے خطوط شعاعی
ہے جو اس نور سے متصل ہیں اسکے جمیع اطراف کی طرف اور یہ کہا گیا کہ
یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حدیث شریف میں کان فی عماء یہ نور سو وہی عماء ہے اور یہ احاطہ
خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے جسکی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے
قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے ہو القاہر فوق عبادہ
پس جس وقت یہ سر ظاہر ہوا میرا قلب ٹھنڈا ہو گیا اور قلب
مطمئن ہو گیا گویا کچھ شبہ ہی نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو
پوچھوں بعد اسکے میں حیز فکر میں چلا گیا تو دریافت ہوا کہ
ذات الہی تقتضی ہوئی اور مستلزم ہوئی ان استعدادات کی ظہور کا
جو اسمیں مندرج تھیں تو ظاہر ہوئے اس جگہ کنارہ وجوب
پر ظہور عقلی کے اور متمثل ہو گئیں اس ظہور سے اعیان
ممکنات اور شئون ظہور واجب کے ہر عالم میں اور اسکی
مقدار ہر ایک برزہ میں اور اقتضا کیا ذات الہی نے اس
ظہورات سے متصف ہونا ساتھ علم اور حالت اور
خارج کے تو اسمیں ظاہر کر دیا جو منطوی تھا گزشتہ

المشاهدة السابعة والعشرون ۲۷

المشاهدة الثامنة والعشرون ۲۸

الأعيان والأسماء وأول ما ظهر هنالك نور النبي ﷺ
أخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط عليه فهو
قائم مقام الذات الإلهية وهو قديم بالزمان
الزمان والمكان والمادة عندنا شيء واحد هو
الاستعداد الذي سميناه بالعدم والخارج وفيه
الإرادات المتجددة وهو أول شيء نطق بشأنه
ألسنة الشرائع وذلك لأنه إنما سئل عن أين
ولم يكن حينئذ يعلم الجواب إلا ما ظهر في الخارج
ومشهد آخر فاض علي من جنابه المقدس
صلى الله عليه وسلم [illegible] ترقي العبد من حيزه
إلى حيز القدس فيتجلى حينئذ كل شيء أمامه
مثل الشمس في قبة [illegible] الملك فربما
رجع نظره فيتعرف إلى ما جرى عليه من الوقائع
فيعرف ما كان منها إلهاما من الحق وتقريبا وما
كان من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم
على الأصرح ما يكون [illegible] وإلى الإلهام [illegible] من
العلوم الناموسية والإنذار بالوقائع الآتية و[illegible]
الناس تنزلا إلى مداركهم واحتيال الألفاظ عقلي
مما يناسب تلك العلوم في تلك النشأة وهيئات
الملأ الأعلى ومقاماتهم ومقامات الملائكة
وأرواح الأولياء والأنبياء والملأ السافل وما أشبه
ذلك وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم
من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الألف والعادات
والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة أمرا
عظيما ثم قيل لي هذا حضرة رؤية الحضرة كلا

اعیان ہیں اور اسما ہیں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ﷺ کا
ہوا اس نے مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہو گیا
اور وہ قائم مقام ذات الٰہی کا ہے اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ
زمانہ اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک ہی شے ہے وہ استعداد ہے
جسے ہم نے عدم اور خارج کہا ہے اور اس میں ارادات متجددہ ہیں اور
وہ اول شے ہے جسکی شان میں زبان شرائع ناطق ہیں اسواسطے
کہ تحقیق سوال کیا گیا تھا این اور اسکے جواب کی حقیقت [illegible]
وہی چیز تھی جو خارج میں ظاہر ہے مشہد آخر فائض
ہوا مجھ پر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبکہ بندہ
اپنی جگہ سے مقام [illegible] قدس کیطرف ترقی کرتا ہے کیفیت میں
[illegible] ہے جیسا [illegible] ہے اس مشہد
[illegible] تو اکثر اوقات آدمی کی نظر [illegible]
[illegible] ان وقائع کیطرف جو اسپر گذرے ہیں تو
جان جاتا ہے ان واقعات کو جو الہام حق اور [illegible] اور جو طبیعت
اور مکر شیطانی سے ہوتے ہیں اور اکثر اوقات
اسکو علم صریح ہو جاتا ہے [illegible] اور
آئندہ واقع ہونے والا اور لوگوں [illegible]
کے انکی مدارک کی طرف اور عذر و حیلہ [illegible] اسکے عقل الفاظ
کے جو مناسب ان علوم کے ہے اس عالم میں اور ہیئت ملائکہ
کی اور انکے مقامات ملائکہ اور ارواح اولیا اور انبیا
اور ملاء سافل اور جو اس کی مانند ہوں اور یہ سب
علم قرآن عظیم کے علم ہیں [illegible] طبیعت کے
پردہ دور کرنے اور [illegible] عادات اور محسوسات سے مجرد
ہونے اس درگاہ کے رنگ سے رنگے جانے ایک امر عظیم
اور مجھے کہا گیا کہ یہ [illegible] ہے درگاہ کلام کی

ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله
البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا
فانقلب هذه الرؤية بالنسبة اليه كلا ما لم رأيت
كيفية الخدارة الى حين الطبع والعادة فتنفتح
عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملأ الاعلى
فصار هناك بين يديه خيال يتخيله وامر يتذكره
من بعد غيبه وربما وجد من تطلب الملأ ذو
الاسباب حالا كان سلب عنه او نهي عنه وبين ترقيه
والخدارة حالات كثيرة شاهدتها في ذلك
المشهد منها ما هو اقرب الى الاعلى ومنها ما هو
اقرب الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما يتولد
لك يتولد الهاتف ويتولد الخاطر ويتولد الرؤيا
والحق بالرؤيا خيالات كمثل حديث النفس
يتجود اليها الدراكة فيجد بها مرأى منه ومسمعا
ويتولد خيال حق بمثابة منزلها غيره ويتولد فراسة
صادقة الى غير ذلك وكل ذلك في حيز الحجاب بين
الحضرة والحجاب هنالك وعبر الحجاب التام من
كل جهة ووجدت لكل من هذه الاشباه امثلة ومقدارا
ووجدت لكل حظ يوجد هنالك ولكن لم افرغ
فهذا المشهد للاحاطة تلك الموازين المطلقة
والتثبت باصولها وعسى ان يوفقنا الله للاحاطة
بها في الحال مشهد آخر العارف اذا كان في
حيزها الى الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي
ان يشاهد فربما اشتبه عنده الروح بالجسد حجابية
من النفس وحالة الهيئة بامر طبيعي ويكون حلية

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف ساتھ نزول
کتاب کے تدلی کرے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس
نورانی باریک پہناتا ہے یہ رویت اسکی نسبت کالعدم ہو جاتی ہے جیسے
تمنے دیکھی اسکی انحدار و تنزل کی کیفیت حین طبیعت اور عادت
کیطرف تو کھل جاتی ہے اسکی چشم طبیعت اور بند ہو جاتی ہے چشم
ملاء اعلیٰ تو ہو جاتا ہے اسکے روبرو ایک خیال جسکو وہ دیکھتا
ہے اور ایک امر کہ اسکو یاد کرتا ہے اسکے غائب ہو جانے کے بعد اور
کبھی پایا جاتا ہے طالب ملاء ذوا اسباب وہ شے جو اس سے سلب ہو گئی
تھی یا اس سے منع کر دی گئی اور درمیان اسکے ترقی اور انحدار
کے حالات کثیرہ ہیں جن میں نے مشاہدہ کئے ہیں اس مشہد میں
بعضے انمیں سے وہ ہیں جو اعلیٰ کے بہت قریب ہیں اور وہ ہیں جو اسفل کے
بہت قریب ہیں پھر پیدا ہوتی ہیں ان حالات سے وہ چیز جو پیدا کرتا ہے
پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب اور لاحق ہوتے
ہیں کہ خواب سے خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے کہ متوجہ ہو جاتا ہے ادراک کرنیوالا
ان کی طرف تو پاتا ہے مرایا اور مسمع ہیں اسکو اور پیدا ہوتا ہے خیال حق کا جیسے
اسکا زمانہ جو جاتا ہے اور پیدا ہوتی ہے فراست صادقہ علی ہذا القیاس اور یہ سب
اور یہ سب حیز حجاب میں ہیں درمیان اس حضرت کے اور بیان حجاب کا نہیں اور
درمیان حجاب تام کے ہر طرح پر اور میں نے ہر ایک شے کی امثلہ اور نظیر
اور مقدار کو پایا اور میں نے پایا ہر ایک کا حظ جو وہاں پایا جاتا ہے لیکن
میں نہیں فارغ ہوا اس مشہد میں واسطے احاطہ ان میزان تمام
اور مقداروں کے اور کفایت کرتا ہوں انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ
ہمکو توفیق دے انکے احاطہ کی دوبارہ مشہد آخر عارف جب ہوتا ہے
اس حیز میں جو قریب طبیعت ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو
جیسا کہ مشاہدہ کرنا چاہئے کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اسکے
الہام ساتھ خطرہ کے ----

المشاهدة الثالثة والعشرون ۲۳ الوجد

لا يعلم ما حكم الله فيه أفيتردد يكون في ذلك برهة من الزمان ثم انه ينجذب الى حيز الحق فيصير عبد الله فيتجلى لكل شيء فيرجع نظره فيهم الى تلك الأمور المشتبهة والمشكوك فيها فينكشف ما أراده الحق وقضى فكأنه يرى رأي عين فإن كان متكلما تكلم كلاما سويا وإن مفهما أفهم وأتقن وذلك عبرة بسورة الأنفال سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الأنفال فلم يبين ما حكم الحق فيها وكيف تقسم وساق الحق الى ذات الشوكة يعني الكفر فلما اجتمع بركب ذات الشوكة اختلفت الآراء فالى الحق يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبائع يجذب الى الركب ثم هدوا الى الحق ونزلت الأمنة والمطر واهتزت القلوب الى الحرب لا يكاد يميل عن ذلك إرادة الحق بهم النصر أم أمور طبيعية فلما انجذب النبي صلى الله عليه وسلم الى حيز الحق كان يحق الأمر في ذلك فإن قلت أخبرني عن هذا الحيز الذي تقول انه حيز الحق ما هو قلت همم الملأ الأعلى وعظماء المؤمنين ومطمح بصائرهم تجمع في تجلي من تجليات الحق وهو حظيرة القدس وهو الذي قال النبي صلى الله عليه وسلم إن آدم احتج موسى عند ربهما وهو في ذلك صدق وعند ربهم ومن وجد فهو على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه أي يداخل نفسه لون من ألوان الحظيرة وهي داعية الحق في قلب المؤمن فتدبر فإن المسئلة دقيقة

مشهد آخر رأيته أنا متوجها الى النبي صلى الله عليه وسلم

حدیث نفس کی اور حالت آہستہ ساقط ہو جاتی ہے اور جب ہوتا ہے کوئی حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اس میں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اسی میں ایک زمانہ گزر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف حیز عقلی پھر وہ ہو جاتا ہے عبد اللہ تو روشن ہو جاتی ہے اس پر ہر شے پھر اس کی نظر پھرتی ہے ان امور مشتبہ اور ان مشکوک کی طرف تو اس کو کشف ہو جاتا ہے ارادہ حق کا اور اس کا حکم تو گویا کہ وہ دیکھ رہا ہے آنکھ سے پس اگر ہوتا ہے کلام کرنے والا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھانے والا تو سمجھا لیا جاتا ہے اور پختہ کیا جاتا ہے اور تیرے واسطے عبرت ہے سورہ انفال میں پوچھے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو نہ بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے اس میں اور کیونکر تقسیم کی جائے غنیمت اور لے گیا اس کو حق طرف ذات شوکت کے یعنی کفر کی پھر جب مجتمع ہوئے سوار اور ذات شوکت تو مختلف ہو گئیں رائیں اہل حق تو جذب کرتا ذات شوکت کی طرف اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سواروں کے پھر ہدایت کئے گئے وہ لوگ طرف حق کی اور نازل ہو گیا امن اور مطر اور جنبش میں آئے دل طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس کا سبب ارادہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا تھا یا امور طبیعیہ تھے پھر جس وقت منجذب ہو گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم طرف حیز حق کی تو حقیقت امر اس کی بیان کی گئی پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو وہ بتاؤ کیا ہے تو میں کہوں گا ملاء اعلیٰ اور عظمائے مومنین کی ہمتیں اور ان کے مطمح نظر جمع ہو لیتے ہیں اللہ کی تجلیوں میں ایک تجلی میں اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہے کہ جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کی بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ

تو ہم دونوں صادق تھے نزدیک رب کے اور جس نے پایا وہ ہے اوپر بینہ کے من ربہ ویتلوہ شاہد منہ یعنی اس کے نفس میں داخل ہو جاتا ہے رنگ حظیرہ کا اور وہ داعیہ حق ہے مومن کے قلب میں پس تدبر غور کر یہ مسئلہ دقیق ہے

مشہد آخر اس مشاہدہ میں کہ میں نے متوجہ دیکھا اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

م علیہ وسلم کے

والمشاهدة الثلاثون ۳۰

فیوض الحرمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۲ سے روحانی سوال ترجمہ اردو فیوض الحرمین

اذ ظهر نور شامخ امتد من خيالي حتى بقيت متحيرا
من شعشعانه فقيل لي من باطني على طريقة
الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله دخل
عظيم في نبوته صلى الله عليه وسلم ومعرفة حقيقة
النبوة لا تتم الا بمعرفة هذا النور ثم انحدرت الى
حيز الفكر والروية فتذكرت ما روي في كتاب
الدر المنثور في قصة حزقيل من رؤيته نور
العرش وانه قادر رسالته على لسان هذا النور

مشاهدة اخرى بالاجمال

سألته صلى الله عليه وسلم سؤالا روحانيا التنبيه
على مرادي عن التسبب وتركه ايهما احسن لي
فنظر الى نظرة [illegible] قلبي عن الاسباب
والاولاد والمنزل ثم كشف لي فشاهدت طبيعتي
تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت
روحي تركن الى التفويض وتستلذ به وتطلبه
وشاهدت ان بينهما اختلاف وقعة وللرضى موطنا
الى مراد الروح نعم لله لطف خفي سيظهر من غير
اختيار وثم نغمة اخرى فبين ان المراد الحق
فيك ان يجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك
فاياك وما قيل ان الصديق لا يكون صديقا
حتى يقول له الف صديق انه زنديق ولك
ان تخالف الائمة في الفروع فانما مناقضة
المراد الحق ثم كشف انموذجا ظاهرا لمعرفة
وتطبيق السنة بفقه الحنفية من الاخذ بقول
احد الثلاثة وتخصيص عموماتهم والوقوف

کر رہا تھا کہ ایک بلند نور ظاہر ہوا جو میرے خیال پر چھا گیا
اور میں اس کی چمک سے متحیر رہ گیا تو میرے باطن میں [illegible]
بطریق فراست اور تفطن کے کہا گیا یہ نور عرش ہے [illegible] نبوت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دخل عظیم ہے [illegible] اس کی حقیقت
کی معرفت پوری نہیں ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہ ہو پھر
میں نازل ہوا طرف حیز فکر و روئیت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب
در منثور میں روایت ہے حزقیل کے قصہ میں رویت نور عرش
سے اور اس کی نبوت کے منعقد ہونے [illegible] زبان اس نور کی

مشاہدہ آخری بالاجمال

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا کہ میں [illegible] کر رہا ہوں کہ کیا
میرے واسطے تسبب اچھا ہے یا ترک تسبب تو مجھے ایک نظر
آپ نے دیکھا جس کے باعث میرا دل اسباب اور اولاد اور گھر سے متنفر ہو گیا
پھر مجھ کو کشف ہوا تو میں نے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت اسباب کی طرف مائل
اور اس سے لذت پاتی ہے اور اسے ڈھونڈتی ہے اور میری روح [illegible]
طرف تفویض کے اور اس کی لذت پاتی ہے اور ڈھونڈتی ہے اور میں نے مشاہدہ کیا
دونوں میں [illegible] اور رضا [illegible] روح کی مراد [illegible]
[illegible] ظاہر ہوگی میرے [illegible] اور [illegible]
[illegible] تو مجھے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] علم [illegible]
کے قول پر [illegible] کے قول کو اختیار کرنا اور ان کے عموم کی تخصیص [illegible]
[illegible] کشف ہوا [illegible]
[illegible] ظاہر ہوئی اور کشف ہوا تخصیص ان کے عمومات کی
اور ان کے مقاصد کا وقوف

مشهد الحادي والعشرون ۲۱

علی مقاصدہم والاقتصار علی ظاہرہم من لفظ السنة ولیس فیہ تاویل بعید ولا ضرب بعض الاحادیث ببعض ولا رفض الحدیث الصحیح لقول احد من الامة وهذه الطریقة ان تمها الله و الحمها الیهم الکبریت الاحمر والاکسیر الاعظم ثم نفحة اخری نفحت فیها رضا صلة منها اختیار طریقة الانبیاء والتحمل لاعبائهم والتمهل لخلافتهم و الشفقة علی الناس تعلیماً وارشاداً ودعاء رفاهیتهم وطلب کونهم [illegible] صلاحهم ظاهراً وباطناً وفقنا الله سبحانه للاخذ بسنة نبیه علیه الصلوة والسلام

مشهد آخر توجهت الی قبور ائمة اهل البیت رضوان الله علیهم اجمعین فوجدت لهم طریقة خاصة بهم [illegible] ونادراً ابلغ [illegible] تلک الطریقة وبیانها [illegible] حتی صارت طریقة الاولیاء فاقول طریقتهم الالتفات الی یاد داشت اعنی التیقظ الاجمالی الی المبدأ ولو من وراء الحجب ولکن مع الذهول عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التیقظ من جوهر النفس او من العلم الحصولی وبالجملة تیقظ بسیط والتفات الی هذا التیقظ بنوع ما فهذه طریقتهم واما فنی جوهر النفس من الاولیاء فهذه النقطة بلا لفناء ثم صحة اخری وراء التفات ثم الهموا سبیلاً یهتدون بها الی الفناء فظهر الولایات بطونها وعرضها

مشهد آخر استفدت من جناب النبی صلی الله علیه

اور نقد حنفیہ میں نہ تو تاویل بعید ہے اور نہ ضرب لینے بعض کے بعض پر اور نہ ترک کرنا ہے حدیث صحیح کا ساتھ قول ایک کے امت میں سے اور اس طریقہ کو اگر اللہ تعالیٰ پورا اور کامل کرے تو کبریت احمر اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اس میں چیزیں دریافت کیا میں نے سو اس سے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیاء کا اور تحمل کرنا انکی طرح سختیوں کا اور مستعد ہونا انکی خلافت کا اور لوگوں پر شفقت کرنا از روئے تعلیم و ارشاد کے اور ان کی دعا [illegible] رفاہیت کرنے اور صلاح انکی [illegible] طلب کرنے [illegible] اللہ سبحانہ ہمکو توفیق بخشے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

مشہد آخر متوجہ ہوا میں طرف قبور ائمہ اہل بیت کے رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تو میں نے پایا انکا ایک طریقہ خاص کہ [illegible] طریقہ اولیاء کا وہ ہے سو میں تجھسے بیان کرتا ہوں [illegible] اور تم سے بیان کرتا ہوں جو اس طریقہ سے منظم ہو گیا [illegible] ہو گیا ہے طریقہ اولیاء کا سو تم [illegible] طریقہ یاد داشت کیطرف التفات ہے یعنی ایک تیقظ اجمالی مبداء کی طرف اگرچہ پردوں کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردوں سے اور ذہول ہو اس امر سے کہ یہ بیداری جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے ہے غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس بیداری کے کسی نوع سے ہے پس یہ تو طریقہ ہے ان کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس اولیائے اس نقطہ میں تو انکی فنا کی اور ہی صورت ہو گئی سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے راستے الہام ہوئے جن سے ہدایت پائیں طرف فنا کے۔ پس ظاہر ہو گئیں ولایتیں سہ طول اور عرض کے تمام

مشاہد آخر میں مستفید ہوا میں درگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

المشاهدة الثالثة والثلاثون ۳۳

المشاهدة الثالثة والعشرون ۲۳

ان کل من حصل منه قصور فی نقض العلاقات
الجبلیة من قلبه واثبات محبة الحق سبحانه وفی عداوة
الغیر والسوی لما قال سیدنا ابراهیم علیه السلام
انهم عدو لی الا رب العالمین والاکباب علی
الهیمان نه تحقق الا معرفة فقط فانه مغرور
کائنا من کان سواء منعه عن هذه الحالة
العلاقات الطبیعة والاستغراق فی شهود
سریان الوحدة فی الکثرة بحیث یصیر محبا للکل
لما فیه من سریان محبوبه او غیر ذلک من الموانع
واستفدت منه صلی الله علیه وسلم ثلثة امور
خلاف ما کان عندی وما کانت طبیعتی تمیل
الیه امثل میل فصارت هذا الاستفادة من براهین
الحق تعالی علی احدها الوصاة بترك الالتفات الی
التسبب فانی کلما انحدرت الی الطبیعة غلب
علی العقل المعاشی فصرت احب التسبب
ویجول فکری فی تحصیل الاسباب التی یحصل منها
الاولاد والاموال وکلما لحقت بالنبی صلی الله
علیه وسلم وبالملأ الاعلی جردت عن هذه الرغبة
اخذ منی العهود والمواثیق ان لا اتسبب
صارت مناقضة هذا اللذات محسوسة بمنزلة الظلمة
والنور والنسیم الطیب والحرور الکرد فی کل من
الامور المناقضة فیها بل هی علی منهج الصواب
بحمد الله یکون الطبیعة مستسلمة للالهام
ولکن بقی علی کل شیء من مناقضة هذا الامر
لسر عجیب وثانیها الوصاة بالتقید بهذه المذاهب

[illegible]

کہ جس شخص سے قصور ہوا اسکے دل سے نقض ملاقات جبلیہ اور اثبات
محبت حق تعالیٰ میں اور اسکے غیر سوا کی عداوت میں ایسا کہ
کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی الا رب العالمین
اور منہ کے بل گرنے میں سب اسکی سرگشتگی عشق میں اور رہے
تحقیق لئے مرتبہ معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے کائن
کوئی ہو برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے ملاقات
طبیعت نے یا مشاہدہ سریان وحدت فی الکثرت کے استغراق نے
اس حیثیت سے کہ ہر شے کو دوست رکھے اس لئے کہ اسکے
محبوب کا اسمیں سریان ہے یا سوائے اسکے اور کوئی موانع
میں سے اور استفادہ کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین
امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اسکے خلاف جدھر میری طبیعت
بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہوگئی میرے واسطے برہان حق تعالیٰ
کی ایک تو وصیت ترک التفات کی طرف تسبب کے کیونکہ
جب میں نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف تو مجھ پر عقل معاش
غلبہ کرتی تھی میں دوست رکھتا تھا اسباب معاش کو اور
دوڑتا تھا فکر کو تحصیل اسباب میں جس سے حاصل ہو مال
اور اولاد اور جب میں لاحق ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور ملاء اعلیٰ سے اس رغبت سے مجرد اور آمادہ ہو گیا اور
مجھ سے عہد و پیمان لیا گیا کہ چھوڑ دوں تسبب کو یہاں تک
کہ تناقض ان دونوں امروں میں محسوس ہو بمنزلہ ظلمت
اور نور کے یا نسیم ہوا اور گرمی ہوا کے اور اکثر مجھ میں جو امر متناقض
متناقض تھا بلکہ وہ طریق صواب کے تھا الحمد للہ کہ
طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی
تھی ایک شے مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور
دوسرا امر یہ ہے ان مذاہب اربعہ کے تقلید کی وصیت

الخروج منها والتوفيق ما استطعت وشيئاً آبى
التقليد وآنف منه رأساً ولكن شيئاً طلب مني
التعبد به بخلاف نفسي وهنا نكتة طويت ذكرها
وقد تفضلت بحمد الله بهذه الحيثية ومن ذلك
وانا الزم الوصاة بتفضيل الشيخين رضي الله عنهما
فان طبيعتي وفكري اذا تركنا وانفسهما فضلتا عليا
كرم الله وجهه واحباءه اشد محبة ولكن شيئاً طلب مني
التعبد به بخلاف المتبوع وهي احدى المناقضات
معي اولا ان شدة الجاذبية هي التي توقعتني في ذلك

المشاهدة الرابعة والثلاثون ٣٤

مشهد آخر رأيت في الطواف بالبيت العتيق
لنفسي نوراً عظيماً يغشى الاقرب والبعيد منها وعلمت
ان القطبية اعني الارشادية انما هي بمثل هذا النور الذي
يعم ويغلب ولا يغلب وان غشي الابصار على رائديه ولا بد
فتدبر

المشاهدة الخامسة والثلاثون ٣٥

مشهد آخر هذا البيت العتيق والبناء
الشامخ رأيت فيه همم الملأ الاعلى والملأ السافل
ملصقة به متعلقة تعلقاً يشبه تعلق النفس بالبدن
ورأيته محشو الهمم وارواحهم كالورد يكون محشوا
بماء الورد والقطن بخلال الهواء ورأيت نعات عامة
الناس الى هذا البيت الانبساط همهم محضورة فيها
الملأ الاعلى والسافل

المشاهدة السادسة والثلاثون ٣٦

مشهد آخر اطلعني الله
سبحانه على ما هو واصل بي وما نحو لي من النعم
الظاهرة والباطنة واعطاني العصمة من المواخذة
دنيا وآخرة فكل ما يجري على من الشدائد
فانما هو من مقتضيات الطبيعة لا من
باب المواخذة من على بعد ان اخبرني

ان میں سے نکلوں اور دونوں میں موافقت کروں تا بمقدور اور ایک شے سے میری سرشت انکار
تقلید کا اور انکار اس سے ہر گز روانی کرتی تھی اور ایک شے تھی جو طلب کی گئی مجھ سے وہ تقلید
کی پیروی تھی بخلاف میرے نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ جس کے ذکر
سے گریز کیا اور باقی بفضلہ مجھکو اس حیثیت اور اس نکتہ کا انداز رہا ہو گیا اور تیسرا
امر وصیت ... ہے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیچ لازم ہے کیونکہ
طبیعت اور فکر میری جب خالی تھی تو یہ دونوں تفضیل کرتی تھی حضرت علی کرم اللہ
وجہ کی اور اہل بیت کی محبت رکھتے لیکن ان میں بھی مجھ سے اسکی تعبد کرائی
جاتی خلاف خواہش کے سو کس یہ مناقضہ ہے اگر نہ ہوتی تو شدت جاذبیت
ہوتی میں نے جھگڑا نہیں ڈالا **مشہد آخر** ۳۴ یہ دیکھا میں نے طواف کرتا تھا کعبہ
شریف کا اپنے نفس میں ایک نور عظیم کہ اس نے ڈھانک لیا شہر دور کو اور
روشن کر دیا ہے ان کے اہل کو میں نے دریافت کیا کہ قطبیت یعنی ارشاد
صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ سب پر غالب ہے کسی سے مغلوب
نہیں ہوتا اور سبکو روشن کرتا ہے اور اسکو کوئی روشن نہیں کرتا۔
اور ہر شے اس پاس آتی ہے اور کہیں نہیں جاتا پس غور کر
مشہد آخر اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو اور اس بنا بلند
کو میں نے دیکھا کہ اسمیں ہمتیں ملاء اعلیٰ کی اور ملاء سافل کی ملصق ہیں
اس سے اور اس سے ایسی متعلق ہیں جیسے نفس بدن سے اور
میں نے دیکھا اسکو بھرا ہوا انکی ہمتوں اور انکی ارواحوں سے جیسے
گلاب کے پھول میں عرق گلاب اور روئی میں ہوا اور میں نے
دیکھا بر انگیختہ ہونا لوگوں کی خواہشات کا اس بیت شریف
کیطرف بسبب وابستہ ہونے انکی ہمتوں کے ساتھ اس کے
جسمیں ملاء اعلیٰ و ملاء سفلی **مشہد آخر** اطلاع دی مجھکو اللہ
سبحانہ نے اس چیز کی کہ وہ مجھے پہنچنے والی ہے اور جو مجھ پر اترنے والی نعمتیں ظاہر اور باطن کی
اور عطا کی مجھکو عصمت دنیا و آخرت کی مواخذہ سے پس جو کچھ کہ مجھ پر گزرتی ہے
وہ مقتضیات طبیعت سے ہے نہ مواخذہ کی راہ سے بعد اسکے کہ خبر دی مجھکو

عارفین کا کشف

بان شئ فی ما منحہ لاولیائہ واعطانی برد العیش وجعل لی من کل سعادۃ نصیبا معتدا بہ وکسانی خلعۃ الموافقۃ الباطنۃ فلا بہمل انسہ دعۃ وبھر عقلی انوالفسر علی بعد فھمت الامر علی اتم علی

تحقیق شریف قد یکشف علی العارف ما تعیاتیہ من نعم اللہ سبحانہ وتعالی اللہ علی طاقتہ فی کشف ھذہ الامور فاصحاب الکشف الالہی یرون تلک الموافقۃ فی مرآۃ الحق ای یرون محل حسی ھذا العبد ویعرفون انعقاد ارادۃ فی الملاء الاعلی علی باعجاد کذا وکذا وتقریب کذا وکذا ولیس نظرھم بمصروف الی نفس تلک الواقعۃ فلذلک لا یستطیعون ان یخبروا عن تفاصیل تلک الواقعۃ کما یخبر عنھا اصحاب الکشف الکونی وربما انکشف لھم خزائن تلک الافاضات من الملاء الاعلی ومنابعھا کما قال عز من قائل وان من شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم فیبھر الحواس الظاہرۃ والباطنۃ التی ھی اجزاء بھیمتہ منہ فی بعض الاحیان حالۃ تعشم علیہ من جھۃ والمنابع ولا یدرکھا من المقدس الذی نزلہ ومن حضرۃ مجلبتہ ینبغی ان یحتاط فیھا الثلاثۃ یختلط بذلک حضرۃ رؤیتہ وتفکر وحدیث نفس فیری الصغیر کبیرا والحقیر عظیما المعنی فی المراۃ فیخبر بکبر منہ النازل وعظمتہ فیکون بہ صواحل بنار قولہ تعالی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کھلی ہے اولیاء کو اور عطا کی مجلس عیش برگانی اور ہر سعادت سے مجھکو بڑا حصہ دیا اور مجھکو خلعت باطن کا خلعت پہنایا [illegible] اور ایک بار [illegible] اور [illegible] سمجھ گیا [illegible]

تحقیق شریف کبھی عارف پر کشف ہوتا ہے جو بیان ہیں وہ نعمتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوئی ہیں [illegible] ان امور کے کشف کے اعتبار سے اہل کشف [illegible] اصحاب کشف الٰہی تو دیکھتے ہیں [illegible] حق تعالیٰ کی اظہار ہے [illegible] پھر اس کو [illegible] ملاء اعلیٰ میں ایسے اور ایسے ایجاد اور تقریب کے ساتھ اور انکی نظر اس واقعہ کی حقیقت کی طرف نہیں ہوتی ہے اسلئے وہ خبر نہیں دے سکتے اس واقعہ کے تفصیل کی جس طرح خبر دیتے ہیں اسکی صاحب کشف کونی اور کبھی انکو منکشف ہوتے ہیں خزانے ان افاضات ملاء اعلیٰ کے اور ان کے منبعے جیسا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان من شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ پس غالب ہو جاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی پر خزانے اسکے اور چشموں کے انوار جو اس پر چمکتے ہیں اور نہیں دریافت ہوتا کہ کس قدر ہے جو نزول ہوگا اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیے کہ احتیاط کرے اسمیں تا مخلوط ہو جائے یہ درگاہ رویت و تفکر و حدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی بڑائی اس مقدار نازل کی اور عظمت اسکی تو پھر جو ہوگا ظہیر ہے اور یہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول اللہ تبارک و تعالیٰ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ ۔ اور اصحاب

لہ اور ایسی کوئی شے نہیں جس کا خزانہ ہمارے پاس نہیں اور ہم اسے مقررہ اندازہ ہی کے ساتھ اتارتے ہیں۔ ۲ لہ اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول بھیجا اور نہ نبی کہ جب اسنے کسی بات کی آرزو کی شیطان نے ان کی تمنا [illegible]

[illegible] ۱۸۱۲

الکشف الکونی یطلعون علی تلک الواقعۃ بمثل رؤیا
او ھاتف من غیر معرفۃ الخواص والمبادی فان کانوا
ممن لا یحتاجون الی تعبیر لموافقۃ تصور خیالہم
بتصور الطبیعۃ الکلیۃ لمعنی تمثالہ فی جسد او
جسم او جسمانی کان الامر علی ما ہو او ہو من غیر تفاوت
والا احتاجوا الی التعبیر وکان الوقوف علی حقیقۃ
الامر اصعب من خرط القتاد **ایضا تحقیق**
شریف للامۃ المرحومۃ اسوۃ حسنۃ برسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صنفین من الخلافۃ الظاہرۃ
اعنی الغنائم واقامۃ الجمعۃ واعداد غزوات
الجہاد وسد الثغور واجابۃ الوفود وجبی الصدقات
والخراج وتفریقہا علی مستحقیہا وفصل القضیۃ
والنظر فی الیتامی واوقاف المسلمین وطرقہم
ومساجدہم واشباہ ہذا الامر فمن کان مشتغلا
بہذہ الامور نسمیہ بالخلیفۃ الظاہر لہم اسوۃ حسنۃ
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما اسس من ہذا الباب
بالتفصیل المذکور فی کتب الحدیث والثانیۃ
الخلافۃ الباطنیۃ اعنی المشتغلین بتعلیم العلم
والقرآن والسنن والامرین بالمعروف والناہین
عن المنکر والذین یحصل بکلامہم نصرۃ الدین
اما بالمجادلۃ کالمتکلمین او بالموعظۃ کالخطباء
الاسلام او بصحبتہم کمشائخ الصوفیۃ والذین
یقیمون الصلوۃ والحج والذین یدلون علی طرق
اکتساب الاحسان والمرغبون فی العبادات والزہد
والقائمون بہذا الامر ہم الذین نسمیہم

کشف کونی سے مطلع ہوتے ہیں اس واقعہ پر مانند خواب یا ہاتف
نہ پہچانے جانے خواص اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہیں ان لوگوں میں سے
جو تعبیر کی حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے انکے خیال
کے تصویر کے تصویر طبیعہ کلیہ کے ساتھ واسطے معنی مثالی کے
جو جسد یا جسم ہے یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا
ہے جیسا انھوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی
ہے تعبیر کی اور حقیقت امر پر اس وقت واقف ہونا درخت قتادہ
پر سے کانٹے چھیلنے سے زیادہ دشوار ہوتا ہے **تحقیق شریف**
امت مرحومہ کو واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی بہت
خوب ہے جو صاحب خلافت ظاہری کو جیسے جمعہ جاری کرنے اور اسباب
جہاد تیار کرنا اور حدود ولایت نگاہ رکھنی اور ایلچیوں کو اجازت
دینی اور وصول کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اسکو اسکے مستحقوں پر
تقسیم کرنا اور قضایا فیصل کرنے اور یتیموں پر غور کرنا اور مسلمانوں
کے اوقاف اور رستوں کی حفاظت اور مسجدوں کی خبر گیری کرنا وغیرہ
پس جو شخص ان امور میں مشغول رہتا ہے اسکو ہم خلیفہ ظاہر
کہتے ہیں اس کے لیے اچھی پیروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے اس باب میں اور اسکی تفصیل کتب حدیث میں مذکور
ہے اور دوسرا صاحب خلافت باطنی ہے یعنی جو تعلیم کرتے ہیں
اور قرآن شریف اور سنت شریف اور نیکی بتلاتے ہیں اور بری
باتوں سے روکتے ہیں اور جن کے کلام سے دین اسلام کی نصرت
حاصل ہوتی ہے یا بزور مجادلے جیسے متکلمین یا نصیحت سے جیسے
واعظین یا صحبت سے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے
ہیں نماز اور حج اور جو لوگ رستہ دکھاتے ہیں
طریق حاصل کرنے احسان کے اور رغبت دیتے ہیں عبادت میں اور جو قائم ہیں اس امر پر ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں

خلافت باطنی

مشائخ صوفیہ

فههنا الخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما اسس من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب الحديث فهذه المقدمة بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء ياخذون بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشباه تلك المقامات ويتمسكون بها فاذا اخذوا اصلنا من ذا الاصل فلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل ولنا الان ان نفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الاقطار والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله ويبلغهم الشرائع كما بعث ابا موسى رضي الله عنه الى الاشعريين وابا ذر رضي الله عنه الى الغفار واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة وعامرا الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس ومصعب بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض لهم شيئا من امر الخلافة الظاهرة انما كان شانهم دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن والسنن وفرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى التخاصم والنزاع دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة وبين الداعي والرسول فان الخليفة ينبغي ان يكون عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي ينبغي ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك ويرجع فيما اشكل الخليفة واكثر سنن الدعاة

خلیفہ باطنی اسکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جو فرمایا ہے آپنے اس باب میں جسکی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث میں اسی واسطے یہ مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سند لیتے ہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امثال میں اور جب ہمنے اسکو اصل قرار دیا تو ہمارے واسطے جائز ہے کہ ہم اسپر بیعت لینے کا مسئلہ تفریع کریں اور اس مسئلہ کو ہمنے قول الجمیل فی سواء السبیل میں ذکر کر دیا تو اب ہمارے واسطے آن پہنچے امور جنکو ہم تفریع کریں اسپر بھیجنا داعیوں اور نائبوں کا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے اطراف میں اور قبائل میں ایسے لوگ جو داعی ہوں اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانیکی طرف اور انکو احکام شرعی پہنچا دیں چنانچہ آپنے بھیجا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری میں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم میں اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ جہینہ میں اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور انکو کچھ تفویض نہیں کیا امور خلافت ظاہری میں سے انکا یہ کام تھا کہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاویں اور تعلیم کریں قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور باطنی میں یہ ہے کہ تعدد اہل باطن سے نزاع باہمی نہیں ہوتا انکی نسبت میں خصومت نہیں ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہ ہے کہ خلیفہ تو چاہیئے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکھ دیا جائے ایک دستور العمل اسپر عمل کرے اس کے سوا جو مشکل بات ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیوں

والرسل توخذ من بعث النبي صلى الله عليه وسلم
اياهم الى قومهم قبل الهجرة فتدبر **مشهد آخر**
وجدت روحي تضاعفت وعظمت وسبغت
وانسعت فتأملت في هذا الوجدان ففطنت
بانه شئ يجده العارف وسره حلول اسرار الحضرات
الالهية المنعقدة في الملأ الاعلى بروحه ونزول
بركات الاسماء الالهية المنعقدة في المدارك الجبلية
اكراة والمتفسرة بآيات متلوة منزلة على قلب رسول
مجتبى او اسماء مشهورة صار التعبير بها عن الحق
بحسب صدور تلك الآثار مستجلبة مجبولة وطبيعة
وديدنا في الناس ثانيا فحلول تلك الحضرات
والبركات بروحه يورث فيه سعة وقوة فلا يرى
احد يحدق في مثل هذا الرجل الا امتلأ منه رعبا
وتعظيما وظهر من سبحات وجهه كرم ذاته وظهور
البركات في فراسته وهمته فهذا سر هذا الوجدان
واصله **مشهد آخر** رأيت حضرة نسبتها
من الطبيعة الكلية نسبة قوة الارادة والعزم
المقترنين بالخيال من طبيعة فرد من افراد
الانسان فكان خيال الانسان يتمثل فيه
لذة جلب نفع او دفع ضرر ثم يصطفي الخيال خلاصة
هذه الصورة فيلقيها في تلك القوة فتنبعث القوة
فيحصل العزم فيحصل تحريك العضلات
الى الفعل المطلوب فكذلك النفس القوية
المتجردة يتمثل عندها همة ظهور واقعة
في الناسوت فتصطفي خلاصة تلك الصورة

المشاهدة السابعة والثلاثون ٣٧

المشاهدة الثامنة والثلاثون ٣٨

اور الہیوں سے اخذ کئے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دعوت اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کے ہجرت سے پہلے پس غور کر
مشہد آخر میں نے اپنی روح کو پایا کہ وہ دو چند اور عظیم اور
فراخ اور وسیع ہو گئی تو میں نے اس بات کو سوچا تو دریافت
ہوا کہ عارف اس شے کو پاتا ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ حضرات الہیہ کے
اسرار جو منعقد ملاء اعلیٰ میں ہیں عارف کی روح میں حلول کرتے
ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات اسمائے الہی کا جو منعقد ہیں مدارک
جبلیہ میں ہو اور منفسر ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ کے اوپر قلب
رسول مجتبیٰ کے صلی اللہ علیہ وسلم یا اسمائے مشہورہ جنکو تعبیر کرتے
ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اس سے از روئے سرشت و
جبلت کے اور طبیعت اور دوسری عادت کے ثانیاً میں حلول ان حضرات
کا اور برکات کا عارف کو روح میں پیدا کرتا ہے وسعت اور
اور قوت پس نہ دیکھیگا کوئی کہ وہ ایسے شخص کو غور سے دیکھے اور
اسکے رعب میں نہ آجاوے اور اسکی ذات سے تعظیم سے پیش نہ آئے
اور ظاہر ہوتا ہے اسکے جلال سے چہرہ سے اسکی ذات کا کرم اور اسکی
فراست وہمت میں برکتیں پس یہ اس وجدان کا سر اور اسکی
اصل ہے **مشہد آخر** میں نے دیکھی ایسی حضرت کہ اسکی نسبت طبیعت
کلیہ سے ایسی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ و عزم کی جو خیال سے مقرون ہو
حرکت طبیعت سے کسی فرد کے افراد انسان سے پھر جس طرح انسان کے
خیال میں صورت نفع حاصل کرنیکی یا ضرر دفع کرنیکی متمثل ہوتی ہے پھر خیال
نکالتا اس صورت کا خلاصہ لیتا ہے اور اس قوت میں اسکو
ڈالدیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے
پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے۔
اسیطرح نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور
واقعہ کی عالم ناسوت میں پس نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت

المطلوبة فتحولوا مع همتهم فتهاربها الى تلك الحضرة فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية وتحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت حدوث في الناسوت احدثها الله كما خلقها في المثال الواقعة وفطنت ان تأثير الهمة بالوجه الذي ذكرناه من كمال الانسان وانه معد لصيرورة النفس جارحة من جوارح الحق في البرزخ

تحقيق شريف

قد ينكشف على العارف ان القضاء تعلق حتما بايجاد الواقعة الفلانية على نحو كذا وكذا وان التحتم في خلقه مبرم فيرتب عليه هذا العارف يجهد همته ويلح في الدعاء حتى ينقلب القضاء قضاء آخر على نحو آخر فيوجد حسب الهمة وذلك كما روي عن سيدنا عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه في قصة تاجر من اصحاب حماد الدباس وكما وقع لسيدنا الوالد رضي الله عنه في قصة مرض اهل الله وغيرهما وفيه من الاشكال والعجب ما لا يخفى عندي انه يكون على وجهين احدهما ان يقتضي الاسباب العالية اقتضى هذا الامر اقتضاء تاما كذا وكل اقتضاء فاما انه يمضي ويمضي وليس فيه احتمال نقيضه واما انه فيه صورة الواقعة تامة وقوة من غير انقباض يرد عليها بسبب آخر فانكشف عليه حال الاقتضاء المبالغ [illegible] وهيئة وراء منبع القدر المعلوم [illegible] عن الاقتضاء ولم يره صراحا فظن ان القدر المبرم ثم ان همته صارت سببا من الاسباب

مطلوبہ کا اور اسکا التجا قریب ہے اپنے رب کی معرفت کیساتھ [illegible] ہو کا دفع [illegible] تحقیق ہوتا ہے کہ طبیعت کلیہ کا قلب سے اور عالم مثال میں صورت واقعہ آتی ہے پھر جس وقت عالم ناسوت میں اس کے حدوث کا وقت آتا ہے [illegible] اسکو پیدا کر دیتا ہے جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں اور میں نے دریافت کیا کہ ہمت کی تاثیر اس وجہ سے جو ہم نے بیان کی ہے انسان کا کمال ہے اور وہ مستعد ہے اس بات کے نفس جارحہ ہو جاوے حق کی جوارح سے عالم برزخ میں

تحقیق شریف

کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو [illegible] فلاں [illegible] اسطرح [illegible] تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف [illegible] ہمت سے اور دعا میں الحاح کرتا ہے یہاں تک کہ قضا منقلب ہو جاتی ہے ایک اور قضا میں دوسری طرح پر اور پایا جاتا ہے اسکو حسب اراده [illegible] جیسے حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان ہے ایک سوداگر [illegible] حضرت حماد [illegible] کے اصحاب میں سے [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے [illegible] اور [illegible] جو مشکل ہے [illegible] ایک [illegible] اسباب عالیہ [illegible] اس امر [illegible] اقتضا [illegible] مشکل [illegible] واقعہ [illegible] عارف [illegible] اقتضا [illegible] منبع قدر [illegible] سبب [illegible]

المعد لنزول القضاء فصدق من احدتها ان ذلك السبب كانت حكمة الله ان يقبض امرا كان عليه ويبسط امرا كان عليه فيظهر مراده والثانی ان الله سبحانه يخلق صورة ذلك الامر فی عالم المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها الى الدنيا متصورة بالواقعة الناسوتية وهذا معنى انزال الله وانزال الميزان والحديد وانزال البلاء فيعالجها الدعاء فهذه الصورة المخلوقة فی عالم المثال ربما يمحوها الله قال عز من قائل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب قد الهمه هو الذی بينه قوله صلى الله عليه وسلم لا يرد القضاء الا الدعاء فيكشف على العارف وجود تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء المبرم ثم تصادمه الهمة فيحوله عن متن طبيعة والله اعلم

تحقیق شریف

ايضا قد يعد الله سبحانه لاحد من اهل الله موعودا ثم لا يظهر الامر على ما وعد مع كون الهام حقا فيشكل هذا على كثير من الناس تكلم المشايخ فی دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف بهذا العبد ان يعد بوعد فيرغب فيه وينتظر له ثم لا يوفی بالوعد ويرقى من حب النعمة الى حب المنعم ومن حب الافعال الى حب الذات والصفات يريدون ان ترك الوفاء بالوعد ليس نقيصة يجب تنزيه الله سبحانه عنها بالاطلاق

مستعد ہوتی ہے واسطے نزول قضا کے پس وقت مزاحم ہو [illegible] کہ اس ہمت سے اللہ کی حکمت یہ کہ امر [illegible] ہے تو مراد ظاہر ہو جاتی ہے اور دوسری [illegible] ہے کہ [illegible] پیدا کرتا ہے صورت اس واقعہ کی عالم مثال میں اجزاء [illegible] روحانی سے پہلے اس کے اس صورت واقعہ کو پیدا کرے اجزاء جسمانیہ سے پھر اس کو دنیا کی طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنی ہیں نازل کرنے انعام اور میزان اور لوہے کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اسکا دعا پھر یہ صورت مخلوقہ عالم مثال کی کبھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب اور محو وہ شے ہے جسکا نام رد قضا ہے قول صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ اسکے پاس اصل کتاب ہے لا یرد القضاء الا الدعا پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود اس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اسکو قضائے مبرم پھر معارض ہوتی ہے اسکو ہمت تو پھیر دیتی ہے اسکی طبیعت کے متن سے۔ واللہ اعلم

تحقیق شریف

کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ کسی اہل اللہ سے پھر نہیں ظاہر کرتا اس امر کو اس وعدہ پر باوجود دیکھ الہام کے حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر اس اشکال کے دفع کرنے میں مشائخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الٰہی اس بندہ پر ہوتا ہے کہ ایک وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اسکا انتظار کرتا ہے پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کرکے منعم کی محبت کرتا ہے اور افعال کی محبت سے حب ذات و صفات کرتا ہے مشائخ نے ارادہ کیا اس امر سے عدم وعدہ وفا کرنا نقص نہیں ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ مطلق

[illegible] ردِّ قضا کرتی ہے دعا

الله تعالیٰ کی سنت ہے کہ ارادہ الله سے وعدہ موخر مان

بل ربما يكون منشأ عجز ودهش لما يكون من
باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم وتارة
يكون لطفا بالعبد وسببا للترقيه وقربا فهذه
من صفات الكمال ولهذا نظائر منها تقديم كلمة
او تاخيرها عن محلها للضرورة رعاية الفاصلة
وكذلك التكلم بالمجاز لضرورة تعذر التكلم بمثلها
من الحقيقة في العذوبة او مثل ذلك فان اخذنا
ذلك بمعنى الاضطرار وعدم القدرة كان نقيصة
وان اخذناه بمعنى نزول القرآن على لغة قريش
وكان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة
والتجوز لعذوبة فانزل وفق لغتهم من غير
اضطرار له الى ذلك ولكن لطفا بهم ليكون الكتاب
بلغتهم التي يعرفونها افيد فيتدبروه حق تدبره كان
من صفة الكمال فهذا قولهم وهذا توجيهه
وتحريره لكنا نقول هذا وجدان حق انكشف لهم
ثم رجعوا بعد ذلك الى رويتهم فاستقبلهم
علومهم التي خزنتها صدورهم فتفهموا منها تاويلا
وجدانهم ونزل اطمينان قلوبهم بالوجدان راضينا
بهذا التاويل المنحوت من حيث لا يشعرون وكثيرا
ما يتفق ذلك ومما يعين نظير مسئلتنا هذه
فكان الوعد حق والموعود قد لا يظهر كذلك
التعليم حق وفيه تاويل محدث فتدبر والحق الصريح
ان الالهام ضرب من تجلى الحقائق للعبد على
ما هي عليه لما اسدل بينه وبين حالة التجلي
الصراح حجاب وضاق بينه وبينها الجو الا قدر

لیکن ایسا ہوتا ہے کہ وہ عجز و ناکامی و غرور اور تدہیش کا منشا ہے تو
یہ نقص ہوا اور اللہ تعالیٰ نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ پر
لطف اور اسکی ترقی کا سبب اور ترقی کا قرب تو یہ صفت ہوگی
کمال کی اور اسکے واسطے نظیریں ہیں اور نظیروں میں سے ہے تقدیم
کلمہ کی یا تاخیر اسکے محل سے واسطے ضرورت رعایت
فاصلہ کی اور ویسے ہی طرح کلام کرنا مجاز بسبب ضرورت ہونے
کلمہ کے مثل اسکی حقیقی عذوبت میں یا مانند اسکے تو اگر ہم اسکو
معنی اضطرار اور عدم قدرت جانیں تو نقصان ہے اور اگر یہ سمجھیں
قرآن شریف لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور انکی لغت
میں تقدیم و تاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور
تجوز عذوبت کے ہے انکی لغت میں نازل ہوا ہے اضطرار کے
سبب نہیں بلکہ انکے اوپر لطف کرکے کہ کتاب انکی لغت میں آئی جسے
وہ جانتے ہیں تو وہ اسمیں تدبر کریں جسقدر تدبر چاہئے تو صفات
کمال ہی ایسی ہے یہ قول انکا اور یہ توجیہ اور تحریر اسکی لیکن ہم
یہ کہتے ہیں یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا انکو پھر رجوع ہوئے
وہ بعد اسکے طرف روایت کے تو روبرو آئے انکے وہ علوم جنکا
خزانہ انکے سینے میں ہے پس سمجھی ان سے تاویل انکے وجدان کی اور انکے
قلوب کو اطمینان حاصل ہو گیا انکے اس تاویل بنائی ہوئی
ہوئی سے اس طرح کہ انکو خبر نہیں اور ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے
اور یہ جو معین ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے پس جیسا کہ وعدہ حق ہے
اور موعود کبھی نہیں ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم حق ہے اور اسمیں
تاویل تراشیدہ ہے غور کریں سو سمجھو اور حق صریح یہ ہے کہ
الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کی واسطے بندہ کے علی ما ہی علیہ
جسوقت کھڑا ہو پردہ درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے
حجاب ہو اور تنگ ہو گیا درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب التجلي خطابا
والهاما وخاطرا وما اشبه على اختلاف استعداد
القوى المدركة والاسباب الحاكمة في الوقت واذا
كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود امران
احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من سادات
الملأ الاعلى ما او خلى الامر معه من الاقتضاء
فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب دعاءه
ويوفر له اقتضاءه لكن هنالك اقتضاء آخر
مثله او آكد منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما
واختلاطهما في القوة التي هي قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقرونين
بتحريك العضلات ان يقضى بنحو آخر ويوجد
في المثال صورة اخرى فهذا العبد بما لا يصل
الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية وانما تخيل انها في مركز العرش او المركز
لان ذلك صار رداء لعناصر والمواليد حتى يقضي
اليها بلا واسطة ويأخذ عنها اشتغالا يميل
الى خلاف ما تسبب وصفا وهمته وينظر من
تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط الورد المرئي
بالمرئي في الحدقة ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى صميم هذه الحقيقة
فلا يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمة ادمه هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المتضادة لها فيسعى الجميع والمنع فيه من حيث
لا يدري ثم ينقلب هذا الانكشاف خطابا الاسباب

کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے حلقہ کے تو ہو جاتی ہے تجلی خطاب
والہام اور خاطر و مانند حسب اختلاف استعداد قوت
دراکہ اور اسباب حاکمہ فی الوقت کے اور جب ہو ایسا تو اسطرح
تو سبب عدم وقوع موعود کی دو چیزیں ہیں کہ ان دونوں میں ایک
تو یہ کہ منکشف ہو بندہ پر اقتضا کسی سردار کا سادات ملاء اعلی سے
اس حیثیت سے کہ اگر رجمع ہو امر ساتھ اس اقتضا کے فقط
تو ضرور ہے اللہ کی حکمت میں یہ کہ قبول ہو دعا اسکی اور دیا
گیا جائے اسکے واسطے اسکا اقتضا لیکن وہاں ایک اور اقتضا ہے
اسکے مانند یا اس سے مؤکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت میں جب
وہ دونوں اقتضا جمع ہوں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کریں
قوت میں وہ قوت کہ طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے بمنزلہ قوت
ارادہ عزم مقرونین کے عضلات کی تحریک کو تو حکم ہو دوسری
طرح اور پائی جائے مثال میں دوسری صورت تو یہ بندہ جیسا اوقات
نہیں پہنچتا اس صمیم قوت عازمہ کو جو طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے
اور بیشک میں تخییل کرتا ہوں کہ وہ مرکز عرش میں ہے یا تحقیق
مرکز واسطے اسکے ہو گیا ہے چھوٹا عناصر و موالید کا تاکہ انتہا ہو اسکی
طرف بلا واسطے اور مواخذ کرتا ہے طرف اسکو بلکہ پہنچے طرف
خلاف سید اور صفائی ہمت کی اور دیکھے اس روزن سے قوت عازمہ
کو تو مختلط ہو وے رنگ مرئیات اور ورنی کہ آنکھ میں اور قاصر ہوا
علم احاطہ اسباب سے اور پہنچنے سے تک اس حقیقت تک تو پہچانے
وہ بندہ مگر یہ اقتضا اور اس کا حکم اس واسطے کہ ہمت اس
سید کی جامع ہے ان احکام کی اور مانع ہے اسکے احکام۔
متضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اسمیں اس
حیثیت سے کہ معلوم نہ ہو پھر منقلب ہو جاتا ہے یہ..
انکشاف خطاب سے ساتھ ان سببوں کے:

مما ذكرنا او مما طوينا ذكره وليس هذا اخبارا شفاهيا حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف له امر مجمل ويتحول هذا الانكشاف الاجمالي الهاما مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة في صدره فتشرحه شرحا من حيث لا يدرى وكانها تشرح الانكشاف الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالي ونشر وتفسير مخزون من العلوم المخزونة يحتاج الى التعبير ولا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه في الحقيقة ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ في هذا الشرح وربما تبادر اليه هاجس نفس واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصير نظره عن التميز فيبقى الامر عنده غير مبين وبالجملة فمن رأى هذه الصورة المختلطة قال وعد و لم يوجد او عود ومن رأى كل شئ متميزا من غيره قال لو علم جمالي وقد وفى به ولو في نشأة دون نشأة وشبح دون شبح والصورة مغيرة اما ما هو تفسير له يحتاج الى التعبير لم يعبر حق التعبير واما المختلط تلوث به الصدق ولم يبق على صرافته وبالجملة فالوجهان جميعا انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم بمعزل من ذلك اللهم الا الاحتياج الى التعبير ولكن جهل الحزم في احكام البينات لا يعرفها الا هم والله اعلم

تحقيق وتمثيل

اعلم ان الارادة هي مرقى على صدور واستعداد

جو پہلے ذکر کئے گئے اور جسکا ذکر نہیں کیا اور نہیں ہوتی یہ خبر دینی سامنے اور وہ درو کے تا کہ سچی ہو ضرور اور دوسری بات دونوں باتوں میں سے یہ ہو کہ اس شخص کو ایک امر منکشف مجمل اور متحول ہو جائے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل کی طرف پس مبادرت کریں اسکی طرف اسکے سینہ کی علوم اور اسکی شرح کریں اس حیثیت سے کہ دریافت نہ ہو اور جیسا کہ اسکے علوم شرح کرتے ہیں انکشاف اجمالی کو سونے میں اور وہ ہو جاتا ہے ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسیطرح مختلط الہام اجمالی اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہے اور اس وقت کچھ اعتبار نہیں ٹھنڈک اور اطمینان کا اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ دل کی تسلی ہے ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح میں اور کبھی اسکی طرف شتابی کرتے ہیں خطرات نفس اور استعجال طبیعت اور وسوسہ شیطان تو اسکی نظر قاصر ہوتی ہے تمیز سے تو وہ امر اسکے نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو دیکھے اس صورت مختلط کو [illegible] کہے گا وعدہ کیا [illegible] اور جو شخص دیکھے ہر شے کو تمیز [illegible] اور وہ وفا ہوا اگرچہ عالم [illegible] میں [illegible] تراشیدہ یا ساتھ اس شے کے کہ وہ اسکی تفسیر ہے محتاج تعبیر کی تھی اور تعبیر نہ پائی جیسی چاہیے تھی اور یا مخلوط ہو گئی اس سے جس سے آلودہ ہوا صدق اور باقی نہ رہا اپنی صرافت پر غرض خلاصہ یہ کہ یہ دونوں وجہیں عارض ہوتی ہیں متوسطین کو مگر اہل کمال پس علیحدہ ہیں مگر یوں کہا جائے کہ محتاج تعبیر ہیں لیکن احتیاج تعبیر کے سبب احکام عالم ہیں [illegible] واللہ اعلم

تحقیق و تمثیل

جان تو یہ ہے کہ تحقیق ارادہ [illegible] علتوں کا [illegible] ہے

ولكن للارادة علة تصدر منها وهي اقتضاء الذات
لها واستلزامها اياها لا يشك في ذلك احد
لان الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة
بذات الواجب بقي هٰهنا شئ مشكل جدا هل تعلق
الارادة بهٰذا دون سواه من جهة خصوصيتها
وتعينه واجب بذات الارادة او يرقى ذلك
الوجوب الى الذات الواجبة او يرقى وجوبها
من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما في
وجوب الارادة نفسها اليها فاستكره هذا على
اكثر الناس والحق ان الفائق لوجوب ذاته
ووجوده من حد ذاته فاذا لحق كمال يحدث
له بعد وجوده ووجوبه باعتبار ذاته اتلبس
بذلك الكمال من الذي تلبسه بالوجوب فليس
تعلق الارادة الاخذ وانبساط الاستعد
ادات التاثيرية المسماة بالاسماء والاستعد
ادات التاثرية المسماة بالاعيان من جهة
اقتضاء الذات واستلزامها وانبساط تلك
القبليتين له حصر يمنع الزيادة والنقص ناشئ
من جهة الذات ونضرب لذلك مثلا اليس
ان الحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فشق
منه واحدا وواحدا بتثنية النظر فحدث اثنان
وشق منه واحدا وواحدا وواحدا بتثليث
النظر فحدث ثلثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته
بالهم مشتق الى مشتق قدر ما يسعه علمه
فحدث مراتب الاحاد والعشرات والمآت ص

لیکن ارادہ کا ایک محل علت جہاں سے صادر ہوتا اور وہ تقاضا ذات کا
مقتضی ہونا اس ارادہ کو اور مستلزم ہونا اس ذات کا اس امر میں کسی کو شک نہیں
اسواسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہیں لیکن ارادہ ذات واجب سے واجب الوجود
ہے اگر دیکھئے تو باقی رہی یہاں ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ
کا ساتھ اسکے ہے نہ اسکے سوا بسبب اسکی خصوصیت کے اور تعین اسکی ذات
ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہیں مرتفع ہوتا ہے واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے
یا مرتفع ہوتا ہے وجوب اسکا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع
ہوتا ہے وجوب نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس یہ بات
اکثر لوگوں پر پوشیدہ رہا اور حق یہ ہے کہ جو فائق ہے واسطے وجوب
ذات اسکی اسکے اور اسکے وجود کی اصل اسکی ذات سے وہ فائق ہے
واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اسکے بعد اسکے وجود اور
وجوب کے باعتبار اسکی ذات کے اور یہی حقیقت کہ اسکو آراستہ
کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اسکو ساتھ وجوب
کے اسی تو پس نہیں ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی استعدا
دوں یا تاثیریہ کے جنکا نام اسماء ہے اور استعدادوں تاثیریہ
کے جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اسکی مستلزم
ہونیکے اور فراخی ان دونوں استعدادوں تاثیریہ کیواسطے
ایک ایسا حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو ذاتاً ظاہر
ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی کرتے ہیں کیا یہ بات نہیں
کہ حاسب جب ارادہ متعلق ہوا واحد سے تو پیدا ہوا اس سے
واحد دوسرے نظر سے تو حادث ہوئے دو اور نکالا اس سے ایک اور ایک
ایک تیسرے نظر سے تو حادث ہوئے تین غرض اور جس وقت
متعلق ہوا ارادہ اسکا ایک مشتق کو دوسرے مشتق سے ضم
کرنے کا بقدر وسعت اسکے علم کے تو حادث ہوئے مرتبے احاد ہو
عشرات اور مآت اور آلوف پھر جمع کیا بعض کو ساتھ بعض کے اور بقدر وسعت عقل کے

۴ والالوف ثم ضم بعضها الى بعض بقدر ما يسعه من العقل حاصلت امور غير متناهية ۱۲

[illegible]

فی نفسہا المحصورۃ بالاضافۃ الی الواحد فانہا تشتق
منہ دون غیرہ وتمیز البعض المراتب من بعض
من جہۃ نحو الاشتقاق فاخذ علۃ ظہور ہذہ
الصور العددیۃ المتکثرۃ تعلق الارادۃ بظہور
کمال المحاسب ومنشأ تعین تلک المراتب بالترتیب
والانحصار والانضباط بحیث لا یزید ولا ینقص
ہو الطبیعۃ العددیۃ المحفوظۃ قبل الارادۃ
کأنّ الارادۃ حکایۃ لطبیعتہا ومنصۃ لظہور
احکامہا فنسبۃ الجعل والایجاد الی الماہیات
کنسبۃ تاثیر المحاسب فی الاعداد من جہۃ
ظہور صورہا بعد ما لم یکن ونسبۃ الماہیات
ولوازمہا الی مفیضہا قبل الجعل کنسبۃ مراتب
الاعداد الی الواحد وتقدم بعضہا علی بعض
ولزوم خواص تلک المراتب لہا من قبل الطبیعۃ
العددیۃ فقط فہذا معنی قولہم الماہیات غیر
مجعولۃ والجعل والایجاد ہو الظہور والفیض
المقدس وارتباط الماہیات بمفیضہا کارتباط
المراتب العددیۃ بالواحد وتعینہا بخواصہا
کتعین تلک المراتب بخواصہا فرضا قبل التعین
بوجودہا والفیض الاقدس فکما ان العدد
سلسلۃ مرتبۃ بعضہا بعد بعض ممتدۃ من
الواحد الی ما لا یتناہی کامنۃ فی الواحد مرتبۃ
الفرض والتقدیر لا من جہۃ التقرر بالفعل
فکذلک للطبیعۃ الکلیۃ بما فی حیزہا من
الارکان والموالید سلسلۃ مرتبۃ بعضہا بعد بعض

ذات خود محصور نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ وہ مشتق
ہوئی ہیں اُس سے نہ اس کے سوا اسکا اور تمیز ہیں بعضے
مراتب بعض سے بجہت طریق اشتقاق کے تو اس وقت ہوگی
علت ظہور ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھ ظہور
کمال محاسب کے اور منشا تعین ان مراتب کا ساتھ ترتیب
وانحصار وانضباط کے اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ
طبیعت عددیہ ہے جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ۔
حکایت ہے واسطے اسکی طبیعت کے اور منصہ ہے اسکے ظہور
احکام کا تو پس نسبت جعل اور ایجاد کی طرف ماہیات کے ایسی
ہے جیسے نسبت تاثیر محاسب کے بیچ اعداد کے بجہت ظہور انکی صورتوں
کے بعد اسکے کہ نہ تھی اور نسبت ماہیات اور انکے لوازم کے:
طرف انکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسی ہے جیسے نسبت
اعداد کی طرف واحد کے اور تقدم انکے بعض کا بعض پر
اور لزوم خواص ان مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے ہے
فقط پس یہ معنی ہیں انکے قول کے الماہیات غیر مجعولہ[لہ]
اور جعل و ایجاد وہ ظہور اور فیض مقدس ہے اور ارتباط ماہیات
کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب عددیہ کا
ساتھ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھ خواص اپنے
کے ایسا ہے جیسے تعین اُن مراتب کا ساتھ اپنے خواص کے
فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجود اور فیض سے
پس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب والا بعض بعد
بعض کے کہ ممتد ہے واحد سے طرف نامتناہی کے ترتیب فرضی
واحد کی بجہت فرض کے نہ بجہت تقرر بالفعل کے اسیطرح ہے واسطے
طبیعت کلیہ کے ساتھ اس شے کے جو اسکے حیز میں ہے ارکان
و موالید سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے

[لہ] ماہیات جعلی نہیں ۱۲

معلومة الخواص والمراتب كما قال عن من قائل حكايت عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منفسرة الى الانواع انفسارا حاصرا لا يزيد ولا ينقص ولا يمكن ذلك ابدا ثم تنفسر تلك الانواع الى الافراد بضروب في الاتصالات الفلكية والارضية والاختلاط الوضع السابق المعد لوضع اللاحق الى غير النهاية ممتدة هذه السلسلة من ماهية الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى كامنة في حقيقة الحقائق والبسط الاشياء من جهة الفرض والامكان لا من جهة الشئ بالفعل ثم ارتبط بحقيقة الحقائق المزاج واظهر فيه صورة حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا التجلي بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة هي كشخص واحد صدر منه بواسطة الاركان والعناصر ثم حصل من امتزاج القلتين المواليد فادرك هذا الشخص الواحد به الفرد الصمد في خياله فحصلت صورة علمية هي كيفية علمية باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم باعتبار وهذا اول تجلي في الطبيعة الكلية ثم نزلت في المدارك المقيدة فصارت حضرات منها حظيرة القدس وغيرها

مشهد آخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت الصالح حقيقته ينبسط النفس الناطقة باعمالها واخلاقها التي هي فيما بينه وبين الله وبينه

[illegible]

معلومة الخواص والمراتب چنانچہ اللہ تعالیٰ از روئے حکایت ان حقائق کو بیان فرماتا ہے وما منا الا له مقام معلوم کہ منفسر ہے طرف انواع کے انفسار حاصر ایسا کہ نہ زیادہ ہو نہ کم اور نہ ممکن ہو ابد تک پھر منفسر ہوتی ہیں وہ نوعیں طرف افراد کے جب انکو ضرب کریں اتصالات فلکیہ وارضیہ میں اور ملاحظہ کریں وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ سلسلہ ماہیت سے اور حقیقت الحقائق سے طرف لا نہایت کے کہ پنہاں ہے حقیقت الحقائق میں اور ابسط اشیاء ہے باعتبار فرض وامکان کے نہ باعتبار جہت تقرر بالفعل کے پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقائق مزاج کے اور اس میں ظاہر ہوئی صورت حقیقت الحقائق کی اور ارتباط خارج کا حقیقت الحقائق ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ جس سے صادر ہوئے اسکے واسطے سے ارکان وعناصر پھر حاصل ہوئے امتزاج عناصر وارکان سے موالید اور ادراک کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو جو صمد اپنے خیال میں تو حاصل ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے اور یہ پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی مدارک مقیدہ تو ہو گئے حضرات انہیں میں سے حظیرة القدس وغیرہ

مشہد آخر از اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے اسکا نام سمت صالح ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ نفس ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو درمیان اس کے اللہ تعالیٰ کے ہیں یا وہ

المشاهد الثالث والثلثون ۳۹

وبين سائر الناس واهتدائهم النظام صالح فيها برضاء الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خيرا فقههم بتلك الاعمال والاخلاق وهداه النظام صالح فيها تفقيها مفاضا من حضرة الرحمة من غير فكر ورويته منه وهذه الافاضة انما تكون بركة منفوحة في خلق السمت الصالح وهذا هو معنى قوله عز من قائل واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوة وهذه الصورة ايجاد الفعل ويتبع هذا الايجاد ايجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها المحبوب ولا يتكمل احد من عباد الله الا بهاتين الهدايتين لكن كثير من افراد الانسان لا يستوجبون الايجاد الشفاهي من حضرة الرحمة بغير واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه الرحمة الى كامل من البشر يستحق بجبلته ان يتسلم من احكام الفرد الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب امزجتهم وما يليق بها من الاعمال والاخلاق وكيفية ترقيهم من الطبيعة الى ما قدر لهم من القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب من حيز الطبيعة الى حيز القدس فتنصبغ هنالك نفسه بلون الايحائين ويحيط بهما تحققا وتبينا فاذا توجهت الى كامل هذا نعته ضمته اليها وغطته فانطبع فيه السر المراد وتستحيل هنالك هذا السر الاجمالي بصورة بقائه باحكام تلك الامة فيسري عنه وقد دعا علاماته يرد الى حيز الفكر والروية فيتكلم كما اوحى وهذا هو حقيقة

اعمال جو اخلاق درمیان انکے اور لوگوں کے بیچ میں اور راہ پانا انکا ہے اپنا اور واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے بندہ سے تو جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اسکو سمجھ دیتا ہے ان اعمال و اخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اسکو انکے نظام صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بیفکر و رویت کے اسکی اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے کہ پھونکی گئی ہے بیچ سمت صالح میں اور یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ[لہ]۔ اور یہ صورت ہے ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال و اخلاق اور انکے نظام محبوب کے ساتھ اور اللہ کے بندوں میں سے کوئی کامل نہیں ہوتا مگر ساتھ ان دونوں ہدایتوں کے لیکن بہت سے افراد انسانی کہ مستوجب ایجاد شفاہی کے نہیں درگاہ رحمت سے بغیر واسطے کے تو اسوقت بہتری یہی ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے کسی کامل بشر کیطرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب اس امر کا کہ کل آئے احکام فرد خاص کے اور رہ جائے گروہ مردم میں سے بحسب امزجہ موافق اور انکے مزاج کے موافق اعمال و اخلاق کے اور کیفیت ترقی کے طبیعت سے لائق ہونیکے واسطے تقدیر کیا گیا ہے انکے لئے قربت اور نیز مستوجب ہے اس امر کا اپنی فطرت کے سبب کہ جذب کرے طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہاں منصبغ ہو اسکا نفس ساتھ دونوں وحی کی قسموں کے اور احاطہ کرے وہ دونوں کا ازروئے تحقیق اور تبیین کی پس جب متوجہ ہو رحمت طرف اس کامل کی جسکی یہ صفت ہو وہ رحمت اسکو ملی اور اسکو ڈھانپ لے تو منطبع ہو جائیگا بیچ اسکے سر مراد اور قالب ہو جائیگا سر اجمالی بیچ بقا کی صورت میں ساتھ احکام ان لوگوں کے پس سر اسکے اسکی درگاہ وہ غالب ہو جائے وہ بزرگی کے بیچ فکر میں اور رویت میں پس کلام کرے جیسا کہ اسکو ملا سو ایسا ہی ہے یہ حقیقت

[لہ] اور وحی بھیجی ہم نے انکی طرف اچھے کاموں کے کرنیکی اور نماز قائم رکھنے کی ۱۲

نزول الشرائع على الانبياء وحيا ونزول الطرق
على الاولياء كشفا والهاما فيسمع منه هذا المحتاج
الى الواسطة كلام الملأ الاعلى لنظام المراد فتبادر
اليه فطرته فيأخذ منها اخلاق السمت الصالح وخلق
الحكمة بتوفيق الله ما يناسب خويصة نفسه
ويدع امر العامة فيتمثل بين عينيه النظام المراد
ويكون حكما فصلا في جميع اموره فيفوز بالسعادة
ويكون ممن هدي الى صراط مستقيم وكان
سيدنا عمر رضي الله تعالى عنه ممن استوجب
عقله بعد معرفته ما يناسب به خويصة نفسه
ان يعرف اشياء عن حالة الامة فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم منبها له على هذه الحالة
لقد كان فيمن قبلكم محدثون الحديث وقال
لو كان بعدي نبي لكان عمر هذا وقد نال رضي
من هذا الباب نصيبا فصفى مشارب الناس
في قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان
الناس لا يعتد بقربته حتى يعرف نور الطهارة
ويعرف نقده ويعرف الحجاب المسدل بينه
وبين هذا النور من الطبيعة ويعرف كيفية
قهر الطبيعة والالتجاء الى مباشرة امور علاجية
وهيئات نفسانية تعيد اليها فقد يجرب كل
ذلك من نفسه ويحيط بنفسه من هذه
الجهة علما وحتى يعرف لذة المناجات في السجدة
ويعرف كيف رقت روحه وصفت في تلك
الحالة وارتفع بينها وبين الله الحجاب

نزول شرائع کی پیغمبروں پر ازروئے وحی اور نزول طریقہ اولیاء پر
اولیاء کے ازروئے کشف اور الہام سے تو محتاج واسطہ کا سنتا ہے
اس سے ایسا کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس مبادر
ہوتی ہے اس کامل کی طرف اسکی فطرت اسکی اور اخذ کرتی ہے خلق
سمت صالح اور خلق حکمت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جسقدر کہ اسکے
خواص نفس کے مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل
ہو جاتا ہے اسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم
فیصل سب امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہے
انہیں سے جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں سے تھے جنکی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت
کے اس شئے کے جو مناسب تھا انکے خواص نفس کو کہ پہچانیں اکثر
چیزیں امت کے حال کی پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسی انکی آگاہی کے واسطے اگر۔ لقد کان فیمن قبلکم محدثون
اور فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر ۔ وہ یہ ہے اور بیشک
ان کو دیا اللہ تعالیٰ نے اسمیں سے حصہ پس صاف کئے گھاٹ لوگوں کے
مشرب اللہ کے قرب میں انکی تو اس درگاہ سے یہ بات بھی ہے
کہ انسان نہیں قابل ہوتا اس قرب کے جبتک نہ پہچانے نور
طہارت کو اور اسکے فقدان کو اور جبتک نہ پہچانے اس حجاب کے
پردہ پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے طبیعت
غلبہ کو اور اسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو جو اعلیٰ
کرتی ہے اسکی طرف وہ شے جو گم ہو گئی ہے تجربہ کرے اسکو
اپنے نفس سے اور احاطہ کرے اپنے نفس کا اس سے ازروئے علم کے اور
یہانتک کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدہ میں اور پہچانے کہ کیونکر
اسکی روح کو رقت ہوئی اور صاف ہوئی اس حالت میں اور
اٹھ گیا حجاب جو اس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

سلہ تم سے پہلے لوگوں میں صاحب الہام تھے ۔ سلہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا ۔

فصارت مشافهة بالمناجاة كانه رائى العين ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشعية وهيئات بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده وحتى يعرف اليقين اى اجماع الخاطر الى الله والاعتماد عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح فى الدعاء لخير الدنيا والآخرة ونعوذ من الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه واعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف ما يهدى اليه هذه الخلة من الاستمرار فى كل ما يرد عليه والفزع الى الدعاء والتعوذ اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعد الله فى الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة والجنة خير من اللذات الجسمانية وحتى يطرح حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور من نفسه ولو بقدر خويصة نفسه فهو الذى يعتد بقربته وهو الذى دخل فى قلبه بشاشة الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك واياك ان تاخذ هذه العلوم ظهريا **مشهد آخر** اطلعنى الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هو ما يموت الانسان بانفكاكه عن البدن وما به الحس

تو ہوگیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اسکے قلب پر بعد اسکے اور کیونکر دفع ہوجاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور ہیئت بدنی اور نفسانی پھر لاتی ہے اس شے کو جو گم ہوگئی تھی اور یہاں تک کہ پہچانے یقین کو یعنی جمع خاطری کو اللہ کی طرف اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلت پر تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ مانگنے فتنوں سے اس امر کی معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اسکے اور اعمال و اخلاق اسکے سوا کے اور مصائب زمانہ کے کل اسکے ہاتھ میں نہیں سب اللہ کے ہاتھ میں ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلت اسکو کیا ہدایت کرتی ہے استمرار سے ہر شے کی جو اسپر وارد ہو اور بیقراری سے طرف دعا کے اور پناہ مانگنی مضطرب ہو کر جہت معرفت کی اور پہچانے کہ کیا اللہ نے اسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا و آخرت میں اس چیز میں جسکا رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات جسمانیہ سے اور یہاں تک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور کیونکر اسپر غالب آجاتا ہے اور کیونکر اسکے نور کو فاسد کر دیتا ہے اور اطمینان کو پھر کیونکر علاج کیا جاوے بقہر طبیعت کا اور پہچانے حجاب رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص مقرب ہے اور اسکے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوگئی پس اپنے لازم سمجھ کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان علوم کو پس پشت نہ کیجیو **مشہد آخر** اطلاع دی مجھے اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شے ہے کہ اسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور جس سے

روح کی حقیقت — منکشف ہو جانا

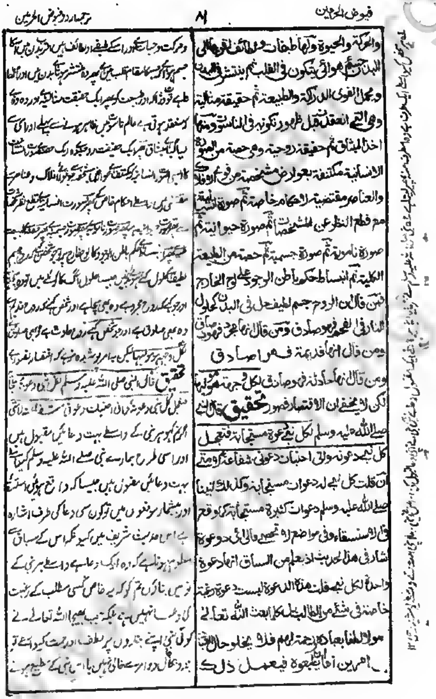

فیوض الحرمین ۸۱ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

والحركة والحيوة ولها اطلاقات شتى الاول تطلق على
البدن جسم هوائي يتكون في القلب ثم ينتشر في البدن
ويحمل القوى المدركة والطبيعة ثم حقيقة مثالية
وهي التي انعقدت قبل ظهور تكونه في الناسوت ومنها
اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية وهي حصة من الصورة
الانسانية مكتنفة بعوارض مشخصة من قوى الافلاك
والعناصر مقتضية لاحكام خاصة ثم صورة انسانية
مع قطع النظر عن المشخصات ثم صورة حيوانية ثم
صورة نامية ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة
الكلية ثم انبساط حكم باطن الوجود على الخارج
فمن قال ان الروح جسم لطيف حل في البدن كحلول
النار في الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد فهو صادق
ومن قال انها قديمة فهو صادق
ومن قال انها حادثة فهو صادق لكل وجهة هو موليها
لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور **تحقيق** قال النبي
صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة فتعجل
كل نبي دعوته واني اختبأت دعوتي شفاعة لامتي
ان قلت كل نبي له دعوات مستجابة وكذلك لنبينا
صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة كما وقع
في الاستسقاء وفي مواضع لا تحصى فالى اي دعوة
اشار في هذا الحديث اذ يعلم من السياق انها دعوة
واحدة لكل نبي قلت هذه الدعوة ليست دعوة رغبة
خاصة في شيء من المطالب كلما بعث الله تعالى
مولانا نبيا جعله رحمة لهم فلا يخلو حال النبي
امرين اما يطيعوه فيعمل ذلك

وحرکت وحیات کا اور اسکے لطیفے اور لطائف ہیں اول بدن میں ایک
جسم ہوائی کہ پیدا ہوتا ہے قلب میں پھر وہ منتشر ہوتا بدن میں اور اٹھاتا
ہے قوٰی ادراک اور طبیعت کو پھر ایک حقیقت مثالیہ اور وہ وہ ہے
کہ منعقد ہوتی ہے عالم ناسوت میں ظاہر ہونے سے پہلے اور اسی سے
لیا گیا میثاق پھر ایک حقیقت روحیہ وہ ایک حصہ ہے صورت انسانی
کا جو مکتنف ہوا ہے عوارض مشخصہ سے قوائے افلاک و عناصر سے
مقتضی ہیں واسطے احکام خاص کے پھر صورت انسانیہ بقطع نظر مشخصات
سے پھر صورت حیوانیہ پھر صورت نامیہ پھر صورت جسمیہ پھر حصہ طبیعت
کلیہ پھر انبساط حکم باطن الوجود کا اوپر خارج کے پس جو شخص کہے کہ روح جسم
لطیف کا حلول کیے ہوئے ہیں جیسا حلول آگ کا کوئلے میں تو وہ سچا ہے
اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے
وہ بھی صادق ہے اور جو شخص کہے روح حادث ہے تو بھی صادق ہے
لکل وجہۃ ہو مولیہا لیکن یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اقتصار قصور ہے
تحقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ
فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی
اگر تم کہو ہر نبی کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں
اور اسی طرح ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے
بہت دعائیں مقبول ہیں جیسا کہ واقع ہوئی استسقاء
اور بیشمار موقعوں میں تو کونسی دعا کی طرف اشارہ
ہے اس حدیث شریف میں کیونکہ اس کے سیاق سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے ہر نبی کے
تو میں بتاؤں تم کو کہ یہ خاص کسی مطلب کے رغبت
کی دعا نہیں ہے بلکہ جب بھیجا اللہ تعالے نے
کوئی نبی اپنے بندوں پر لطف اور رحمت کیواسطے تو
بندوں کا حال دو امر سے خالی نہیں یا اس نبی کے مطیع ہونے

[illegible]

في حقهم افاضة بركات عليهم او نصرة فينقلب ذلك اللطف مقتا وسخطا وغضبا وفي كل من الحالين يلهم النبي الهاما نفث في الروع ان يدعو لهم او عليهم فتلك دعوة واحدة لكل نبي ناشئة من اللطف الذي منه كانت بعثته واما نبينا صلى الله عليه وسلم فقد استشعر من نفسه ان الله تعالى لم يقصد في بعثته اللطف بهم في الدنيا فقط بل اراد مع ذلك ان يكون معدا للرحمة عامة يوم المعاد وقد ذكرنا انه صلى الله تعالى عليه وسلم شهيد في الآخرة والشهادة من خواصه فنفث في روعه عليه الصلوة والسلام ان يختبي تلك الدعوة التي انما تنشأ من اللطف الذي هو منشأ النبوة ليوم المعاد فمن يرحى فصل الشعر حق التدبر

مشهد آخر وتحقيقات

فاض على قلبي علم الخلق والايجاد عموما والخلق في النشأة الخيالية خصوصا وانه يمكن اجتماع النقيضين والضدين في نفس الامر لكن بان يكون احد النقيضين في حضرة وليس فيها الا الجزم بان هذا هكذا ويكون آخر في حضرة وليس فيها الا الجزم بان هذا ليس هكذا ونحو ذلك من هذه العلوم ما نيسر بيانه الخلق جمع اجزاء مختلفة وافاضة صورة مناسبة على هذه الاجزاء حتى تصير شيئا واحدا والخلق يكون تارة من العناصر فتجمع اجزاء العناصر ويفاض عليها صورة تناسب الصورة العنصرية في الكيفيات والكميات وسائر الاعراض فيصير المخلوق من انسانا او فرسا وتارة لما هو من الصور الخيالية فتجتمع خيالات كانت متشتتة في الخيال وتركب فيه من الخيال لصور الواقعة في الخيال من خارجه

المشاهدة الحادية والاربعون ۴۱

ترجمہ ان کے حق میں افاضہ برکات کا ہو یا ان کی نصرت کا تو یہ مہربانی قہر وغضب ہو گیا ان پر اور دونوں صورتوں میں نبی کے دل میں یہ بات ڈال جاتی ہے کہ ان کے واسطے دعائے خیر کرے یا بد دعا کرے تو وہ دعا ہر نبی کی ایسی ہی ہے جو اللہ کے لطف سے پیدا ہوتی جس کے واسطے اسے بھیجا تھا لیکن جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انہوں نے اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں ارادہ کیا ان کے بھیجنے سے فقط دنیا ہی میں ان پر مہربانی کرنیکا بلکہ ارادہ کیا اسکے ساتھ قیامت کے دن عام رحمت کا اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہیں آخرت میں اور شہادت آپ کی خواص سے ہے پس آپ کے قلب میں الہام کیا گیا کہ وہ اس دعا کو رکھ چھوڑیں جو اسی لطف سے تو خوب غور کرو اس امر کو جو غور کرنے کا حق ہے مشہد آخر و تحقیقات میرے دل پر علم خلق وایجاد کا عموماً اور خلق کے علم عالم خیال میں خصوصاً اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر میں ہو سکتا ہے لیکن اس طرح کہ ایک نقیضین میں ایک درگاہ میں ہو اور وہاں نہیں یقین مگر یہ کہ یقین کیا جاوے یوں ہی یا دوسری نقیض کسی دوسری درگاہ میں ہو اور وہاں نہیں یقین مگر یہ امر کہ یوں نہیں ہے اور ہم بیان کرتے ہیں کہ ان علوم سے جس قدر ممکن بیان ہے آسانی کے ساتھ خلق جمع کرنا اجزائے مختلفہ کا ہے اور افاضہ صورت مناسبہ کا ان اجزاء پر یہاں تک کہ وہ اجزاء ہو جائیں ایک شئی اور خلق کبھی ہوتی ہے عناصر سے تو جمع ہو جاتے ہیں اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے ان پر وہ صورت جو مناسب عنصریہ کے ہے کیفیات اور کمیت میں اور سب عرضوں میں تو ہو جاتا ہے مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس کبھی ہوتی ہے صرف خیالیت تو جمع ہو جاتی ہیں خیالات کہ تھی پراگندہ ومنتشر خیال میں یا ترکیب دیتے خیال میں طول کرنے سے صورت واقعہ کے بیچ خیال کے خارج ہے۔

فيفاض عليها صورة تناسب الصور الخيالية في
التجرد من وجه والتلطخ بالمادة من وجه وكل خلق
في نشاة كان فانه لا يدخل في تلك النشاة
شئ من خارج تلك النشاة لان الشئ محال لا يقبله
العقل ضرورة ثم نشاة تعد النشاة اخرى وموجود
في نشاة يعد موجود في النشاة اخرى وذلك
لانتظامهما جميعا في الطبيعة الكلية وسريانها
في النشات على السواء فينبغي ان تجرد نظرك الى النشاة
الخيالية فهنالك بناء وهدم واحياء واماتة وتقريبات
والله هنالك كل يوم هو في شان فيما يتعلق الادراكات
الالهية بتكوين شخص خيالي فيبعث له تقريبات
ويجمع له اجزاء خيالية ومن عجيب الاسرار خلق الشئ
بعد ما لم يكن فيكون الرجل شريفا في نفس الامر
ويكون ليس بشريف في نفس الامر في زمان واحد
وذلك انه مما لم يكن الرجل شريفا في الاصل ولكنه
ولد في زمان تقتضي الاتصالات الفلكية يومئذ
نباهة نسبه واري ان ذلك بنوع امتزاج زحل مع
الشمس والمشتري بحيث يكون الزحل مرآة ونور الشمس
والمشتري منعكسا فيه فحينئذ يكون والله اعلم
في هذا المولود براعة النسب والنباهة من اجله
ويكون ذلك الاتصال بحيث يحفظ في صورة
المناسبة حكم هذا الاتصال كما يحفظ في المولودات
اشكال الوالدين وتخاطيطهما وهذا الرجل
ليس له شرف موروث فيضل اولا في الملاء
الاعلى بصيرورته شريفا ثم لا يزال فيهم م

ليو هذا المعنى كما يربي الانسان فلوة فينمو حتى يترشح منه الهامات الى الملاء السافل فمنه الاقوياء من بني آدم غير الكمل فانا بلغ الاستعداد [illegible]

تو فائض ہوتی ہے اس پر وہ صورت جو مناسب ہے صور خیالیہ کو کہ مجرد ایک وجہ سے
اور آلودہ ہونے سے مادہ کے ساتھ ایک وجہ سے اور ہر خلق کسی عالم میں جو
اس عالم کے خارج سے اس عالم میں داخل نہیں ہوتی اسواسطے کہ یہ محال
ہے اسکو عقل قبول نہیں کرتی ضرور، ہاں یہ بات کہ ایک عالم شمار ہو
دوسرے عالم سے اور یہ امر ہے بسبب اسکے انتظام کے طبیعت کلیہ میں
اور سرایت کرنے طبیعت کلیہ کی سب عالموں میں برابر پس چاہیے کہ مجرد کرے تو
نظر عالم خیالیہ میں کہ وہاں بناتا ہے اور بگاڑتا ہے زندہ کرتا ہے
اور مارتا ہے اور تقریبات کرتا ہے اللہ کہ وہاں ایک نزول الادراکات تو بسا
اوقات ارادہ الٰہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے پیدا کرنے ایک شخص خیالی
کے تو برانگیختہ ہوتی ہیں واسطے اسکے تقریب اور واسطے اسکے [illegible]
خیالیہ جمع ہوتے ہیں اور عجائب اسرار سے ایک شئ کا پیدا ہونا بعد اسکے کہ
نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد اصل میں شریف اور شریف نہیں
ہوتا نفس الامر میں ایک زمانہ میں اور یہ امر اسطرح ہے کہ اکثر اوقات
ایک مرد اصل میں شریف نہیں ہوتا لیکن وہ پیدا ایسے زمانہ
میں ہوا کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہیں اسکی بزرگی نسب کو اور میری
رائے میں یہ ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس سے اور مشتری سے
اس حیثیت سے کہ زحل آئینہ ہو اور نور شمس و مشتری کا اس میں منعکس
ہو تو اس وقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود میں بزرگی نسب
اور نباہت اسکے سبب سے اور ہوگا وہ اتصال اس طرح کہ محفوظ رہے
اور محفوظ ہوگا اسکی صورت مناسبہ میں حکم اس اتصال کا جیسے کہ محفوظ ہوتی ہیں
شکل والدین کی اور نشان والدین کے اور یہ آدمی جس کو شرف موروثی نہیں ہے
تو حکم کیا جاتا ہے پہلے ملاء اعلیٰ میں اسکے شریف ہونے کا بعد اسکے ہمیشہ
یہ بات بڑھتی جاتی ہے جیسا تربیت کرتا ہے انسان بچہ کو حتیٰ کہ بڑا
ہو جاتا ہے ایسا کہ اس سے ترشح ہوتے ہیں الہامات طرف ملاء سافل
کے اور انفس میں عجائب اسرار سے [illegible] سوا

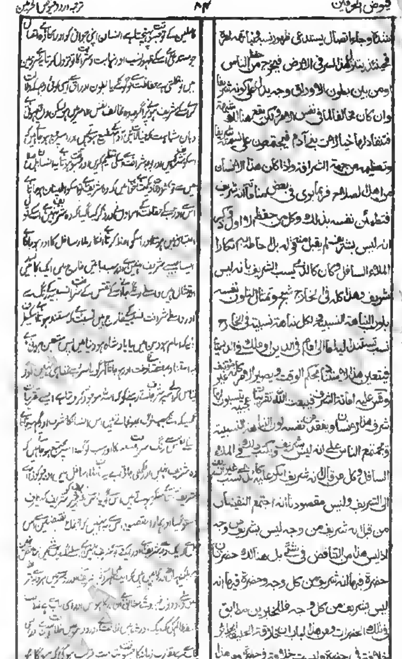

سنة وجلوا اتصال يستدعي ظهور نسبتهما ثم لعل
فحينئذ ينتشر هذا السر في الارض فيخرج من الناس
ومن بطن بطون الاوراق وجه يدل على كونه شريفا
وان كان مخالفا في نفس الامر ولكن يقع هذا الو شبهة
فتنقاد لها خيار بني آدم فيجتمعون على السمة تشريفا
وتعظيما من جهة الشرافة ولذا كان هذا الانسان
من اهل الصلاح فربما يرى في بعض منامه انه شريف
فتطمئن نفسه بذلك وكل من حفظ الاوائل ذكر
انه ليس بشريف لم يقبل منه قوله بل حاط به انكارا
الملأ السافل وكان كالذي يكتسب الشريف بانه ليس
شريف وهذا كله في الخارج شيء ومثال التلون نفسه
بلون النباهة النسبية ثم لكل نباهة نسبية في الخارج
نسب تستند اليها ما الى امام في الدين او ملك في الدنيا
فيتعين منه الانتساب بحكم الوقت ويصير الامر كله غير
وقدر عليه اهانة الشرف فيبعث الله تقريبا عجيبة يتسبون
شرف هذا رضا وبغض نفسه لون النباهة النسبية
ويجتمع الناس على انه ليس بشريف ويكتب ذلك في الملأ
السافل وكل من قال انه شريف انكر عليه كانه نسب غيره
الى الشريف وليس مقصودنا انه اجتمع النقيضان
من قبل انه شريف من وجه ليس بشريف من وجه
اذ ليس هذا من التناقض في شيء بل هنالك حضرتان
حضرة فيها انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه
ليس بشريف من كل وجه فالمخبرين مطابق
في تلك الحضرات ومن هذا الباب ان خلافة الخليفة الجائر
خلافة في حضرة وليست خلافة في حضرة ومن هذا

عالمین سے کہ جب پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور ہاتھ آتا ہے [illegible]
جو مستدعی ہے اسکے ظہور نسب اور نجابت و شرافت کا تو [illegible]
میں تو غلطی ہے حفاظت سے [illegible] یا بطون اوراق سے کوئی وجہ کہ دلالت
کرے اسکے شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر میں ہے لیکن واقع ہوتی ہے
وہاں شباہت کہ خیار [illegible] اولاد آدم مطیع ہو جاتے ہیں اور مجتمع ہو جاتے ہیں کہ
اسکو شریف کہیں اور بوجہ شرافت اسکی تعظیم کریں اور جو ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح
میں سے تو [illegible] خواب میں کہ وہ شریف ہے تو اسکو اطمینان ہو جاتا ہے
اس سے اور جس نے حفاظت کیا اوائل کو [illegible] کہ وہ شریف نہیں ہے اسکو تو
اعتبار نہیں ہوتا [illegible] انکار ملاء سافل کا اور ہو جاتا
ایسا جیسے شریف نہیں ہے اور یہ سب باتیں خارج میں ایک بات ہیں
اور مثال ہیں واسطے رنگے جانے کے نفس کے شرافت نسبیہ کے رنگ سے
اور واسطے شرافت نسبیہ کے خارج میں نسبت ہے کہ مستند ہوتا ہے اسکی طرف
[illegible] امام ہو دین میں یا بادشاہ ہو دنیا میں پس متعین ہوتی ہے
[illegible] اور ہو جاتا [illegible] گویا [illegible] نہیں اور
[illegible] کہ اللہ موجود کرتا ہے ایسے قرینے
[illegible] اس کا شرف اور گم ہو جاتا ہے
[illegible] رنگ [illegible] اور سب لوگ [illegible] مجتمع ہو جاتے ہیں کہ
وہ شریف نہیں اور لکھی جاتی ہے یہ بات ملاء سافل میں [illegible] جو کوئی اسے
شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہیں [illegible] غیر شریف کو شریف
[illegible] اور ہمارا مقصود [illegible] نقیضین جمع
[illegible] ایک وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قریب ہو گی کہ ہو گا [illegible]

الباب تقارب الزمان اذا اقتربت القيامة فيكون السنة
كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم وذلك
لانعقاد صورة الفناء والعدم في الملاء الاعلى فيفيض
لون ذلك في الناسوت فيخيل اليهم انه امتداد وانه
ليس هنالك امتداد ويخيل الى العائش فلا يقدر
ان يصنع في يوم ما كان يصنعه من قبل في يوم وذلك
لتاثير هذا السر الفائض من الملاء الاعلى بمنزلة
تاثير وهم الانسان في ذلق رجله من جذع بين جدارين
ولم يكن ليزل لو كان هذا الجذع موضوعا على الارض
ولاجتماع النقيضين صور كثيرة لا يحيط بها افهامنا
في هذه الساعة والله اعلم **مشهد آخر**
افيض على سر ادم من المبدء والمعاد فمن اسرار المعاد
سر لباس اهل جهنم سرابيل من قطران ولباس
اهل الجنة السندس والحرير وغيرهما من الثياب
الفاخرة وكذا سر سود وجوه اهل النار ونضارة
اهل الجنة وما اشبه كل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف
على مقدمة نتبين احسن بها ان بين النفس اعني التي
بها الحس والحيوة في الانسان وبخروجها يموت
وبين البدن امتزاجا آكد الاشياء فلكثير بني آدم
ممن يتبادر الى فهمه ان الروح وصف للبدن وانها
حيوة او انها في البدن كالنار في الفحم ولهذا الامتزاج
الاكيد تتمثل اوصاف النفس بصورة اوصاف البدن
في المنامات وثانيهما ان بعض الحضرات وهي عالم الناسوت
يتمثل هنالك معنى بصورة شيء كتمثلها في عالم الخيال
المقيد كقصة سيدنا داود عليه السلام وما تمثل له من

ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا اور ایک مہینہ مانند ایک جمعہ کے
اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک روز کے اور یہ امر ہوگا اسلئے منعقد ہو چکی صورت فنا
اور عدم کی ملاء اعلیٰ میں تو صادر ہوگا اسکا رنگ عالم ناسوت میں پس
خیال میں آئیگا کہ امتداد ہوا اور وہاں امتداد نہ ہوگا اور قیاس نہیں قابل
خیال کیا جائیگا کہ انسان قادر نہیں ہوئیگا کہ ایک دن میں وہ کام کرے جو پہلے
ایک روز میں کر لیتا تھا اور یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس راز کے جو فائض ہوگا
ملاء اعلیٰ سے بمنزلہ تاثیر وہم انسان کے لغزش میں اسکے پاؤں کی تنہ درخت سے جو دو دیوار
کے درمیان رکھا ہوا ہو حالانکہ اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہوتا تو ہرگز لغزش نہ ہوتی اسکے پاؤں کو
اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں جنکا احاطہ ہمارا فہم
نہیں کر سکتا اس وقت واللہ اعلم **مشہد آخر** افاضہ کیا گیا مجھ پر راز مبدء و معاد و اسرار
معاد سے یہ ہے کہ لباس اہل جہنم کرتے روغن قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس
و حریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسی طرح اہل جہنم کے منہ سیاہ
ہونے اور اہل جنت کے تر و تازہ منہ ہونے اور سوا اسکے ایسی ہی شکلیں جو ہمنے بیان کی ہیں
اور اسکا بیان موقوف ہے اوپر ایک مقدمہ کے جو ہم محسوس کرتے ہیں ایک ان دو میں یہ ہے کہ نفس کے
درمیان جس سے میری مراد وہ ہے کہ جس سے حس و حیات ہے انسان میں اور
جس کے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا مضبوط امتزاج ہے
خصوصاً بنی آدم میں جنکی فہم میں یہ خیال ہوتا ہے کہ روح ایک وصف
ہے بدن کا اور وہ ہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے
کوئلے میں آگ ہو اس امتزاج کی وجہ سے متمثل ہوتے ہیں
اوصاف نفس کے بصورت اوصاف بدن کے بیچ سونے کے اور دوسرا
امر دونوں مقدموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت
میں متمثل ہوتی ہیں معنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل
اسکے عالم خیال مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا
اور متمثل ہونا ملائکہ متخاصمین کا بیچ ضمیر دل اسکے مقابلہ
اسکے معاملہ کے بعض آدمیوں سے تھا۔

الملائكة متخاصمين في النعاجين ومعاملته مع بعض الناس ٤

المشاهدة الثانية والاربعون ۴۲

فى الازواج وبعض تمهين المتقدمين غول صبغهم
على نفوسهم هو الذى يصير سرابيل من قطران وسوادا
فى الوجه بسبب تأثير اللعنة الالهية وصبغ الايمان
على نفوسهم هو الذى يصير سندسا ونضارة فى الوجه
بسبب عناية الله بهم ثم رأيت ذلك رؤية روحانية ومن
اسرار المبداء ان رأيت الوجود المنبسط متلاشيا
فى الحق من جهتين جهة صدوره من الذات الالهية
وجهة ظهور تجلى الهى فيه بحيث احاط بجميع معاهده
فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهو له امعان
لكن النظر الدقيق يحكم ان الذات الواجبة صدر
منها الشيون بما هى فى المبداء الاول ثم صدر الوجود
المنبسط وهو الفعلية والخارج ثم ظهر هنالك فى الخارج
شأن بعد شأن على الترتيب تكون

مشهد آخر فاض على اسرار عجيبة فى طريق ظهور الكرامات

اعلم ان الكرامات لا تنضبط بامر قوة فى النفس الناطقة
فاذا اعدت من الملاء الاعلى والصقت همتها بالقوة
العازمة من الشخص الاكبر صدرت بمنزلة الاستحسان
بالنسبة الى تلك العازمة فتنقلب الصورة المطلوبة
هنالك عزما حاتما وللاولياء هنالك حالان
احدهما حين يكون هنالك ادنى خطرة وادنى
استحسان متصلا بالعازمة وثانيهما ان يكون هنالك
الهمة القوية المنبعثة من صلب النفس المستمرة على
النفس فى اوقات كثيرة هى المتصلة بها وبين الطرفين
مراتب كثيرة وللاوقات والاحوال والاسباب
خواص ثم الاولياء فى ذلك على قسمين منهم من

اسرار عجيبة

المشاهدة الثالثة والاربعون ۴۳

من يكون همة النفس مشتاقة عنده ويرى الآثار تصدر من [illegible]

ازواج میں اور بعض تمہید دونوں مقدموں کی یہ کہتے ہیں کہ کفر
کا رنگ کافروں کی نفوس پر وہی کرتے ہیں قطران کے ہوجاتا
اور روسیاہی بسبب تاثیر لعنت الٰہی کے اور ایمان کا رنگ دل جنت کے نفوس
پر وہی لطیف ریشمی کپڑا ہو جائینگے اور ترو تازگی چہرے کی بسبب عنایت
الٰہی کے ہوگا پھر یہ دیکھا رویت روحانیہ اور اسرار مبداء کے میں سے یہ
دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق میں دو جہتوں سے ایک جہت ہونے کا
اس کی ذات الٰہی سے اور ایک جہت اس میں ظہور تجلی الٰہی کی ایسی جیسے
کہ سب جامع کو احاطہ کر لیا تجھ یا الٰہی جو کہا ہے وجود منبسط اللہ
ہے تو یہ اسکی غفلت کا ہے لیکن ناظر دقیق حکم کرتی کہ ذات واجب کا
جو شیون صادر ہوئے کہ جو مبداء اول ذات ہے پھر صادر ہوا وجود منبسط
اور وہ فعلیت اور خارج ہے پھر ظاہر ہوئی خارج میں ہر ایک شان
بعد شان اور یہ اس ترتیب سے [illegible] مشاہدہ [illegible] ترجمہ
[illegible] ظہور کرامات [illegible] **عجیبہ** [illegible] کرامات نہیں
[illegible]
[illegible] استحسان کے [illegible]
[illegible] متصل
[illegible]
[illegible] حاشیہ نفس [illegible]
[illegible]
ہیں اور اوقات اور احوال اور اسباب [illegible]
[illegible] ہمت النفس [illegible]
[illegible] متصل ہے [illegible]
[illegible]

من يكون همته غير متمثل بل مضمحلة في خاطر او
خيال ولفظ فلا يعبد لذالك بالاً ويصادف وقت
بتدلي الحق ورحمته به فيصل دعوه الاكثر وآثار اول
اكثر في الهند وخراسان وما يليها والثاني اكثر في
واليمن وما يليهما اتم الاولياء اوقات منها ما يكون فيه
الارادة المصروفة من غير مزاحمة استبعاد او مخالفة
سنة الله فجمع في المقصود فاذا خطر في قلبه خاطر
استبعاد او مخالفة سنة الله تلجلجت كما ترى عند
عروض الحياء او الخجل وهذا سر قوله صلى الله عليه
وسلم لابي رافع لما طلب منه الذراع في المرة الثالثة
فقال يا رسول الله انما للشاة ذراعان اما انك
لو سكت لناولتني ذراعا فذراعا ما سكت ومنها
ما لا تزيد فيه المخالفة والاستبعاد وانكار القوم
والاشتغال في العزيمة كما ترى عند المنافسة ومعاركة
الابطال ومحاربة الاقران ثم الاولياء اعني انبعاث
للداعية على طبقتين منهم من يكون الداعية فيه
منبعثة من الهام الحق تعالى تحول الى ارادة الغيب
تنفذ في همته دواعي [illegible] او ان يكون داعية جاذبة
الاسباب مقتضية لها كقصة خضر واما ان يكون داعية
مستمرة كارادة اقامة الامة العوجاء العيا بعثة سيد
رسول الله صلى الله عليه وسلم فانها مستمرة لا تزال
تترشح من شراشرها متصلة بقلبه الاقدس غير ارادة
لا عامل جاهلة ولا وضاع جزئية بحسب اقتضاء الاوقات
وهذه هم الطبقة العليا المختصة بالكمال المطلق فيصيروا تعرف
واستجابة دعاء وتكثير طعام وشراب بحسب المقتضيات

ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال میں یا لفظ میں تو وہ نہیں پاتی اسکے
واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے تجلی حق ساتھ تدبیر حق کے اور اسکی رحمت کے تو [illegible]
ہوتی ہیں اسکے آثار اور اول قسم کے اولیا اکثر ہند و خراسان اور اسکے
قرب میں ہیں اور دوسری قسم کے ہیں حجاز و یمن اور اسکے نواحی میں پھر
اولیا کیواسطے وقتیں ہیں بعضے ان میں سے ہیں کہ جس میں ارادہ مصروف ہوتا ہے کہ اسکو مزاحم
نہیں استبعاد جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا مقصود میں [illegible]
ہوتا کیونکہ جب خطرہ آیا اسکے دل میں استبعاد کا یا مخالفت عادت
اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا آ جاتی ہے اور شرمندہ ہوتے ہیں
اور یہ بھید ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا واسطے ابو رافع کے
جب اسکے طلب کیا تھا ذراع تیسری مرتبہ اور انھوں نے عرض کیا تھا
کہ یا رسول اللہ بکری کے ذراع دو ہی ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا تھا
اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کے بعد ذراع دیتے جاتے اگر رہتے جبتک
خاموش رہتے اور بعضی وہ ہیں کہ نہیں ظاہر ہوتا استبعاد اور انکار قوم [illegible]
عزیمت میں جیسے تم دیکھتے ہو جنگ و جدال اور ہر کو نفس دلیر [illegible]
پہلوانوں کے اور لڑائی کرنے ہمسروں کے پھر اولیاء داعیہ کے منبعث
ہونے میں دو طبقے ہیں ایک وہ طبقہ ہے کہ جس میں داعیہ منبعث ہوتا الہام
حق سے اور [illegible] نظام غیب کا نسخ کرتا ہے اسکی ہمت میں [illegible]
اور ہوتا ہے یا تو داعیہ حادثہ اسباب سے اقتضا کے موافق
خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا داعیہ مستمرہ [illegible]
ٹیڑھی امت کو سیدھا بعثت سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
وہ مستمر ہے [illegible]
ہوتا اور [illegible]
[illegible] طبقہ علیا مختص ساتھ کمال مطلق کے [illegible]
[illegible]
[illegible] اعلیٰ میں ہے

۲ والعبارات سانحة وفي علي ذالك الاقتراحات [illegible] ۴۴

في الملأ الأعلى إرادة اللعن بأهل الأرض فهم متصلة بقلب المقدس دائماً إلا أنه يتصور بصورة شيء بحسب الأوقات والأوضاع وهيئات النفس فيخرج بصورة النفث والروع مرة وتمثل الملك أخرى ومحو لفاضة بركته في الرؤيا تارة ومناماً أخرى ومنهم من يكون الداعية السفلية هي الباعثة فيه وليس في ذلك من مقولات الكمال اللهم إلا إنما المعنى الجامعية وإليه الإشارة في مقالتهم المشهورة العارف لا همة له ثم إن الولي إذا بلغ هذا المبلغ من القوة العازمة خلع عليه خلعة القطبية في مشهد سويداء القلب من الشخص الأكبر فصار ملاذاً للناس وعاء بالهم وجامعاً لشملهم ولست أرى وجوب تفرد شخص بهذا الأمر بل ربما يصل إليه اثنان وثلاثة وفوق ذلك أيضاً والخضر مع كل واحد كأنه المتفرد بها مثل ذلك مثل الإنسان كل فرد من البشر منفرد به من غير مزاحمة وإن كانوا ألوفاً ومن عجم انفراد شخص بذلك فإنما يشير إلى سر غامض لم يتأمله ويعرج على أصل الانفراد الذي ذكرته مجملة على غاية بحاله والحمد لله الذي شفاني كاسلها وأتم بكل علم المقامات التي أشرت إليها.

مشهد آخر

رأيتني في المنام قائم الزمان أعني بذلك أن الله إذا أراد شيئاً من نظام الخير جعلني كالجارحة لإتمام مراده ورأيت أن ملك الكفار قد استولى على بلاد المسلمين ونهب أموالهم وسبا ذراريهم وأظهر في بلادهم أجمعين شعائر الكفر وأبطل شعائر الإسلام والعياذ بالله فغضب الله تعالى على أهل الأرض غضباً شديداً

ورأيت صورة هذا الغضب متمثلة في الملأ الأعلى ثم ترشح الغضب

اہل زمین کی تیسیر ارادہ ہے پس وہ متصل ہے اسکے قلب مقدس سے ہمیشہ لیکن اسکی صورتیں متفرق ہیں بسبب اوقات اور احوال کے اور ہیئت نفس کے کبھی خارج ہوتا ہے بصورت الہام آتا ہے اور کبھی متمثل ہوتا فرشتہ اور کبھی خواب میں افاضہ برکت کا اور کبھی خواب میں اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ داعیہ سفلیہ باعث ہوتا اور یہ مقامات کاملین کے نہیں ہیں الہی ہاں یہ مجازاً واسطے تمام معنی جامعیت کے اور اسی طرف اشارہ ہے اس قول مشہور میں کہ ان کا عارف لا ہمۃ لہ پھر جب ولی پہنچتا ہے قوت عازمہ کی اس درجہ کو پہنایا جاتا ہے اسکو خلعت قطبیت کا مشہد میں سویدا قلب کے شخص اکبر کیطرف تب ہو جاتا ہے وہ لوگوں کے واسطے پناہ کی جا اور پراگندوں کا جامع اور جامع اسکے تفرقہ کو نکالنے والا اور میری رائے میں ضروری نہیں اور واجب ہونا واسطے ایک شخص کے اس مرتبہ بالکل اکیلا ہونا اسکے رتبہ تک پہنچتے ہیں دو اور تین اور اسکے سوا بھی اور حضرت خضر ہر ایک کے ساتھ ایسی ہوتی ہیں گویا وہ اسمیں متفرد ہیں مثل اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے انسان ہونے میں بغیر مزاحمت کے اگرچہ ہیں ہزاروں اور جس شخص نے گمان کیا متفرد ہونا اس مرتبہ کا اشارہ کرتا ہے اس کی طرف جو غیر اوہ کسی کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے سیدھا سچا اس انفراد میں ہے اور اسکو مجمل کہا ہے تو شکر ہے واسطے اللہ کے کہ ان سب مقامات کو جو میں نے بیان کئے ہیں مجکو جامع بنایا۔

مشہد

آخر میں نے دیکھا خواب میں کہ قائم الزمان ہوں اس سے میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کسی شی کا نظام خیر کا مجکو آلہ بنایا اسکے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور میں نے دیکھا کہ کافروں کا بادشاہ غالب آگیا مسلمانوں کے شہروں پر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکی عورتوں بچوں کو غلام بنا لیا اور شہروں میں علامات کفر ظاہر ہو گئے اور علامات اسلام کھو دئے العیاذ باللہ اور خدا کا غضب اہل زمین پر ہوا غضب کی صورت متمثل ملاء اعلیٰ میں ہوئی اور سخت رنج ہوا غضب میری نظر میں ہے غضب الہی کا سبب ہونے کے جس ...

الی فرایت غضبا نامر جیۃ نقشت من تلقاء الحضرۃ
فی قضیر لامن جہۃ مایرجع الی ہذا العالم وانا
ساعتئذ فی جم غفیر من الناس منہم الروم ومنہم
الاوزبکۃ ومنہم العرب بعضہم رکبان الابل
وبعضہم فرسان وبعضہم مشاۃ اعلی
اقدامہم واقرب ما رایت شبہا بہم زوار الحجاج
یوم عرفۃ ورایتہم غضبوا لغضبی وسالونی
ماذا حکم اللہ فی ہذہ الساعۃ قلت فک کل
نظام قالوا الی متی قلت الی ان ترونی تسکن
غضبی فجعلوا یتقاتلون بینہم ویضربون
وجوہ ابلہم فقتل منہم کثیر وانکسرت رؤس
ابلہم وشفاہہا ثم انی تقدمت الی بلدۃ
لخربہا واقتل اہلہا فتبعونی فی ذالک کلہ و
خربنا بلدۃ بعد بلدۃ حتی وصلنا اجمیر
وقتلنا ہنالک الکفار واستخلصناہا منہم
وسبینا ملک الکفار ثم رایت ملک الکفار ذاہبا
معہ ملک الاسلام فی نفر من المسلمین فامر
ملک الاسلام فی اثناء ذالک بذبحہ
فبطش بہ القوم وصرعوہ وذبحوہ بسکین
فلما رایت الدم یخرج من اوداجہ متدفقا قلت
الآن نزلت الرحمۃ ورایت الرحمۃ والسکینۃ
شملت من باشر القتال من المسلمین وصاروا
مرحومین فقام الی رجل فسالنی عن المسلمین
اقتتلوا فیما بینہم فتوقفت عن الجواب فلم احر
رایت ذلک لیلۃ الجمعۃ الحادیۃ والعشرین

ہ من ذی القعدۃ سنۃ ۱۱۴۴ **مشہد آخر** لا شبہۃ فی ان حقیقۃ الحقائق وحدۃ لا کثرۃ فیہا وانہ لابد لہا من تنزلات لتظہر الکثرات وتتعین المراتب باحکامہا وخواصہا ۴

المشہد الخامس والاربعون ۴۵

ہ وان حرکتہا من جزافۃ وحدتہا الی آخر المراتب تدریجیۃ وان لا غایۃ لہا لانفس ظہور ۴ ۴ ۴

کہ میں نے ایسی حیثیت سے کہ وہ رجوع ہے طرف اس عالم کے اور میں
اسوقت لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ انمیں روم اور ازبک اور عرب
ہیں بعضے اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضے گھوڑوں پر اور بعضے پیادہ ہیں
اور قریب ہے کہ جو میں نے دیکھا مشابہ انکے ہیں حاجی لوگ روز عرفہ
اور میں نے دیکھا کہ وہ سب غضبناک ہیں میرے غضبناک ہونیسے اور
مجھسے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا اسوقت میں نے کہا ہر انتظام
کے دور کرنیکا انھوں نے کہا کبتک میں نے کہا کہ جبتک کہ تم دیکھو میرا غضب
ساکت ہو گیا پھر وہ آپسمیں قتال کرینگے اور اونٹوں کے منہہ پر
مارینگے تو قتل ہو گئے انمیں سے بہت اور بہت اونٹوں کے سر ٹوٹے پھر میں
بڑھا آگے ایک شہر کیطرف اسکے ویران کرنے اور اسکے لوگوں کو
قتل کرنیکے لیے اور انہوں نے پیروی کی اور تابعداری کی میری اسمیں
ہر چیز میں اسیطرح خراب کیا ہمنے ایک شہر کے بعد ایک شہر یہانتک کہ
ہم پہنچے اجمیر اور وہاں کفار کو قتل کیا اور انسے چھڑایا ہمنے
اسکو اور غلام کر لیا ہمنے کفار کے بادشاہ کو پھر میں نے دیکھا کہ
بادشاہ کفار جا رہا ہے بادشاہ اسلام کیساتھ مسلمانوں کے گروہ میں پھر
حکم دیا بادشاہ اسلام نے اسی اثنا میں اسکے ذبح کرنیکا تو پکڑ لیا اسکو
لوگوں نے اور گرا دیا اسکو اور ذبح کر ڈالا چھری سے پھر جب دیکھا میں نے
کہ خون اچھل رہا ہے اسکی رگوں سے میں نے کہا اب رحمت نازل ہوئی اور میں نے
رحمت سکینہ کو دیکھا کہ شامل ہو گئی ان مسلمانوں سے جنھوں نے جہاد کیا
اور وہ ہو گئے رحمت کیے گئے پھر کھڑا ہوا ایک مرد اور مجھسے سوال کیا
ان مسلمانوں کا جنھوں نے آپسمیں قتال کیا تو میں نے توقف کیا جواب میں
اور نہ بیان کیا حق کو دیکھا شب جمعہ کو اکیسویں ماہ ذیقعدہ ۱۱۴۴ھ کو

مشہد آخر اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ حقیقت الحقائق
وحدت ہے کثرت نہیں ہے اور اسکے واسطے تنزلات ضروری ہیں تاکہ
کثرت ظاہر ہو اور اسکے احکام و خواص کیوجہ سے مراتب متعین ہوں اور

ہ اس وحدت کی حرکت اسکی صرافت وحدت سے آخر مراتب تک تدریجی ہے ۔

كال تلك الوحدة وأن لها عند حركتها النفسها الى
مراتب الكثرات حب مقدس اعلى من الارادة
الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبيعي
الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول
امره ثم انه يتسع دائرتها شيأ فشيأ بازاء اتساع الكثرة
اذ لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها
وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع الحب
التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت
وكانت منه وبرزت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك
فيها من له ادنى بال ولنا بعد هذا مشهد آخر
فشاهدنا ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة
ليس على حد واحد بل هنالك حب خاص مندمج
في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز
الموجود بالفعل وحب آخر هو كالشيء بالقوة القريبة
او البعيدة ومن الحب الظاهر منه حب يتعلق بظهور
نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك ذكر
لافراد تلك النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد
تلك النشأة صاحب ظهور الافراد بتفاصيلها بازائها
ظاهرا ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون
فردا متشخصا في المثال وفردا منتشرا يصدق على
كثيرين على سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم
في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر ثم
ان الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يكون
ظهور تدبير الهي متعلق بتلك النشأة اولا وكذلك
اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انفسخ ذلك

اور اسکی کچھ نہایت نہیں مگر نفس ظہور کمال اس وحدت کا
اور کمالات کے واسطے وقت اسکے حرکت النفسیہ کے طرف مراتب
کثرات کے حب مقدس علی ہے جو ارادہ اختیاریہ سے کہ کہتی ہے ایک
قوم اور ایجاب طبعی کہتے ہیں اور یہ حب بسیط ہے ابتدا میں پھر
اسکا دائرہ وسیع ہو گیا آہستہ آہستہ مقابلہ وسعت کثرت کے
اسواسطے کہ ہر مرتبہ کے واسطے ایک خاص حب خاص کا کہ وہ سبب ہے
اسکے بروز ظہور کا اور تحقیق بساطت اولی میں نہیں خالی تھی
جمیع حب سے جو بعد میں ظاہر ہوئیں لیکن وہ اسمیں مندمج تھیں پھر
ظاہر ہو گئیں اور پوشیدہ تھیں پھر ظاہر ہو گئیں پس یہ ایسے اصول ہیں
کہ اسمیں کچھ شک کرنا نہ چاہیے جس شخص کی ادنی بھی سمجھ ہو اور ہمارے
واسطے اسکے بعد ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہم نے کہ اندماج
جمیع مراتب کا اس بساطت میں حد واحد پر نہیں ہے بلکہ یہاں حب
خاص ہے مندمج اس حب بسیط میں وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل
کے ہے اور ایک حب دوسری ہے کہ وہ مانند شے قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور حب
ظاہر میں سے ایک وہ حب ہے کہ متعلق ظہور نشاء کلیہ کے ہے اولا اور بالذات
اور یہاں اس نشاء کے افراد کا کچھ ذکر نہیں پھر جب آیا وقت ظہور افراد
اس نشاء کا ہوئی حب ظہور افراد کی تفصیلوں سمیت بازاء
ظاہر اور اس سے ہے جو تعلق رکھتی ہے ظہور فرد سے اس نشاء سے کہ
ہو وہ فرد متشخص بیچ مثال اور ایک فرد منتشر صادق آتی کثیرین
پر علی سبیل البدل عالم ناسوت میں اس طرح کہ ہو قائم اس مرکز میں
ایک شخص پھر بعد اسکے دوسرا شخص اور اسیطرح اور پھر حب متعلق
ظہور فرد کے ساتھ اس معنی کے یا یہ کہ قصد کیا جاوے اس سے تدبیر
الہی کے ظہور کا جو متعلق ہے ساتھ اس نشاء کے یا نہ ہو اور مانند
اسکے جب تعلق ہو حب ساتھ ظہور نشاء کلیہ کے پھر منفسخ ہوئی
یہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد و اشخاص کے پس یا کہ منفسخ

اور ہوئے ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہ ہو مقصود ہ

ھو الحب عند ظہورہا الی افراد و اشخاص فاما ان ینفسخ

ھو رکت صور قبل القطب متمثلی [illegible]

بقصد ظهور تدبير الهي لوا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة النشأة الحيوانية
فقط بل بازائها حب خاص ظهر في اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة لنشأة الناموية
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في
اول الامر يكون هذا المراد فردا جامعا لجميع النشآت
الالهية والكونية فان كان قصد به تدبير نشأة فهو
الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في
عالم المثال وهو النبي بالاصالة وما زال في عالم الناسوت
يظهر امثالها مثال بعد مثال حتى وجد سيدنا محمد
صلى الله عليه وسلم فكملت به احكام تلك المرتبة
وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد نفس تحقق
هذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذي ليس بنبي
واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما جاء وقت
ظهور افرادها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد كان
قصد به حينئذ تدبير نشأة فهو نبي من الانبياء
وليس الفرد الجامع وان لم يقصد به حينئذ ذلك
بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الالهية
على القوى الكونية فهو الولي الفاني الباقي وربما
لا يتعلق الحب في اول الامر ولا عند ظهور افراد
النشأة الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند
ظهور افراد في الناسوت وحينئذ ان كان قصد به
تدبير ملة فهو وارث الانبياء او غير ذلك فهو
وارث الملاء الاعلى او لم تقصد الا كونه راشدا فقط

صرفاً فهو وارث الاولياء فهذا معرج غامض غمض علينا ابنواحد الى الخ

مگر نفس وجود اس نوع کا کمال ہے ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے مشاہدہ
کیا کہ نشاء انسانیہ تابع نہیں نشاء حیوانیہ کے فقط بلکہ اسکے...
مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشاء
حیوانیہ تابع نہیں نشاء نامویہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ جب
متعلق ظہور فرد کے اگر ہے اول امر میں تو ہوگی یہ مراد جامع جمیع
نشات الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہو اس سے قصد تدبیر نشاء کا
تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے جو متمثل تھے عالم مثال میں وہ
ہی نبی بالاصالت ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اسکے مثال ظاہر ہوتی
ہے ایک بعد دوسرے کے یہانتک کہ پائے گئے سیدنا....
محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس پورے ہوگئے ان سے احکام اس
مرتبہ کے اور اگر قصد نہ کی جاوے اس سے تدبیر نشاء کی بلکہ
قصد کیا جاوے نفس تحقق اس وجہ کا کمال ہے
تو وہ ایسا فرد ہے کہ نبی نہیں اور جسوقت متعلق ہوئی
حب ظہور نشاء کلیہ کے پھر جب آیا وقت ظہور اسکے
افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے پس
اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاء کا تو وہ
ایک نبی ہے انبیا میں سے اور نہیں وہ فرد جامع اور
جو یہ قصد نہ کیا جاوے اسوقت بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ
جنمیں غالب ہوں قوائے الٰہیہ قوائے کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے
اور بسا اوقات حب اول امر میں متعلق نہیں ہوتی ہے اور نہ وقت ظہور افراد
نشاء کلیہ کے ساتھ ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہوتی وقت ظہور
افراد کے بیچ عالم ناسوت کے اور اسوقت اگر اس سے قصد کیا
جاوے تدبیر ملت تو وہ وارث الانبیا ہے یا اسکے سوا تو وہ
وارث ملاء اعلیٰ کا ہے یا نہ قصد کیا جاوے مگر اسکا راشد ہونا فقط تو
وہ وارث اولیا ہے پس یہ سیرت غامض ہے اسکو خوب سمجھو نازعوں سے

اعلم ان للفرد احكاما لا توجد لغيره منها انه ليس له
مستقر من اول ما سافرت النقطة الجبينية الى ان تعود
الى معدنه سافرت انما كل نشأة له مستودع و سيره فيها
اسرع من سير السهم اذا انفصل من القوس حتى يبلغ
الى منتهاه فلا يتعلق بذيله شئ من قذر النشأة
بخلاف غيره اللهم الا ما كان في حكمة الله ان النشأة
المتأخرة تستمد من النشأة المتقدمة متضمنة ومنها
انه يرزق المحبة الذاتية وحقيقتها النقطة الجبلية
عائدة الى معدنه من السير علما او حالا او نشأة و
اما غيره فليس له في هذا القسم نصيب ومنها انه
لا يكون السبب الحقيقي لانتقال الفرد من نشأة الى
نشأة الا المحبة الذاتية تفصيل ذلك ان الفرد
اذا ورد في مستودع فلا بد ان يلفت زمانا الى
احكام تلك النشأة فيصل الى الدرجة سنامها
ويقتعد غاربها ويظهر منه ما لا يظهر من غيره
ثم بعد ذلك لا بد ان ينفض تلك النشأة عن نفسه
كالجنين يخرج من بطن امه وينفض عن النشأة
الجنينية فاذا حان النفض تذكر النقطة الجبلية فيه
مقر العزة حين البساطة وتشتاق اليه اشد
الاشتياق فيهيجها لنفسها المحبة الذاتية ومن
خاصيتها ان ينقطع عنه عروق تلك النشأة ثم
وينفك نسمة عن جسده كانكشاف الاوصال واذا
حان انفكاك روحه عن نسمته الهوائية عاد اليه
ذلك الهيمان والنفض واذا حان انفقاء روحه
عاد اليه ايضا وهلم جرا حتى تصل النقطة الى مر

پڑو پھر وہ جان کر فرد کے واسطے احکام ہیں اسکے بغیر
میں نہیں پائے جاتے بعض ان میں سے یہ کہ اسکے واسطے کوئی ٹھکانا
نہیں اول سے جب سے سفر کیا نقطہ جبینیہ نے جبتک وہ عود کرے
واسطے اس شئے کے جسکے واسطے سفر کیا تھا بیشک کہ نشاۃ
کیلئے پناہگاہ ہے اور سیر اسکے بیچ میں تیز ہے تیر سے جس وقت کہ وہ نکلا کمان سے
یہاں تک کہ پہنچے اپنے منتہا کو پس اسکے دامن میں کوئی شئے نجاسات
و آلودگی نشاۃ سے نہیں لگتی بخلاف اسکے غیر کے الٰہی مگر یہ بات ہے
کہ اللہ کی حکمت میں ہو کہ نشاۃ متاخرہ مدد چاہئے نشاۃ متقدم
سے ضرور ہے اور بعض ان میں سے یہ ہے کہ اسکو نصیب ہوتی ہے
محبت ذاتیہ اور اسکی حقیقت ہے نقطہ صیبیہ عود کرنے والا طرف
معدن کے جس جگہ سیر علم یا حال یا نشاۃ کے اور اسکے غیر کو واسطے
اسمیں نصیب نہیں ہے اور بعض ان میں سے یہ ہے کہ نہیں ہوتا سبب حقیقی
واسطے انتقال فرد کے ایک نشاۃ سے دوسرے نشاۃ کی طرف مگر محبت
ذاتیہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب ہوتا ہے مستودع میں
تو ضرور ہے اسکو التفات کرنا ایک زمانہ اس نشاۃ کے احکام کیطرف پس
واصل ہو سکے اسکی بلندی کو اور بیٹھے اسکی کوہان پر اور ظاہر ہو اس سے وہ باتیں کہ
نہیں ظاہر ہوئیں اسکے غیر سے پھر بعد اسکے ضروری ہے کہ نشاۃ کو اپنی
ذات سے دور کرے جیسے کہ بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتا ہے
اس نشاۃ بچہ پن کا تو جب کہ وقت ہو دور ہو جانے کا تو یاد کرتا ہے نقطہ
اس میں مقر عزت اور ہنگام بساطت کو اور مشتاق ہوتا ہے اسکی طرف نہایت شوق
پس اسکا جوش کرنا نفس کے واسطے وہی محبت ذاتیہ ہے اور اسکی...
خاصیت سے یہ ہے کہ اس سے منقطع ہو جاتی ہیں رگیں اس نشاۃ کی
پس جب کہ وقت ہوتا ہے اسکی روح کا اسکے جسم کثیف سے اور
وقت ہوا اسکی روح کا انفکاک کا نسمہ ہوائیہ سے تو وہی ہے اسکی
طرف وہی گستگی محبت اور بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہو

ہو تو اسکی روح کا نور بھی اسکی طرف عود کرے اور اسیطرح عود ہوتی چلی جائیں جبتک پہنچے نقطہ آخر کو اور اپنی جان بساطت کو اور اپنی قرارگاہ عزت کو لیکن یہ سو الی حین وضعہ بساطتها

ويمتد عروجها الى ان تعاد غار النشأة الجسد ببدن فقط

الانبياء ظاهرة اما في خلفهم فمناصب وراثة الانبياء
كالمجددية والقطبية وظهور آثارها واحكامها
والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين
واصفات كل مقام حصل لكل انسان في خلق
الخلق وظهور رقائق منه وتعين كل حقيقة
بما يناسبها ووفور آثار كل رقيقة بحيث لا يشغله
شان عن شان واما اقتعاد غارب النشاء
النسمية فمنه ان يكون معدل الوصل بالنسم
المقيدة باجسادها الى التدلي الاعظم المتلبس
الطبيعة الكلية وان يكون جارحة في افاضة
الصور الخارجية والوقائع الكونية وان شئت
الحق فليس للفرد حال ولا مقام ولا منصب
انما كل شئ له بلسان رقيقة على حال تدلى
لكنه العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب
انما الاحوال والمناصب فيه فعلى هذا ينبغي
ان يحمل كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه
بالتدبيرات العالية والمناصب الشامخة
وقد نبهناك على جماع كلامه ملاه او له
ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق ظاهرة بارزة
ولكل رقيقة حكم واثر خاص لا بد ان يظهر
تلك الآثار منه وليس له ان يكم نفسه عنها
لانها جبلت عليها رقيقة قمرية تجذ وجذ وها من
العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطريق
المنسوبة الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية
يجذ وجذوها من العلوم الكسبية التصانيف ص

ص وراثي ناص في كل علم يبلغ اليه نظره الا كان معقولا او منقولا ورقيقة زهرية يجذ وجذوها الجمال في المحبة لحيطها حد يحبه كل احد من حيث يدريان ورقيقة

ظہور انبیاء میں نشاء جسدیہ کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور
انکے سوا میں پس منصب وراثت انبیاء کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت
اور انکے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کی ہر علم و حال
اور جمع درمیان صفات ہر مقام کے کہ حاصل ہو واسطے ہر انسان کے پیدا
ہونے خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقائق کا اور متعین ہونا ہر رقیقہ کے
اس سے جو اس کے مناسب ہے اور زیادتی آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت
کہ نہ روکے اسکو ایک حال دوسرے حال سے لیکن ظہور بلندی
نشاء نسمیہ کا پس اس سے ہے یہ کہ ہو واسطے وصول علوم
نسم مقیدہ باجسام کے طرف تدلی اعظم جس پر ہے طبیعت کلیہ
اور یہ کہ فیضان ہو آلات میں صور خارجیہ کے اور وقائع کونیہ کے
اگر تو چاہے حق بات تو نہیں ہے واسطے فرد کے کوئی حال اور نہ مقام اور
منصب بتحقیق ہر شئے واسطے اسکے ہے بزبان رقیقہ اور وہ
حال تدلی ہے لیکن عالم تمام نہیں ڈھانکتا اسکو حال اور نہ منصب
بیشک احوال اور مناصب بیچ اسکے ہیں پس بنا برین چاہیے
کہ حمل کیا جاوے ہر کلام فرد کا اس شئے سے جو خبر دیوے ساتھ قیام اسکے تدبیرات
عالیہ و مناصب بلند اور ہم آگاہ کر چکے ہیں تجھکو جامع کلام اور اول
سے اسکے اگر تو سمجھدار ہے اور اس میں دس رقائق ظاہر ہیں اور ہر رقیقہ
کا اثر و حکم خاص بکثرت ہے کہ وہ آثار اس سے ظاہر ہوں اور نہیں روک سکتا
رکھ اپنے نفس کو ان سے اسواسطے کہ وہ جبلت سرشت ہوئی ہیں اوپر اسکے رقیقہ
قمریہ جو مقابل علوم کسبیہ کے جیسے علم حدیث اور برکات طریقہ منسوب جو طرف
ہیں مشائخ صوفیہ کے اور ایک رقیقہ عطاردیہ کہ وہ مقابل ہے
علوم کسبیہ تصانیف وغیرہ کے خاص ہر علم میں کہ اسکی نظر پہنچی ہے خواہ
کوئی علم ہو معقول یا منقول ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے
وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ وہ ہر ایک دوست
رکھتا ہے اسکو خواہ ہر ایک اسکو دوست رکھتا ہے

شمسية يحذو حذوها الغلبة والظهور على الكل معنى
واستحقاقا وحفظا لجميع خلق الله تحت الحكم الوحدانى
ورقيقة مريخية يحذو حذوها من كل كمال التأصل
والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شئ مهلهلا ؏
ضعيف البنيه ورقيقة مشترية يحذو حذوها
قطبية وامامة وهداية وكونه مثابة للناس فيها
يتقربون الى ربهم ورقيقة زحلية يحذو حذوها من كل
رقيقة بقاؤها تأصل وتقود مدى الازمنة وايضا تجرد
الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملأ الاعلى يحذو حذوها
همة محيطة بجميع ما يلصق به هي شبح لنظر الله
وعصمة له ورقيقة من الملأ السافل يحذو حذوها
نور يدخل في يديه ورجليه وعينيه وجميع اعضائه
ورقيقة من التدلى الالهى المتدلى الى عباد الله
يتشعب منه شعبتا نور النبوة وشعبة الولاية
وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا قد سيد الاشتغال
شان عن شان ولا يأتى عليه حال من الاحوال الى
التجرد الى النقطة الكلية الا وهو خبير بها الآن وانا
الآتى تفصيل الاجمال او شرح نقطة بدورة
وليس صدور الكرامات من الفرد كصدورها عن غيره
فان غيره يصدر منه الآثار والخوارق بغلبة
حالة فيه حيث تحكمت على طبقات وجوده وتسلطت
ولم يكن العمدة الا هي اما الفرد فكل جزء منه مستقل
على شاكلته وذلك انك قد علمت ان فيه رقائق
كلية جملية وجاءت من قبل الاسماء الالهية ورقائق
جاءت من قبل نفوس الافلاك وطبايعها ؏

اس حیثیت سے کہ ان دونوں کو معلوم نہیں اور ایک رقیقہ شمسیہ ہے
جو مقابل ہے غلبہ اور ظہور سب پر معنا استحقاقا اور حفظا تمام
خلق اللہ کے تحت میں حکم وحدانی کی میں اور ایک رقیقہ
مریخیہ ہے کہ اسکے مقابل ہے ہر کمال سے تاصل اور سختی و
رسوخ اگر وہ نہ ہوتا تو ہر شے ہوتی بودی اور بناوٹ کی کمزور
اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ مقابل ہے اسکے قطبیت و امامت اور ہدایت
اور ہونا اسکا لوگوں کا مرجع جس میں لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈیں
اور ایک رقیقہ ہے زحلیہ اسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا اور تاصل
مدت ناقد ہونا اور زمانی زمانوں تک اور نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ اور ایک
رقیقہ ملا اعلی سے اور اسکے مقابل ہے ہمت جو محیط ہے ان سب
چیزوں کو اس سے لگی ہوئی ہیں وہ قالب ہے اللہ کی نظر اور اسکی
عصمت کا اسکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملا سافل کا مقابل
ہے اسکے نور جو داخل ہوتا ہے اسکی ہاتھوں اور پاؤں اور
آنکھوں میں اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو
متدلی ہے اللہ کے بندوں کی طرف اس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ
نور نبوت کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اسکا نفس
بالکل نفس ایسا پیدا ہوا ہے کہ نہیں روکتی اسکو کوئی شان کسی
شان سے اور نہیں آتی اس پر کوئی حال احوال سے تا حوال ہر وقت تجرد کی طرف
نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اس سے ابھی بعد تحقیق آنے والا
تفصیل ہے اجمال کی یا شرح ہے نقطہ کی ساتھ دورہ کے اور خوارق
اور اسکی کرامتیں صادر نہیں ہوتیں جیسی اسکے غیر سے کیونکہ اسکے
غیر سے آثار اور کرامتیں صادر ہوتی ہیں غلبہ سے اس حالت کے
جو اسمیں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اسکے طبقات وجود پر اور
مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہی لیکن فرد کا ہر جز
اپنی روشنی صورت پر مستقل ہوتا ہے اور بیان اسکا یہ ہے کہ تمہاں

ہ چکے ہو کہ اسمیں رقائق کلیہ جلیہ ہیں کہ آئے ہیں اسماء اللہ کیطرف سے اور رقائق ہیں کہ آئے ہیں نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے ۔ ۔

م و رقائق جاءت من ۔ ۔

م ورثت صورتها الطبيعة متمثلة فى الملأ الاعلى [illegible]

قبل العناصر و رفائق جاءت من قبل تصنف
الكمال الحاصل له اصنافا ولا ينبسط جزء على
جزء آخر قط فلا تنعزل البهيمية عن مقتضاها ابدا
بتسلط الملكية عليها ولا تنعزل الملكية عن مقتضاها
ابدا بتسلط البهيمية عليها ولا يكون متجردا لشيء
من الكمال بحيث يمحق اثر الكمال الآخر بل كل عند
مقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فباحد جهتين
احدهما ان يكون المدبر الحق اراده لعباده ايصال
نفع دنيوي واخروي او دفع ضر كذلك او اراد
تعذيبهم على فعالهم فيجري على يديه وينسب
الخرق اليه وهو في الحقيقة كالميت في يد الغسال
لا اختيار له في ذلك وثانيهما ان يرجع من الفرد
الى عقل حكمة وفراسة فاذا رأى شيئا فيه نفع له
او لغيره بسط رقيقة من رقائقه الى ما يناسب
هذا الشيء فظهر خارق عادة في الناس مثلا
اراد ان يخبر الناس عما سيأتي من الوقائع
فبسط رقيقة من رقائقه وهي القمرية فتلقت
علما والقاه اليهم او اراد تسخير قوم فبسط
رقيقة من رقائقه وهي الشمسية فسخرت
وهلم جرا ومن خواص الفرد في الجبروت الذي نبا
انه يتأتى له ان يعبد ربه بجميع اخلاقه
وجميع طبائعه وذلك ان الانسان في مجرى
العادة يفعل فعال الشجاعة للداعية
ترجع الى جلب نفع او دفع ضر دنيويين فاذا
كان العهد فرد انعقد في الملاء الاعلى حكم

ومن احكام الحق فترشح منه اثر الى النفس وانبعث الداعية وخدمها خلق من اخلاقه ۲

اور رقائق ہیں کہ آئے ہیں جانب عناصر سے اور رقائق ہیں کہ آئے
ہیں طرح طرح کے کمالوں سے جو اسکو حاصل ہیں اور نہیں مسلط ہوتا ایک جز
دوسرے جز پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمیت کبھی اپنے مقتضا سے
ملکیت کے تسلط سے اس پر اور نہ ملکیت اپنے مقتضا سے معزول ہوتی
ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اس پر اور کبھی متجرد نہیں ہوتا کسی
کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہو جائے بلکہ ہر
نزدیک ہر شی اپنی مقدار سے ہے تو اس سے جو خارق عادت ظاہر ہو
تو دو وجہوں میں سے ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنے بندوں کو نفع
پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا
آخرت کا یا انکو افعال پر عذاب دینا چاہے تو اس فرد کے ہاتھ پر جاری
ہو جاتا ہے اور وہ اسکی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحالیکہ وہ فرد
مانند مردہ کے ہے غسال کے ہاتھ میں اسے اس میں کچھ اختیار نہیں اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ وہ فرد رجوع ہوا اپنی عقل اور حکمت و فراست کیطرف پس جب
دیکھے کسی شے میں اسکو نفع ہے یا اور دوسرے کو تو اسکو رقائق میں سے
کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت
لوگوں میں مثلاً وہ ارادہ کرے کہ جو وقائع آنیوالے ہیں انکی لوگوں کو خبر کرے
تو بسط کرے اسکا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور لوگوں کو وہ علم
پہنچائے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کی تسخیر کا تو بسط کرے ایک رقیقہ
رقائق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرے اور اسیطرح اور جو بالک
خیال کرو اور فرد کے خواص سے یہ کہ وہ جبروت کی دنیا میں اپنے رب کی عبادت
کرتا ہے تو سب اخلاق اور جمیع طبائع سے اور یہ امر اسلئے ہے کہ عادت
میں ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہے واسطے اس داعیہ کے کہ معمول
نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو جب یہ عہد ہو عالم اعلی میں جو حکم
منعقد ہوتا ہے حق کے احکاموں سے اسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس
کیطرف تو اٹھتا ہے داعیہ اور اسکی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے

صہ۱۴ اخلاق مجرب + –

بجرت الافعال وهو في كل ذلك فان عن مراده
باق بمراد الحق فهذا معنى عبادته باخلاقه
والانسان له طبائع ولكل طبيعة فنا وبقاء
وكمال توجه اليه من ربه وافعال يجيء منها
بفنائها في الحق وتجليات معنوية حاصلة
من تركيب الكمال بالطبيعة البشرية بحسب ذلك
الكوكب كما ان الطبيعة الزهرية بحسب النسمية
تقتضي ان يلتذ كل حسن بالجمال الذي خصه الله
تعالى به ويرى في كل لذة ومحبة انقيادا
الى الله واخباتا له فيكون المحاسن بلذاتها
والاشياء التي يلتذ بها كانها السنة تذكر الله تعالى
فيحصل له حالة عجيبة يستغرق فيها ويسكر حينا
من الدهر وقس على ذلك كل طبيعة وان شئت
الحق فعبادة لربه في حقه جريان منه على
مقتضى طبيعته والله حافظه واذا اتاه زجر
على فعل فسببه مخالفته في ذلك المباس الذي البسه
الله تعالى ومن خواصه في البرزخ انه اذا انتقل
عن هذا البدن هام الى الطبيعة العامة التي تعم
كل موجود هيمان النفس الناطقة الى بدنها او
ان هيمانها هيمان تدبير وهيمانه هيمان عشق
فحينئذ يسري في اجزاء العالم بهمته ففي الحجر حجر
وفي الشجر شجر وفي الفلك فلك وفي الملائكة ملك
لا يصده طور عن طور كهيئة الطبيعة المطلقة
وحينئذ لما كان من هذا العبد آثارا عجيبة
واحكاما غريبة فمنها انه يعلم بالعلم الحضوري
هو انه القيم بالطبيعة الاولى كما ان النفس يعلم انه قائم وليس بقائم الا الجسد ولا يعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما اعلم ذلك ٭

جو افعال کہ ہوتے ہیں خلل اور وہ ہر بالکل فانی ہے اپنی مرادات سے اور
باقی ہیں ساتھ مراد حق کے پس یہ معنی ہیں اسکی عبادت کے ساتھ اخلاق حق کے اور انسان کے واسطے
طبائع ہیں اور ہر طبیعت کیواسطے فنا و بقا اور ہر طبیعت کو ایک کمال
اسکا طرف سے رب اپنے اور افعال ہیں جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں
سبب اسکے فنا کے حق میں اور تجلیات معنوی ہیں جو ترکیب کمال کے ساتھ طبیعت
بشری کے حاصل ہوتی ہیں موافق اس کوکب کے جیسے طبیعت زہریہ بحسب نسمیہ مقتضی
ہے کہ لذت اٹھاوے ہر حسن اس جمال کا جس کے ساتھ اللہ تعالی نے اسکو خاص کیا اور
دیکھی ہر لذت اور ہر خوشی میں تابعداری اللہ کی اور فروتنی سے ایک ہو گئیں
ہیں جمال سب اس کے ساتھ لذت لیتی ہے اور ہر شے جس سے لذت اٹھاتا ہے
سب کے سب زبانیں ہیں ذکر کرنے والیاں اللہ تعالی کے پس حاصل ہوتا ہے اسکو ایک
عجیب حالت کہ اس میں مستغرق ہو جاتا اور نشہ میں ہو جاتا ہے ایک مدت تک اور اسی پر قیاس
کر ہر طبیعت کو اور اگر تو چاہے تو کہہ حق کی عبادت اپنے رب کیلئے اسکے حق میں چاہتا
طبیعت کا اسکی جاری ہونا ہے اور اللہ اسکا حافظ ہے اور جو کسی فعل پر کہ جو
آتا تو اسکا سبب اسکی مخالفت اس لباس کا سبب اسی لباس کے
ہے جو اللہ نے پہنایا اور اس فرد کے خواص سے ہے عالم برزخ میں یہ کہ
جب وہ انتقال کرے اس بدن سے ہیمان کرے طرف طبیعت عامہ کے جو
عام ہے ہر موجود کو جیسا کہ ہیمان نفس ناطقہ کا بدن کی طرف ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیمان
ہیمان تدبیر ہے اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہے اس وقت سرایت کرتا ہے
ہمت سے اجزاء عالم میں تو پتھر میں پتھر اور شجر میں شجر اور فلک میں فلک ہے
اور ملائکہ میں ملک نہیں روکتا اسکو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت
طبیعت مطلقہ کے اور اس وقت اکثر اوقات اس فرد کے واسطے آثار عجیبہ
اور احکام غریبہ ہوتے ہیں پس انہیں سے یہ ہے کہ جانتا
ہے علم حضوری سے کہ وہ طبیعت اولی کو قائم
رکھنے والا ہے جیسا کہ نفس جانتا
ہے کہ قائم ہے

بعلم حصولی کما یعلم ان فلانا الاجنبی ابن فلان ومنها أن هذه الحقیقة ربما صارت معدّا لبعض التدبیر الکلی فبرز بروزا فی بعض امور أطوار کونه سببا لافاضة البرکات شعر ومن بعد هذا ما فاق صفاته وما اکتمه احظی لدی واجمل

تحقیق فی بیان قول السید عبد السلام بن لشیش قدس سرہ علی مشرب القوم اللهم جعل الحجاب الاعظم حیاة روحی وروحه سر حقیقتی وحقیقته جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتهی المراد بالحجاب الاعظم ذات النبی صلی الله علیه وسلم کما دل علیه قوله قدس سرہ فیما سبق وحجابك الاعظم القائم لك بین یدیك وانما عبر عنه بالحجاب الاعظم لان حقیقته علیه الصلوٰة والسلام اول المبدعات واعظمها کما ذکره القوم فی قوله صلی الله علیه وسلم اول ما خلق الله نوری ومنها انشعبت الحقائق فهما الواسطة بینها وروحه نبی الانبیاء فان ارواحهم انما اخذت العلوم والمعارف بواسطة روحه فکما ان النبی ترجمان الحق فی قومه والواسطة بینه وبینهم فکذلك روحه صلی الله علیه وسلم ترجمان الحق فی الارواح والواسطة بینه وبینها وفی قوله عن من قائل فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بك علی هؤلاء شهیدا اشارة الی هذا المعنی بناء علی ان هؤلاء اشارة الی الشهداء وصورته الظاهرة فی الناسوت التی علیها ظهرت المعجزات وبینت علی

اور وہ قائم نہیں مگر جسد قائم ہے اور اس علم سے نہیں جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہے علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کوئی اجنبی ابن فلان ہے اور انہیں سے یہ کہ حقیقت ہوتی ہے سبب واسطے بعض تدبیر کلی کے پس ظہور کرتی ہے بعضے مواطن میں اور ہوتی ہے افاضہ برکات کا شعر ومن بعد ہذا ما فاق صفاتہ - وما اکتمہ احظی لدی واجمل - یعنے اسکے بعد اسکی صفتیں ظاہر نہیں ہیں لیکن میں اللہ سے نزدیک اسکا چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے تحقیق بیان میں قول سید عبد السلام ابن شیش قدس سرہ کے قول کے اللهم اجعل الحجاب حیاة روحی وروحہ سر حقیقتی وحقیقتہ جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتہی حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر ان قدس سرہ کا یہ قول و حجابک الاعظم القائم لک بین یدیک جسکا پہلے بیان ہوا اور تعبیر ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت آنحضرت علیہ الصلوٰة والسلام کی اول مخلوقات اور اعظم ہے جیسا کہ ذکر کیا قوم نے بیچ اس فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اور اس سے نکلی ہیں حقیقتیں پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطے ہے درمیان انکے ہے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہے کیونکہ بیشک انبیاء کی ارواح نے اخذ کئے علوم اور معارف بواسطے اس روح مبارک کے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور قوم میں اسیطرح روح مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح میں اور واسطے اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ اس قول اللہ تعالی فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا اشارہ ہے طرف اس معنی کے بنابریں کہ ہؤلاء اشارہ ہے طرف شہداء کے اور انکی صورت ظاہرہ ناسوت میں جس سے معجزات ظاہر ہوئے

ف پھر کیا ہوتا ہے جب ہم ہر امت کے گواہ کو لائیں گے (۱۳) لسانها المعارف والاحکام واسطة بین الحق وخلقه وسبب لقربهم منه وظهر کر اور یہ پیغمبر تم سب پر گواہ کیا جائیں گے ۱۲

ومما بينا ان له صلى الله عليه وسلم نشآت ثلاثة كلية ثلاثة
اصناف من التوسط بحسب تلك النشآت فاولها مرتبة
تسمى عند الطائفة بالحقيقة المحمدية وهي تعين
كلي في الخارج لاحكام الاسماء الكلية وثانيها مرتبة
عندهم بالروح المحمدي وهي التعين الجامع للحقيقة الالهية
عند انحصار الانسان الكلي الحي في مظاهره وتعيناته
وثالثها النشأة الناسوتية المنوطة بها الكمالات التي
بعد بعثته الى الخلق على رأس اربعين سنة من عمره
من اقامة الامة العوجاء وفتح ابصار عمي وآذان
صم وقلوب غلف حتى يشهدوا بالوحدانية ويتهذبوا
ويعلموا احكام الله المتعلقة بافعال المكلفين وغير ذلك
من المعارف الجليلة واكمل الاولياء من كان على قلب
خاتم الانبياء صلى الله عليه وسلم في تلك النشآت
الثلث لكن الحقائق الجزئية المستعدة لكمالات
المحبة والمحبوبية وما يضاهيهما لا يتعين الا بعد
انحياز الانسان الكلي بحياله فاول تعينها في الخارج
يضاهي ويسامت التعين الروحي من الحقائق الكلية
فلا يظهر مدد الحقيقة المحمدية الواصل الى
الحقائق الجزئية الا بعد تعينها او تكون الجامعية
ميراثا لها وانعقاد الاستعداد ميراثا
عن الروح المحمدي فيكون مرتبة العطايا واحدة
واسرار وجودها متعددة فاذا تمهد هذا فنقول
الشيخ قدس سره يتبهل الى ربه تبارك وتعالى
بلسان استعداده ان يجعله في التوسط تابعا ونائبا
محمد صلى الله عليه وسلم بحسب النشآت الثلث

قوله العوجاء صفة لكل معوج عن سواء الطريق اي ملة ابراهيم

اور اس صورت کی زبان سے بیان ہو سکتے ہیں معارف اور احکام و اسرار کو بیان کا حق
اور سالکی ملکوت اور کے سبب مخلوق کے تقرب کا حق اور ظاہر ہوا اس سے جو مخفی
بیان ہے کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تین عالم ہیں کلیہ اور تین قسم
کے ہیں توسط کا موافق تین نشأت کے تو اول مرتبہ ہے جسکو کہتے ہیں حقیقت
محمدیہ کی گروہ اور وہ ایک تعین کلی ہے خارج میں واسطے احکام اسمائے کلیہ کے اور دوسرا
مرتبہ ہے جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ تعین جامع ہے
حقیقت الہیہ کی وقت منحصر ہونے انسان کلی کے طرف مظاہر اور تعینات
کی اور تیسرا انہیں نشأت ناسوتیہ ہے جس سے وابستہ ہیں کمالات جو ظاہر ہوئے بعد
نبی ہونیکے خلقت کیطرف جب عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی اور گمراہ کو
راہ پر لائے اور اندھوں کو بینائی اور بہروں کو کان اور دلوں کو بخشے
کیونکہ واسطے تاکہ وہ وحدانیت الٰہی پر گواہی دیں اور تہذیب پائیں
اور جانیں اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تھے اور اسکے سوا اور
معارف جلیلہ اور اکمل الاولیاء وہ شخص ہے جو قلب خاتم الانبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم پر ہے ان تینوں عالم میں لیکن حقائق جزئیہ مستعد جو واسطے
کمالات محبیت و محبوبیت وغیرہ جو ان دو کے مانند ہیں نہیں متعین ہوتی
مگر بعد حیز اختیار کرنے انسان کلی کے اسکے مقابل ہی پس اول
تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج میں مشابہ اور ہم رتبہ ہے تعین روحی کے
کے حقائق کلیہ سے پس ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کی جو واصل ہے
طرف حقائق جزئیہ کے مگر وقت اسکے تعین کے اور جامعیت کے میراث
حقیقت محمدیہ کی اور منعقد ہونا استعداد کا بیان باعتبار میراث
روح محمدیہ کے تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار وجود کے متعدد
جب یہ بات بیان ہوئی تو اب ہم کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ
تضرع و زاری کرتا ہے تبارک و تعالیٰ سے بزبان اپنی استعداد
کے کہ ہمیشہ سکو کرے موافق توسط سید ہمارے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے بحسب نشأت ثلاثہ کے اور دے کمالات مختصہ کو ہر

من الكمالات الناسوتية وبقوله اللهم اجعل الحجاب
الاعظم حيوة روحى اعنى بها الروح المنفوخة
فى البدن والمدبرة له المريدة للحس والحركة وهى قوة
والجزئية المستعدة لكمالات الجزئية التى اشرنا
اليها بازاء الصورة الناسوتية فى الافراد الكلية
المستعدة للكمالات الجمعية ولا يخفى حسن تشبيه
المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم الى روح
هذا المستفيد بالحيوة التى هى كمال اول للروح
وعبر عن سواله ميراثه من الكمالات الروحية بقوله
وروحه سر حقيقى وذلك لان الحقائق الجزئية انما
تنشأ من حيث تعين الارواح الكلية ولا يخفى
ما فى التعبير عن المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم
الى حقيقة هذا المستفيد بالسر الذى يفهم منه
الخفاء والمصدرية للآثار والكمالات وتعين
الاستعدادات مستمرا دائما على نمط واحد
من الحسن والبراعة وعبر عن سواله وراثته
بحسب الكمالات التى ورثتها الحقيقة المحمدية الكمّل
للافراد وتلك المرتبة بقوله وحقيقته جامع عوالمى
وذلك لان الاكملية بهذا الوجه تستلزم ظهورات
كثيرة بازاء النشآت الخارجية كل رقيقة اجمال نشأة
ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه صلى الله عليه
وسلم فى هذه المرتبة الى حقيقة المستفيد صورة
جمع العوالم بهذا المعنى لجعل ذلك كذا الافيضية
والتحقيق جعل الشئ متحققا فى الخارج والمدد منه
الفيض المقدس ولا يخفى ما فى وضع المظهر موضع المضمر

نکہ نزدیک ہیں پس تعبیر کیا اپنے سوال کو میراث کی کمالات ناسوتیہ سے اس
قول کیساتھ کہ اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی کہ مراد اس سے روح ہے
جو بدن میں پھونکی گئی ہے جو بدن کی مدبر ہے اور اسکی حس و حرکت کا ارادہ کرتی ہے
اور وہی افراد جزئیہ میں مستعد ہے واسطے کمالات جزئیہ کے جنکی طرف اشارہ کیا گیا ہے
بمقابل صورت ناسوتیہ کے افراد کلی میں جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ
چھپا ہوا نہیں ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ کمال اول ہے واسطے
روح کے اور تعبیر کیا مستفید نے سوال میراث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات
روحیہ کا ساتھ اس قول کے وروحہ سر حقیقی یا اور یہ اسواسطے کہ حقائق جزئیہ
بیشک ظہور کرتی ہیں اس حیثیت سے کہ جہاں متعین ہوتی ہیں ارواح کلیہ اور
پوشیدہ نہیں ہے وہ کہ بیچ تعبیر کرنے کے ایسی مدد جو واصل ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا
اور مصدر ہونا واسطے آثار و کمالات اور تعین استعدادات کا ہمیشہ ایک طرز پر
حسن و براعت کے اور تعبیر کیا اس سے سوال اور اسکا میراث کی موافق ان کمالات
کے جسکی وارث ہوئی حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں ظاہر ہوا انگر بیچ
سب سے اس مرتبہ کے جو اسکا قول ہے وحقیقتہ جامع عوالمی
ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ اکملیت ساتھ اسی وجہ کے لازم
ہے واسطے ظہور رقائق کثیرہ کے بمقابلہ نشأت خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال
ہے ایک نشأۃ کا اور اسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مرتبہ میں طرف مستفید کے اس
کی صورت جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے کہ جعل ذالک کذا
بتحقیق اور تحقیق کرنا شے کا متحقق ہے خارج
میں اور مراد اس سے فیض مقدس
ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر
سے مکان مضمر میں کہ

مادونه من جهة كونه حقا اى متحققا بذاته متعرفا
لغيره واول الاشياء فانه وجود الموجودات وماهية
الماهيات **تحقيق** للعارف وصول الى الذات
ووصول الى الاسماء والتجليات سواء قلنا بان الوصول
الى الذات علم بها او ادراك لها او لا فما يوهم نحو
ما ذكرنا من كلام المتحققين في هذه المسئلة بمعناه
نفي العلم والاحاطة لا نفس الوصول وتفصيله
ان السالك اذا وصل الى الحقيقة التي يعبر عنها
بانا وجدتها عماد ونها ووقف التنزلات الى التعين
والتقرر والوجود واصل ذلك كله الوجود المطلق
وله تنزلات شتى وملابس كثيرة فيعرف في ضمن
هذه الالتفات كل تنزل ولبسة ثم استدرك
التنزل وتلك اللبسة فلا يدرك المثال الا
بالمثال ولا الروح الا بالروح وهكذا يرجع متصعدا
حتى يدرك الحقيقة التي لا حقيقة فوقها متجليا
بعينها فهناك وصول وليس هناك علم الا بالوجدان
الا بانا وما احسن قول الشيخ العارف عفيف الدين
التلمساني مشيرا الى هذه النكتة **شعر** ومشتكى
فوري بها يتفطر ا يحق لها بين القلوب انفطارها
وماذا على من صار غالا لحكم ما ... اعارا وما لم تبتة
جارها ؛ فالكمل يتحقق لهم الوصول الى الذات بالفعل
وكذا للغير اصول الاسماء والتجليات فنا وبقاء ولا
يجوز ان يكون لهم حالة منتظرة في ذلك نعم بعد
ذلك احكام خاصة بكل نشأة من النشأت يعتورها
الانسان مرة بعد مرة وكانه قد احاط بها اجمالا

کرنیوالا اس بات کا کہ تحقیق صادر ہو اس سے بسبب اسکے ہونے کے حق
یعنی متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور اول اشیاء ہیں بیشک وہ وجود
الموجودات وماہیت الماہیات ہے تحقیق عارف کو وصول ہوتا ہے ذات کی طرف اور
وتجلیات کی طرف برابر ہے اگر ہم کہیں کہ وصول الی الذات علم ہے ذات کا اور ادراک ہے
اور ایک ہو یا نہ ہو اور جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کئے ہوئے محققین کے کلام سے
اس مسئلہ میں تو اسکے معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی نہ نفس وصول کی
اور اسکی تفصیل یہ کہ سالک کو جب وصول ہوتا ہے اس حقیقت کے
وہ حقیقت جس کو تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ حقیقت مجرد کر دیتی ہے اپنے
ماسوا کو اور واقف ہوتی ہے تنزلات کی طرف تعین وتقرر وجود کے اور
اس سب کی اصل وجود مطلق ہے اور اسکے واسطے تنزلات ہیں بہت اور
لباس ہیں کثیر پس پہچانا اس التفات کے ضمن میں ہر تنزل وہر لباس
ایسا نہ جانا اس تنزل اور اس لباس کو نہیں ادراک ہوتی مثال
مگر ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اور اسی طرح رجوع
کرتا ہے صعود کرتا ہوا یہاں تک کہ ادراک کرتا ہے اس حقیقت کو کہ
اسکے بعد کوئی اور حقیقت نہیں ہے ساتھ اس حقیقت کے بعینہا
پس وہاں وصول ہے اور علم نہیں وہاں مگر انا کا اور کوئی ادراک نہیں
مگر انا کا اور کیا خوب قول شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی جو اشارہ
کرتے ہیں اس نکتہ کیطرف شعر ومشتکی فوری بہا یتفطر وا
یحق لہا بین القلوب انفطارہا وماذا علی من صار غالا فقرہا
وقد اولیاہم سیجیر جارہا پس کاملوں کیواسطے وصول متحقق ہے
طرف ذات کے بالفعل اور اسیطرح سب کیواسطے وصول اسماء اور
تجلیات کے فنا وبقا تحقیقاً نہیں جائز یہ کہ ہو انکے واسطے حالت
منتظرہ اس امر میں ہاں اسکے بعد احکام خاص ہیں ہر
نشأ سے نشأت میں کہ بدلتا ہے انکو انسان ایک
بعد ایک کے گو یا اس نے احاطہ کر لیا انکا اجمالاً ان دونوں

[illegible] دربیان الوصولین

وما بقي الا التفصيل بل فتر قليلا الكمل غير متعمد
بهذا المعنى تحقيق اعلم ان الاول تعالى
يعلم الاشياء بوجهين احدهما الوجه الاجمالي
انه لما علم ذاته علم انه علة لذاته [illegible] الوجوب
لان العلم بالعلة التامة يكفي في العلم بمعلولها ومن ذلك
مثال ذلك موجودة بوجود العلة لا بوجود امكاني لان كل شيء
انما يحقق بتحقق الواجب له واذا او حصل بايجاده
اياه فاذا كل شيء كمال الواجب اخذ منه الحمل الكلي
صفاء وصفاء رهك الاشياء [illegible] انقهما كل كمال
يقتضي شيئا بخصوصه وكل شيء يحتاج الى الكمال الخصوصي
كان هذه الكمالات والاشياء امر واحد يجري ان منه
من لوازم الواجب اعتبارا انه الذاتية بمنزلة العلم
والقدرة والحياة وتلك معلولات لصادر نفسه
وثانيهما الوجه التفصيلي بيانه ان كل موجود انما
هو معلول الواجب وما لا يكون معلولا لا يمكن ان
يتحقق وليست حاجة هذه المعلولات اليه تعالى
مثل حاجة البناء الى البناء بل حاجتها او اصل نفسها
وجودها وتحققها او تقومها مستمرة ما دامت
موجودة وايجاده لها وتحقيقه اياها هو كنسبتها
وتحققها الا غير وانما اسناد الامتياز التام في بعضها
من بعض امتياز بعض انحاء الايجاد والتحقيق
والتقوم من بعض فهذا الانبساط اقوى من
الارتباط الصورة بمحلها يقتضي حضور الاشياء المعلولة
فيعلم الاول تعالى الاشياء تلك الاشياء بصورها المرتسمة
في الواجب في علم الواجب بوجودها الامكاني سواء

صورة تفصیلیہ موجود نہیں باقی رہا مگر تفصیل نہیں اشیاء کی تفصیل ترتیبات کو انتہا نہیں
اس معنے سے تحقیق اب جاننا چاہیے کہ تحقیق ذات باری جل مجدہ کو اول اشیاء
ہے دو وجہ سے ایک وجہ تو اجمالی ہے اسکا بیان یہ ہے کہ جب اپنے
ذات کو جانا تو ذات کی اقتضا کو جانا جو سے نظام وجود کا ترتیب ہے تو اس کا
علم کافی ہے معلول علم کا اور یہ اشیا اور ان کا وجود امکانی ان کے ساتھ
وجود امکانی کے ہیں کہ ہر شئے متحقق ہوتی ہے تحقق واجب اور ایجاد کے
ساتھ ایجاد واجب کے پس مقابل ہر شئے کے کمال ذات واجب کا سے تحقق
اور ہر ایک ان سے بذات ان شئے کے صدور کا وہ کمال ہے جسکے مطلوب کا تو ہر کمال
مقتضی ہے کسی شئے کا [illegible] اور ہر شئے محتاج ہے کمال مخصوص کی بغیر مصرف
یہ کمالات اور اشیاء امر واحد ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم واجب تعالی اور
اعتبارات اسکی ذات بمنزلہ علم کے ہیں اور قدرت اور حیات کے اور یہ سب
ہیں واسطے اسکے کہ صادر ہوتے ہیں اسکے وجود دوسری وجہ انکی
تفصیلی ہے بیان اسکا یہ ہے کہ ہر موجود معلول واجب کا ہے اور جو نہیں
معلول نہیں ممکن ہے اسکا تحقق اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اسکے
مثل حاجت معمار کی بنیاد [illegible] معلولات کی طرف اصل
اور وجود اور تحقق اور تقوم کی مستمر ہے جبتک موجود ہیں اور ایجاد اسکا
کا ہے واسطے انکے اور تحقق کرنا اسکا، مگر کہنہ ہے انکے وجود کا اور
انکے تحقق کا نہ کچھ اور جز اینی ہست کہ نشا امتیاز ماہیات کا
بعض کو امتیاز ہے بعض سے سامان ایجاد کا اور تحقق اور تقویم بعض
پھر امتیاز نا ماہیت قوی ہے ارتباط صور اپنے محل سے مقتضی
ہے حضور اشیاء کو واسطے اپنے عقل کے پس جانتا ہے اول
تعالی اشیاء کو ساتھ ان اشیاء کے نزدیک صور مرتسمہ فی الواجب
سے اور یہ علم واجب کا واسطے انکے ساتھ انکے وجود امکانی
کے ہے برابر ہے اس میں مادیات اور مجردات
لیس حق یہ امر ہے کہ کچھ ہو

فی نحو ذلک المبادی بعینها التی ان فالحق انه لا حاجة
الی توسیط الجواهر العقلیة المرتسمة فیها صور الاشیاء
الا فی المفروضات التی لا تحقق لها الا فی فرض الفارض
کانیاب الغول فتدبر هذا الکلام حق التدبر مشهد
آخر اعلم ان الملل والمذاهب بالحقیقة تتصف بالحقیة
ومذهب حق ینظر الناظر فی وصف کل منهما
بذلک الی مطابقة الواقع له فتأملنا حقیقة
هذا الواقع الذی ان وافقه الشیء کان حقا
والا کان باطلا فوجدنا معنیین احدهما جلی
والآخر دقیق یتبین بعد هذا فالجلی ان یکون
کل مسئلة من الاعتقادیات مطابقة لما علیه المعتقد
فی الخارج مثلا یحکم بان الله یسخط ویغضب
ویکون الامر کذلک وبان الحشر الجسمانی کائن وهو
کذلک وکل مسئلة مما یحکم فیها بوجوب او حرمة
مطابقة لما علیه الامر المنعقد فی الملأ الاعلی مثلا
یحکم بان الصلوة واجبة ویکون فی الملأ الاعلی نزول
مثالی من قضاء مضمونه تحسین من تلبس بها
وکونها مستلزمة ترقیه تشبث بین نسمته
فی الدنیا والآخرة وتکثیر هیئات ظلمانیة عن سطوة
من قبل الاستغراق فی الاطعمة البهیمیة کما یستلزم
اکل الزنجبیل تسخین البدن وازالة البرودة عنه
فهذا النازل هنالک مطابق والحکم یرجع الیها وکل مسئلة
فیها توقیت او تحدید مطابقة لقواعد الملة
کتوقیت الصلوة بالاوقات الخمس وتحدید الزکوة
بمائتی درهم وبالحول ویکون بحیث یثبت بین الاصل

وبین هذه الاشباح وجود تشبیهی

حاجت نہیں بیچ میں واسطے جواہر عقلیہ کے جو مرتسم ہیں اشیاء کی صورتیں
مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہیں مگر فرض کر دینے والے کے فرض میں
جیسے دیو کہ واقع نہیں اور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے غور کرنیکا
مشہد آخر جاننا چاہیے کہ ملتیں اور مذاہب موصوف ہیں حقانیت
ساتھ حقیقت کے کیا کرتی ہیں کہ ملت حق اور مذہب حق اور ناظر
نظر کرتا ہے وصف میں بیچ ایک ان دونوں کے پس ہم نے تامل کیا حقیقت
کو اس واقع کی کہ اگر موافق ہو واقع اس شئے کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل
تو پائے دو رستے یا ایک تو ظاہر اور روشن اور دوسرا دقیق و باریک
کہ بعد میں معلوم ہوں گے تو ظاہر روشن تو یہ ہے کہ ہو ہر مسئلہ
اعتقادیات سے مطابق واسطے اس شئے کے جس پر اعتقاد کیا گیا خارج میں
مثلاً حکم کیا جاوے کہ اللہ ناخوش ہوتا ہے اور غضب ہوتا ہے اور یہ امر یونہی ہے
یہ کہا جاوے کہ حشر جسمانی ہونے والا ہے اور یہ یونہی ہے اور جو مسئلہ ہو کہ
کہ اس میں حکم دیجئے وجوب یا حرمت کا سو مطابق واسطے اس چیز کے
کہ جس پر منعقد ہے امر ملاء اعلیٰ میں مثلاً کہا جاوے کہ نماز فرض ہے
اور ہو بیچ ملاء اعلیٰ کے نازل مثالی اور یہ مضمون کہ اسکی تحسین
اس شخص کی جو متلبس ہو ساتھ اس کے اور اسکا ہونا مستلزم ہو واسطے
ترقی کا جمل مادے سے اسکے درمیان تشبیہ بیچ دنیا و آخرت
کے اور تکثیر ہیئت ظلمانیہ کے منع سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ
حاصل ہوتی ہے استغراق سے طعام بہیمیہ جیسا مستلزم ہے
زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت
کو انسان سے تو یہ نازل وہاں مطابق ہے واسطے علم کے
فرشتے کے اور جو مسئلہ کہ اس میں توقیت ہو یا تحدید سو مطابق
واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کو پانچ وقت اور زکوٰۃ
کو دو سو درہم اور برس میں گزرنا اور ہو اس حیثیت
کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجود تشبیہی

فی مدارک الملأ الاعلی فیکون هذا ذاک وذاک هذا
بهذا الاعتبار واذا کانت الملة کذلک قیل انها حقة
وکذلک معنی حقیة المذهب ان یکون احکامه مطابقة
لما قاله رسول الله صلی الله علیه وسلم فی نفس الامر
ولما کان علیه القرن المشهود لها بالخیر وان
کانت المسئلة لا نص فیها ولا روایة فحقیقتها
ان تکون مخرجة بقرائن تورث غالب الظن
بان النبی صلی الله علیه وسلم لو تکلم فی المسئلة
لما نطق بغیر هذا القول وان یکون وجه التخریج
والاستنباط ظاهرا لا یریب فیه المحیط باسالیب الکلام
ومقاصد الشارع فی شرع الاحکام فهذا معنی
حقیقة المذهب واما الدقیق الذی یتمیز به ان
فان یکون الحق علم جمهم شرائعه من الامم بان امم
مصطفی من عباده باقامة ملة من الملل فیصیر
خادما لارادة الحق منصبغا بظهور تدبیره وکیا
للفیض من جهة الغیب فیقال فیمن اطاعه ان العبد
فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصی الله فصار
الرضی مقصورا فی موافقة هذا التدبیر والسعی
فی مخالفته ومنافاته واذا کان کذلک صار اهل
الملة جمیعا حقة والمنظور فی صحتها بالحقیة
حینئذ ظهور التدبیر الالهی فی هذا الشخص الخیر
وکذلک المذهب ربما یکون العنایة الموجهة
الی حفظ الملة حقة متوجهة بحسب معدات
الی حفظ مذهب خاص بان یکون حفظ الملة
بوسائطهم القائمین بالذب عن الملة او یکون

مدارک ملاء اعلیٰ میں تو یہ وہی اور وہ یہی اس اعتبار سے جب کہ ملت
ایسی ہو تو کہا جائیگا کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی حقیقت مذہب کے یہ ہیں
کہ اس کے احکام مطابق واسطے اس چیز کے کہ کہا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نفس الامر میں اور مطابق ہوں واسطے اس چیز کے کہ اس پر ہیں وہ قرن کہ
دی ہے شہادت ان کے خیر کی اور اگر ہو مسئلہ ایسا کہ نہیں اس میں نص ہو اور نہ روایت
تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ ہو تخریج قرائن کے ساتھ جو مورث ہوں غالب ظن کے ساتھ
اس طرح کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے بیچ اس مسئلہ میں تو یہی فرماتے
اور یہ کہ وجہ اس کے استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نہ کرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کو اور مقاصد شارع کا بیچ شرع احکام
کے یہی معنی ہیں حقیقت مذہب کے اور وہ جو دقیق اور باریک معنی ہیں کہ جو
ایسی علم سلیم کو یہی ہو میں کہ اشتباہ سی آئی تعریف ہوئی ہو تو ملاء
اور ترجیح کرنا اس طرح سے کہ ارادہ کرے ہر گز یدہ کو اپنے بندوں میں سے ادا
قائم کسی ملت کے کرے پس ہو جائے یہ خادم ہوا ارادہ حق کا اور منصبغ ہو اس کے
ظہور تدبیر کا اور شایان ہو واسطے کہ فیض عرض غیبی کا جس کو کہا جاتا کہ
جس نے اس کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے
نافرمانی کی اور ہو رضا اس کی موافقت تدبیر کی اور غضب اس کی مخالفت
اور منافات پر ہو جب اس طرح ہو تو ہونگے احکام ملت کے سب سب
حق ہو اور اس کے حق کہنے میں منظور ظہور تدبیر الٰہی ہے بیچ
اس جسم دقالب کے نسبت اس کے اور
اسی طرح مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایت الٰہی
متوجہ ہوتی ہے حفظ اس ملت کی متوجہ بسبب
حفاظت کے طرف حفظ مذہب خاص کے اس طرح
کہ نگہبان مذہب کے اس دن ہوتی ہیں
قائم واسطے برائی دور کرنے کے
ملت یا ان کا شعار ہوتا ہے

[illegible]

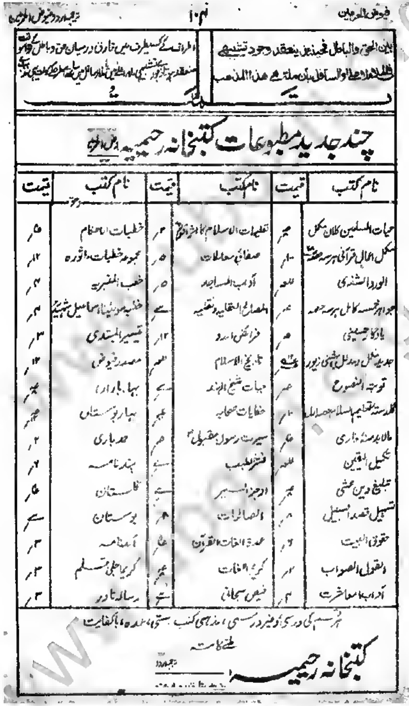

فیوض الحرمین نمبر ۱۰ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

بین الحق والباطل فحینئذٍ ینعقد وجود تشبیہی فالاعلیٰ اعلیٰ والسافل سافل ملتہ ہے هذا المذهب

اطراف کے کسی طرف میں تمایز درمیان حق و باطل کے واقع ہو منعقد ہو جاتا ہے [illegible] ہے

چند جدید مطبوعات کتبخانہ رحیمیہ دیوبند

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
حیات المسلمین کلاں مکمل	مجر	تعلیمات الاسلام کامل چار حصے	۶ر	خطبات الاحکام	۵ر
مکمل اعمال قرآنی ہر سہ حصہ	۱۰ر	صفائی معاملات	۵ر	مجموعہ خطبات ماثورہ	۱۲ر
الورد الشذی	للعہ	آداب المساجد	۵ر	خطب المنبریہ	۴ر
جواہر خمسہ کامل ہر سہ حصہ	عہر	المصالح العقلیہ النقلیہ	سے	خطبہ مولانا اسماعیل شہیدؒ	۴ر
یادگار حسینی	عہر	فرائض اردو	۱۲ر	تیسیر المبتدی	۳ر
جدید مکمل و مدلل بہشتی زیور	۱۲ر	تاریخ الاسلام	للعہ	مصدر فیوض	۱۲ر
توبۃ النصوح	عمر	حیات شیخ الہند	سعہ	بہار ابرار	مجر
گلدستہ تعلیم اسلام حصہ اول	۱۰ر	حکایات صحابہ	علعہ	بہار بوستاں	مجر
مال بر مسئلہ داری	عالمر	سیرت رسول مقبولؐ	عہر	حمد باری	۲ر
تکمیل الیقین	للعہ	فتنۂ طبیب	سعہ	پند نامہ	۲ر
تبلیغ دین عشقی	مجر	اوجز السیر	سعہ	گلستان	۵ر
تسہیل قصد السبیل	۸ر	الصالحات	۴ر	بوستان	سعہ
حقوق البیت	۲ر	عمدۃ لغات القرآن	عالمر	آمد نامہ	۳ر
القول الصواب	۱۰ر	کریمۃ الغات	مجر	کریما مع مسلم	۳ر
آداب معاشرت	۴ر	فیض سبحانی	سعہ	رسالہ نادر	۳ر

ہر قسم کی درسی و غیر درسی ، مذہبی کتب سستی ، عمدہ ، باکفایت

ملنے کا پتہ

کتبخانہ رحیمیہ دیوبند

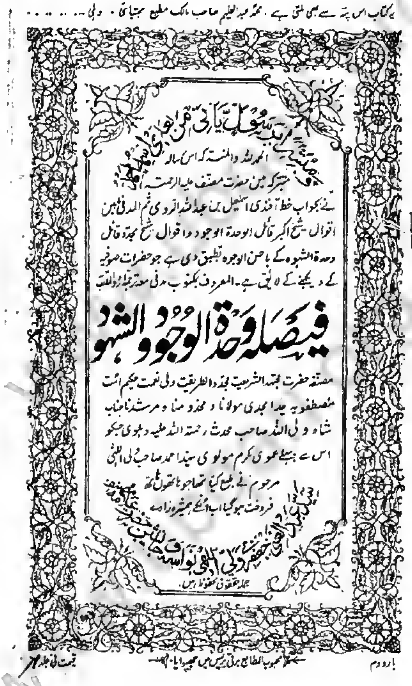

یہ کتاب اس پتہ سے بھی ملتی ہے۔ محمد عبد العلیم صاحب مالک مطبع مجتبائی۔ دہلی ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

[illegible]

الحمد للہ والمنۃ کہ اس رسالہ

متبرکہ میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ

نے بجواب خط آفندی اسمٰعیل بن عبد اللہ الرومی ثم المدنی بین

اقوال شیخ اکبر قائل الوحدۃ الوجود و اقوال شیخ مجدد قائل

وحدۃ الشہود کے باحسن الوجوہ تطبیق دی ہے جو حضرات صوفیہ

کے دیکھنے کے لائق ہے۔ المعروف بمکتوب مدنی معہ ترجمۂ اردو ملقب

فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود

مصنفہ حضرت مجتہد الشریعت مجدد الطریقت ولی نعمت حکیم امت

مصطفویہ جد امجدی مولانا و مخدومنا و مرشدنا جناب

شاہ ولی اللہ صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ دہلوی جسکو

اس سے پہلے عموی مکرم مولوی سید احمد صاحب ولی اللٰہی

مرحوم نے طبع کیا تھا جو ہاتھوں ہاتھ

فروخت ہو گیا اب انکے ہمشیرہ زادے

[illegible] جعفر ولی اللٰہی نواسہ جناب [illegible]

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

بار دوم — محبوب المطابع برقی پریس میں چھپوایا۔ — قیمت فی جلد ۱۲

وحدت الوجود کے سلسلے میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی و علمی مقالہ جو آپ کے رسوخ فی التصوف کی واضح دلیل ہے۔

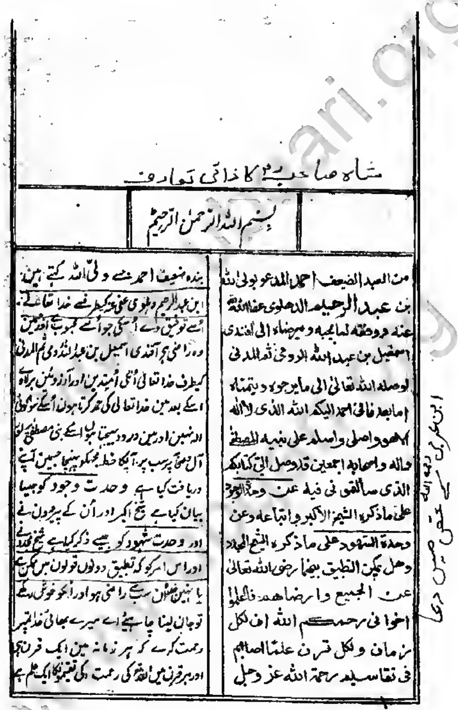

شاہ صاحبؒ کا ذاتی تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من العبد الضعیف احمد المدعو بولی اللہ
بن عبد الرحیم الدہلوی عفا اللہ
عنہ و وفقہ لما یحبہ و یرضاہ الی افندی
اسمعیل بن عبد اللہ الرومی ثم المدنی
اوصلہ اللہ تعالی الی ما یرجوہ و یتمناہ
اما بعد فانی احمد الیکم اللہ الذی لا الہ
الا ھو واصلی واسلم علی نبیہ المصطفی
وآلہ واصحابہ اجمعین قد وصل الی کتابکم
الذی سألتمونی فیہ عن وحدۃ الوجود
علی ما ذکرہ الشیخ الاکبر واتباعہ وعن
وحدۃ الشہود علی ما ذکرہ الشیخ المجدد
وھل یمکن التطبیق بینھما رضی اللہ تعالی
عن الجمیع وارضاھم فاعلموا
اخوانی رحمکم اللہ ان لکل
زمان ولکل قرن علما اصابھم
فی تقاسیم رحمۃ اللہ عز وجل

بندہ ضعیف احمد جسے ولی اللہ کہتے ہیں
ابن عبد الرحیم دہلوی عفی عنہ کیطرف سے خدا تعالی
اسے توفیق دے اسکی جو اسے محبوب ہے اور جس میں
وہ راضی ہو آفندی اسمعیل بن عبد اللہ رومی ثم المدنی
کیطرف خدا تعالی انکی امیدیں اور آرزوئیں برلاوے
اسکے بعد میں خدا تعالی کی حمد کرتا ہوں اسکے سوا کوئی
الہ نہیں اور میں درود بھیجتا ہوں اسکے نبی مصطفی پر اور
آل صحابہ پر سب پر۔ آپکا خط مجھکو پہنچا جسمیں آپنے
دریافت کیا ہے وحدت وجود کو جیسا
بیان کیا ہے شیخ اکبر اور انکے پیروؤں نے
اور وحدت شہود کو جیسے ذکر کیا ہے شیخ مجدد نے
اور اس امر کو کہ تطبیق دونوں قولوں میں ممکن ہے
یا نہیں خداوند سب سے راضی ہو اور انکو خوش رکھے
تو جان لینا چاہیئے اے میرے بھائی خدا تم پر
رحمت کرے کہ ہر زمانہ میں ایک قرن ہے
اور ہر قرن میں اللہ کی رحمت کی تقسیم کا ایک علم ہے

ابن عربی رحمہ اللہ کے حق میں دعا

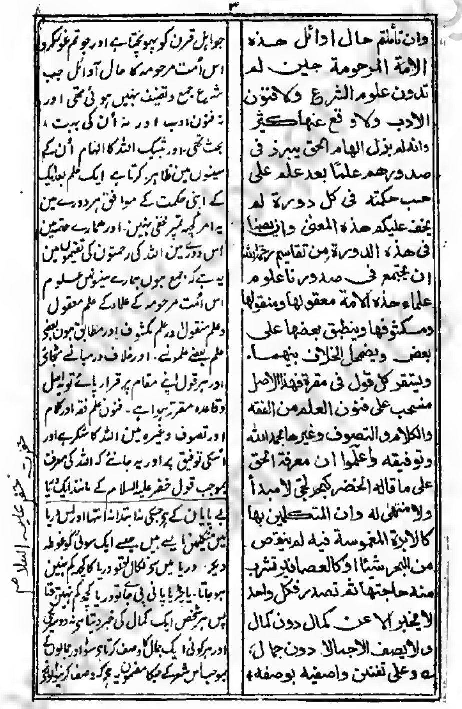

٣

وان تأملتم حال اوائل هذه الامة المرحومة حين لم تدون علوم الشرع ولا فنون الادب ولا وقع عنها كثير وانه لم يزل الهام الحق يبرز فى صدورهم علمًا بعد علم على حسب حكمته فى كل دورة لم يخف عليكم هذه المعنى وان نصيبنا فى هذه الدورة من تقاسيم رحمة الله ان يجتمع فى صدورنا علوم علماء هذه الامة معقولها ومنقولها ومكشوفها وينطبق بعضها على بعض ويضمحل الخلاف بينهما. ويستقر كل قول فى مقره فهذا الاصل منسحب على فنون العلم من الفقه والكلام والتصوف وغيرها بحمد الله وتوفيقه واعلموا ان معرفة الحق على ما قاله الخضر كبحر لجى لا مبدأ ولا منتهى له وان المتكلمين بها كالابرة المغموسة فيه لم ينقص من البحر شيئا اوكالعصافير تشرب منه حاجتها ثم تصدر فكل واحد لا يخبر الا عن كمال دون كمال ولا يصف الا جمالا دون جمال وعلى تفنن واصفيه بوصفه

جو اہل قرن کو پہونچتا ہے اور جو تم غور کرو اس اُمت مرحومہ کا حال اوائل جب شرع جمع و تصنیف نہیں ہوئی تھی اور نہ فنون ادب اور نہ اُن کی بہت بحث تھی۔ اور بیشک اللہ کا الہام اُن کے سینوں میں ظاہر کرتا ہے ایک علم بعد ایک کے اپنی حکمت کے موافق ہر دورے میں یہ امر کچھ تم پر مخفی نہیں۔ اور ہمارے حصے میں اس دورے میں اللہ کی رحمتوں کی تقسیموں میں یہ ہے کہ جمع ہوں ہمارے سینوں میں علوم اس اُمت مرحومہ کے علماء کے علم معقول و علم منقول اور علم مکشوف اور مطابق ہوں بعض علم بعضے علموں سے۔ اور خلاف درمیانے مٹجائے اور ہر قول اپنے مقام پر قرار پائے تو یہ اصل و قاعدہ مقرر ہوا ہے۔ فنون علم فقہ اور کلام اور تصوف وغیرہ میں اللہ کا شکر ہے اور اسکی توفیق ہے اور یہ جانئے کہ اللہ کی معرفت بموجب قول خضر علیہ السلام کے مانند ایک دریا بے پایان کے ہے جسکی نہ ابتدا نہ انتہا اور پس دریا میں متکلمین ایسے ہیں جیسے ایک سوئی کو غوطہ دیکر دریا میں سے نکال لیتو دریا کا کچھ کم نہیں ہو جاتا۔ یا چڑیا پانی پی جاتے تو دریا کچھ کم نہیں ہوتا پس ہر شخص ایک کمال کی خبر دیتا ہے نہ دوسرے کی اور ہر کوئی ایک جمال کا وصف کرتا ہے سوا اور جمالوں کے بموجب اس شعر کے جسکا مضمون یہ ہے کہ وصف کرنیوالے

حضرت خضر علیہ السلام

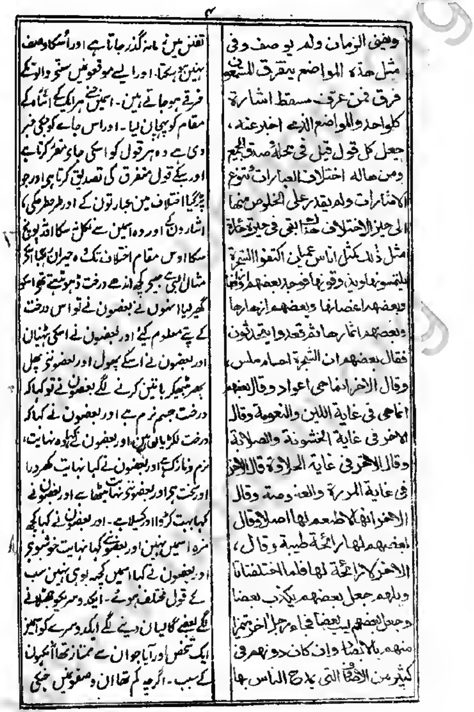

وقفى الزمان ولم يو صف وفى
مثل هذه المواضع يتفرق المشعوفين
فرق فمن عرف سقط اشارة
كلواحد والمواضع الذى اخبر عنه،
جعل كل قول قيل فى محله صدق الجميع
ومن ماله اختلاف العبارات تنوع
الاشارات ولم يقدر على الخلوص منها
الى حيز الائتلاف هذا بقى فى حيرة حالة
مثل ذلك كمثل اناس عميان اكتنفوا الشجرة
يلتمسونها ويذوقونها فوجد بعضهم ورقها
وبعضهم اغصانها وبعضهم ازهارها
وبعضهم اثمارها ثم قعدوا يتحدثون
فقال بعضهم ان الشجرة اجسام ملس
وقال الاخر انما هى اعواد وقال بعضهم
انما هى فى غاية اللين والنعومة وقال
الاخر فى غاية الخشونة والصلابة
وقال الاخر فى غاية الحلاوة قال الاخر
فى غاية المرارة والعفوصة وقال
الاخر انها لا طعم لها اصلا وقال
بعضهم لها رائحة طيبة وقال،
الاخر لا رائحة لها فلما اختلفنا
ويلهم جعل بعضهم يكذب بعضا
وجعل بعضهم يسب بعضا فجاء رجل اخر مميزا
منهم بالاثمار وان كان دونهم فى
كثير من الاصناف التى يمدح الناس بها

تفنن میں زمانہ گذر جاتا ہے اور اُسکا وصف
نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے موقعوں میں سننے والوں کے
فرقے ہو جاتے ہیں۔ اسمیں جسنے ہر ایک کے اشارہ کے
مقام کو پہچان لیا۔ اور اس جاے کو جسکی خبر
دی ہے وہ ہر قول کو اسکی جای مقرر کرتا ہے
اور سبکے قول متفرق کی تصدیق کرتا ہو اور جو
پڑگیا اختلاف میں عبارتوں کے اور طرح طرح کی
اشارتوں کے اور وہ اسمیں سے نکل نہ سکا اور پہنچ
سکا اوس مقام اختلاف تک وہ حیران ہے اسکی
مثال ایسی ہے جیسے کچھ اندھے درخت ڈھونڈتے تھے اسکو
گھیر لیا انہوں نے بعضوں نے تو اس درخت
کے پتے معلوم کیئے اور بعضوں نے اسکی ٹہنیاں
اور بعضوں نے اسکے پھول اور بعضوں نے پھل
پھر بیٹھکر باتیں کرنے لگے بعضوں نے تو کہا کہ
درخت جسم نرم ہے اور بعضوں نے کہا کہ
درخت لکڑیاں ہیں اور بعضوں نے کہا وہ نہایت
نرم و نازک ہے اور بعضوں نے کہا نہایت کھردرا
اور سخت ہے اور بعضوں نے نہایت میٹھا ہے اور بعضوں نے
کہا بہت کڑوا اور کسیلا ہے۔ اور بعضوں نے کہا کچھ
مزہ اسمیں نہیں اور بعضوں نے کہا نہایت خوشبو ہے
اور بعضوں نے کہا اسمیں کچھ بو ہی نہیں سب
کے قول مختلف ہوئے۔ ایکدوسرے کو جھٹلانے
لگے بعضے گالیاں دینے لگے ایکدوسرے کو اتنے میں
ایک شخص اور آیا جو ان سے ممتاز تھا آنکھوں
کے سبب۔ اگرچہ کم تھا ان وصفوں میں جنکی

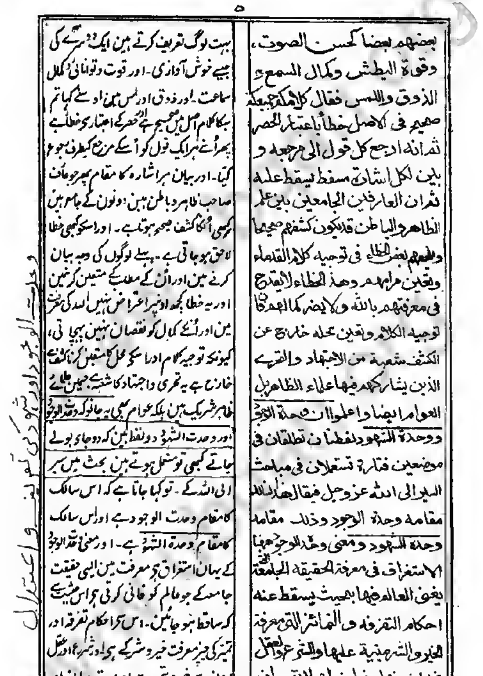

۵

بعضهم بعضا كحسن الصوت، وقوة البطش وكمال السمع و الذوق واللمس فقال كلامكم جميعكم صحيح في الاصل خطأ باعتبار الحصر ثم انه ارجع كل قول الى مرجعه و بين لكل اشارة مسقط يسقط عليه ثم ان العارفين الجامعين بين علم الظاهر والباطن قد يكون كشفهم صحيحا ويلحقهم بعض الخطاء في توجيه كلام القدماء وتعيين مرامهم وهذا الخطاء لا يقدح في معرفتهم بالله ولا يضر كمالهم فان توجيه الكلام وتعيين محله خارج عن الكشف شعبة من الاجتهاد والتحري الذين يشاركهم فيها علماء الظاهر بل العوام ايضا واعلموا ان وحدة الوجود ووحدة الشهود لفظان تطلقان في موضعين فتارة تستعملان في مباحث السير الى الله عز وجل فيقال هذا نال مقامه وحدة الوجود وذلك مقامه وحدة الشهود ومعنى وحدة الوجود هنا الاستغراق في معرفة الحقيقة الجامعة التي يفنى العالم فيها بحيث يسقط عنه احكام التفرقة والمآثر التي معرفة الخير والشر مبنية عليها والتي عن العقل عبران عنها مبنان لها التميان

بہت لوگ تعریف کرتے ہین ایک دوسرے کی جیسے خوش آوازی۔ اور قوت و توانائی و کمال سماعت۔ اور ذوق اور لمس میں او سنے کہا تم سبکا کلام اصل میں صحیح ہے اور حصر کے اعتبار سے خطا ہے پھر اُنے ہر ایک قول کو اُسکے مرجع کیطرف رجوع کیا۔ اور بیان ہر اشارہ کا مقام پھر جو عارف صاحب ظاہر و باطن ہین دونون کے جامع ہین کبھی اُنکا کشف صحیح ہوتا ہے۔ اور اسکو کبھی خطا لاحق ہو جاتی ہے۔ پہلے لوگوں کی وجہ بیان کرنے مین اور اُن کے مطلب کے متعین کرنے مین اور یہ خطا بجہ اونپر اعتراض نہیں اللہ کی معرفت مین اور اُنکے کمال کو نقصان نہین پہنچاتی، کیونکہ توجیہ کلام اور اسکے محل کا متعین کرنا کشف سے خارج ہے یہ تحری و اجتہاد کا شعبہ ہے جسمین علمائے ظاہر شریک ہین بلکہ عوام بھی یہ جانو کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود دو لفظ ہین کہ دو جا بولے جاتے کبھی تو مستعمل ہوتے ہین بحث میں سیر الی اللہ کے۔ تو کہا جاتا ہے کہ اس سالک کا مقام وحدت الوجود ہے اور اس سالک کا مقام وحدۃ الشہود ہے۔ اور معنی وحدت الوجود کے یہان استغراق ہے معرفت مین الیی حقیقت جامعہ کے جو عالم کو فانی کرتی ہے اس حیثیت سے کہ ساقط ہو جائیں۔ اس سے احکام تفرقہ اور تمیز کی جو معرفت خیر و شر کے ہے اور شرع اور عقل اون سے خبر دیتی ہے اور بہت بیان اور

وحدت الوجود اور شہود کی تعریف و اعتدال

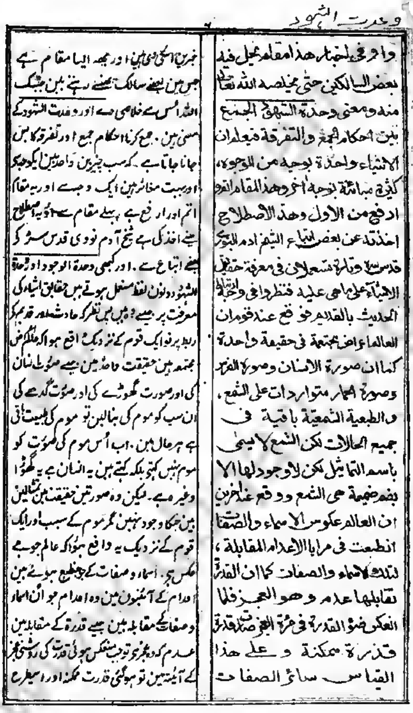

وحدت الشہود

واردفي الحبار هذا مقام يحل فيه
بعض السالكين حتى يخلصه الله تعالى
منه ومعنى وحدة الشهود الجمع
بين احكام الجمع والتفرقة فيعلم ان
الاشياء واحدة بوجه من الوجوه،
كثيرة متباينة بوجه آخر وهذا المقام اتم
وارفع من الاول وهذا الاصطلاح
اخذته عن بعض اتباع الشيخ آدم البنوري
قدس سره وتارة يستعملان في معرفة حقائق
الاشياء على ما هي عليه فنظروا في ارتباط
الحديث بالقديم فوقع عند قوم ان
العالم اعراض مجتمعة في حقيقة واحدة
كما ان صورة الانسان وصورة الفرس
وصورة الحمار متواردات على الشمع،
والطبيعة الشمعية باقية في
جميع الحالات لكن الشمع لا يسمى
باسم التماثيل لكن لا وجود لها الا
بضميمة هي الشمع ووقع عند آخرين
ان العالم عكوس الاسماء والصفات
انطبعت في مرايا الاعدام المقابلة،
لتلك الاسماء والصفات كما ان القدرة
تقابلها عدم وهو العجز فلما
انعكس ضوء القدرة في مرآة العجز صارت
قدرة ممكنة وعلى هذا
القياس سائر الصفات

خبریں اسکی دی ہیں اور یہ ایسا مقام ہے
جس میں بعضے سالک پھنسے رہتے ہیں جبتک
اللہ اس سے خلاصی دے اور وحدت الشہود کے
معنی ہیں ۔ جمع کرنا احکام جمع اور تفرقہ کا بیں
جانا جاتا ہے ۔ کہ سب چیزیں واحد ہیں ایکوجہ کر
اور بہت متغائر ہیں ایک وجہ سے اور یہ مقام
اتم اور ارفع ہے پہلے مقام سے اور یہ اصطلاح
میں نے اخذ کی ہے شیخ آدم نوری قدس سرہ کے
بعضے اتباع سے ۔ اور کبھی وحدۃ الوجود اور وحدۃ
الشہود دونوں لفظ مستعمل ہوتے ہیں حقائق اشیاء کی
معرفت پر جیسے وہ ہیں پس نظر کی حادث اور قدیم کی
ربط پر تو ایک قوم کے نزدیک واقع ہوا کہ عالم عرض
مجتمع ہیں حقیقت واحدہ میں جیسے صورت انسان
کی اور صورت گھوڑے کی اور صورت گدھے کی
ان سب کو موم کی بنالیں تو موم کی طبیعت باقی
ہے ہر حال میں ۔ اب اُس موم کی صورت کو
موم نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں یہ انسان ہے یہ گھوڑا
وغیرہ ہے ۔ لیکن وہ صورتیں حقیقت میں تماثیل
ہیں جنکا وجود نہیں مگر موم کے سبب اور ایک
قوم کے نزدیک یہ واقع ہوا کہ عالم جو ہے
عکس ہے ۔ اسماء و صفات کے جو منطبع ہوئے ہیں
اعدام کے آئینوں میں وہ اعدام جو اُن اسماء
و صفات کے مقابلہ ہیں جیسے قدرۃ کے مقابلہ میں
عدم کہ وہ عجز ہو تو جب منعکس ہوئی قدرت کی روشنی عجز
کے آئینہ میں تو ہوگئی قدرت ممکنہ اور اسیطرح

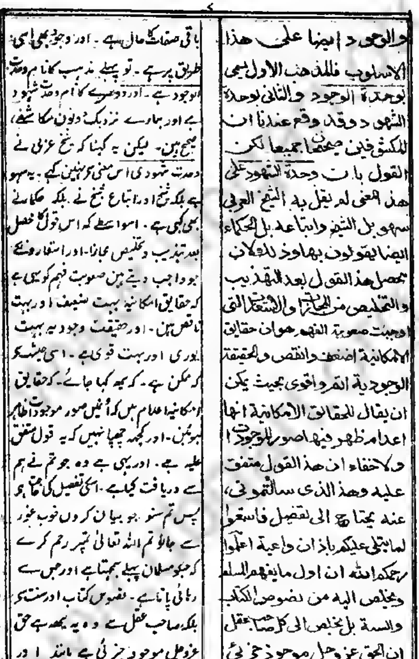

ک

والوجود ايضا على هذا الاسلوب فالمذهب الاول يسمى بوحدة الوجود والثاني بوحدة الشهود وقد وقع عندنا ان المكشوفين صحيحان جميعا لكن القول بان وحدة الشهود على هذا المعنى لم يقل به الشيخ العربي سهو بل الشيخ واتباعه بل الحكماء ايضا يقولون بها وذلك لان يحصل هذا القول بعد التهذيب والتخليص من المجازات والاستعارات التي اوجبت صعوبة الفهم هو ان حقائق الامكانية اضعف وانقص والحقيقة الوجودية اتم واقوى بحيث يمكن ان يقال للحقائق الامكانية انها اعدام ظهر فيها صور الموجودات ولا خفاء ان هذا القول متفق عليه وهذا الذي سألتموني عنه يحتاج الى تفصيل فاسمعوا لما يتلى عليكم باذان واعية اعلموا رحمكم الله ان اول ما يفهم المسلم ويخلص اليه من نصوص الكتاب والسنة بل يخلص الى كل صاحب عقل ان الحق عز وجل موجود جزئي مثل سائر الجزئيات الا انه قديم

باقی صفات کا حال ہے۔ اور وجود بھی اسی طریق پر ہے۔ تو پہلے مذہب کا نام وحدت الوجود ہے۔ اور دوسرے کا نام وحدت شہود ہے اور ہمارے نزدیک دونوں مکاشفے صحیح ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ شیخ عربی نے وحدت شہودی اس معنی کو نہیں کہے۔ یہ سہو ہے بلکہ شیخ اور اتباع شیخ نے بلکہ حکما نے بھی کہی ہے۔ اسواسطے کہ اس قول کا حصل بعد تہذیب و تخلیص مجازات اور استعارونکے جو واجب دیتے ہیں صعوبت فہم کو یہی ہے کہ حقایق امکانیہ بہت ضعیف اور بہت ناقص ہیں۔ اور حقیقت وجودیہ بہت پوری اور بہت قوی ہے۔ اسی حیثیت کر ممکن ہے۔ کہ یہ کہا جائے۔ کہ حقایق امکانیہ اعدام ہیں کہ اُنمیں صور موجودات ظاہر ہوئیں۔ اور کچھ چھپا نہیں کہ یہ قول متفق علیہ ہے۔ اور یہی ہے وہ جو تم نے ہم سے دریافت کیا ہے۔ اسکی تفصیل کی حاجت ہو پس تم سنو جو بیان کروں خوب غور سے جانو تم اللہ تعالیٰ تمپر رحم کرے کہ جسکو مسلمان پہلے سمجھتا ہے اور جس سے رہائی پاتا ہے۔ نصوص کتاب اور سنت کو بلکہ صاحب عقل سے وہ یہ سمجھ ہے حق عزوجل موجود جزئی ہے مانند اور جزئیات کے مگر وہ قدیم ہے عالم میں

في العالم خالق لهم رازق
اياهم وهذا العلم هو الذي يجده
في صدر كل عاقل قبل ان يمارس
رياضة نفسانية او يمعن في المعقول
وهو كلف به الشرع الناس والشرع
الالهي لم يكلف الناس الا بما اودعه
الله عزوجل في فطرتهم تسبب الصور النوعية
سواء كان ذلك الشئ تكلفه علما او عملا
ولم يحتج الشرع عليهم الا بما يهدي اليه
فطرتهم وهو متمكن فيهم قال الله
تبارك وتعالى فطرة الله التي فطركنا
عليها لا تبديل لخلق الله وقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم كل مولود يولد
على الفطرة الحديث وهذا معرفة
صحيحة واشارة صادقة مرجعها التجلي
من التجليات الحق عزوجل قد لم يزل
في النفس الرحماني قبل ان يتحقق الزمان في
حديث الحدوث وذلك لان النفوس
البشرية لها انجذاب اليه كما انجذب
الحديد الى مقناطيس وميلا اليه
مثل ميل النار الى جهة الفوق وميل
الارض الى جهة التحت وما صدق
ما قال بعضهم ؎ لقد صرت
مقناطيسها فقلوبنا + بجذبك ايانا
اليك تميل + هني الحق

منوثر ہے اور خالق اور رازق سکا ہے اور
یہ وہ علم ہے جو ہر صاحب عقل اپنے سینہ میں پاتا
ہے۔ پہلے اس سے کہ ریاضت نفس کی مشق کرے
یا غور کرے معقول میں اور وہ یہ ہے جسکے
سبب شرع نے لوگوں کو مکلف کیا ہے اور شرع
الہی اُسی کی تکلیف دیتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ
نے انکی فطرت میں امانت رکھا ہے۔ موافق
صورت نوعیہ کے برابر ہے خود وہ شی کہ جسکے سبب
تکلیف دیجاتی ہے ازروئے علم وعمل کے ہو اور
شرع شریف کے لوگوں پر بجز اسکے خدا تعالی نے انکی
فطرت میں مسکن یعنی رکھ چھوڑا ہے حجت قائم نہیں کی چنانچہ
خدا تبارک وتعالی فرمایا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا
تبدیل لخلق اللہ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کل مولو
یولد علی الفطرۃ الحدیث اور یہ معرفت صحیح
اور اشارہ صادق ہے۔ کہ اس کا
مرجع اللہ تعالی کی تجلیوں میں ایک تجلی ہے
قدیم ہے ظاہر ہوا۔ نفس رحمانی میں اس سے
پہلے کہ زمانہ متحقق ہوا اور حدوث کی حدیث
ہوا اور یہ اسلئے کہ نفوس لبشریہ کو اسکی طرف
کشش ہے جیسے لوہے کو کشش ہے مقناطیس
کیطرف اور آگ کو میل ہے فوق کیطرف اور
خاک کو میل ہے تحت کی طرف کیا خوب
اور ٹھیک کسی نے یہ شعر کہا ہے ؎
لَقَدْ صِرْتَ مِقْنَاطِيسِهَا فَقُلُوبُنَا + بِجَذْبِكَ اِيَّانَا
اِلَيْكَ تَمِيلُ + پس نام رکھا گیا حق کا

عز وجل الوصول الى هذا التجلى بعد الموت بلقاء الله وجعل كل ما يعين الانسان على هذا الوصول ثلج الصدر لاجل الطاعة وجعل ما يبعده عنه او تعلق قلبه عنه اثما والى هذا المعنى اشار النبى صلى الله عليه وسلم حيث قال ستروون ربكم عز وجل كما ترون القمر ليلة البدر لا تضامون على رؤيته فان استطعتم ان تغلبوا على صلوة قبل طلوع الشمس و قبل غروبها فافعلوا وهذا التجلى هو ميزان الخير و الشر كما اشرنا اليه و هذا التجلى هو الذى ينطبق عليه الاسماء الالهية نسوة الشئون فهو الذى اخبر عنه النبى صلعم حين سئل اين كان ربنا قبل ان يخلق خلقه فقال كان فى عماء ما فوقه هواء وما تحته هواء وهو الذى اخبر عنه الصوفية بقولهم ان الوجود ظهر فى مظهرين مظهر واجب له التاثير والقهر والفعل والتنزه وهو مظهر ممكن له التاثر والانقهار والانفعال والتلوث وقال الشيخ محى الدين ابن على العربى ذوق الانبياء والاولياء يدل على ان هذه ارادة متحدة انتهى فمن اثبت هذه التجلى هو صاحب الفطرة التى فطر الناس عليها واوفق الانبياء والاولياء فى معرفتهم ربهم ومن لم يثبته اخطأ الفطرة وما بين الانبياء والاولياء فى معرفتهم بربهم وصار زنديقا دهريا وكذلك كل من نكر

وصول اس تجلی کا موت کے بعد لقاء اللہ اور گردانی گئی جو چیز کہ اعانت کرے انسان کی اس وصول پر کہ اسکا سینہ روشن ہوتا ہو عبادت او جو چیز کہ اُس سے دور کرے اور دل اُسکا متعلق ہو اسکا نام گناہ اور اسی معنی کیطرف اشارہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے سَتَرون ربکم عز وجل کما ترون القمر البدر لا تضامون فی رؤیتہ فان استطعتم ان تغلبوا علی صلوۃ قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا فافعلوا اور یہی تجلی میزان ہے خیر و شر کی جیسے ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ اور یہی تجلی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی نود و نہ نام منطبق ہوتے ہیں اور وہ یہی تجلی ہے جسکی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خبر دی ہے جب کسی نے آپ سے پوچھا۔ کہ ہمارا رب کہاں تھا جب خلقت کو پیدا نہیں کیا تھا۔ تو آپنے فرمایا کہ عماء میں کہ اسکے فوق بھی ہوا ہے اور تحت بھی ہوا ہے اور یہی جو صوفیہ نے کہا ہے کہ وجود ظاہر ہوا دو مظہروں میں ایک مظہر وہ جسکو تاثیر واجب ہے۔ اور قہر اور منزہ ہونا۔ اور ایک مظہر وہ جسکے لیے ممکن ہے تاثر اور قہر اُٹھانا اور فعل قبول کرنا۔ اور آلودگی اور کہا ہے شیخ محی الدین بن علی عربی نے کہ انبیاء اولیاء کا ذوق دلالت کرتا ہے کہ وہاں ارادہ متحد ہے۔ انتہی پس جسنے ثابت کیا اس تجلی کو ایسا جیسے وہ ہے تو اس فطرت کو پہونچ گیا جس فطرت پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اور موافق ہوا اللہ کی معرفت میں انبیاء اور اولیاء کی اور جسنے ثابت کیا اُسنے خطا کی فطرت میں اور اسمیں جو بیچ نبیوں انبیاء اولیاء اللہ کی معرفت میں تھے اور زندیق اور دہریہ ہو گیا اسیطرح

[illegible]

[illegible]

علما اودعه الحق فی جذر فطرة الانسان فی انکا علیه التکلیف فهو الزندیق وکذا لامن العلوم ان الفطرة التی یکون منکرها زندیقا ان حقایق الاشیاء ثابتة وان للاشیاء وجودات خاصة یدور علیها خواصها کالنار محرق والماء مطفی والزنجبیل حار والکافور بارد والصلوة خیر والزنا شر فمن لم یقل بذلک قامت علیه الحجة من نفسه علی نفسه وکذبته الدلائل من نفسه علی نفسه ووقع فی حوض من تهافت الاقوال والآراء وقد عرفنا من سنة النبی علیه الصلوة والسلام انه یمنع التعمق من طور الفطرة ونهی عن الخوض فیما سوی ذلک الا ان الصوفیة عرفوا ان النهی انما جری علی العقل وعلی صورة الانسانیة فلو ان انسانا استعمل فیه عقله وخاض فی ذلک لو انسانا کان منهیا عنه لکنهم یخوضون بطور وراء طور العقل ونباهم من البشر مجملا فقد خاض الناس بعد احکام هذا الاصل الذی جبلوا علیه فی علم آخر وهو ان الاشیاء المعقولة والمحسوسة مشترکة فی الوجود وهو المعنی الذی به تتفق هذه الاشیاء المعدوم فانا قد نتصور المثلث مثلا ونعقل انه لیس بموجود وقد نتصوره ونعقل انه موجود ولا بد ان المثلث الثانی یفارق المتصور الاول

جو انکار کیا اس علم کا جو اللہ نے فطرت انسان کی اصل میں امانت رکھا ہے اور اسپر احکام شرع کا مدار ہے وہ بھی زندیق ہے اور اسطرح علوم سے ہے ایسی فطرت جسکا منکر زندیق ہے یہ حقائق اشیا ثابت ہیں اور یہ کہ اشیاء کیواسطے وجود خاص ہیں جنپر انکے خواص کے حکم کا مدار ہے جیسے آگ اسکا خواص جلا دینا ہے اور پانی کا خواص بجھا دینا اور سونٹھ گرم ہے۔ اور کافور سرد ہے اور نماز خیر ہے اور زنا شر ہے جو اسکا قائل ہو تو خود اسکے نفس سے حجت قائم ہوگی اور جھٹلا دیگی خود اسکی نفس کی اور پڑ جائیگا گڑھے میں نیست یعنی سستی اقوال و آرا کیطرف ہوا اور ہمنے جانلیا ہے سنت شارع صلعم سے کہ انہنے منع کیا ہے طور فطرت سے تجاوز کرجانیسے۔ اور نہی کی خوض کرنے میں اسکے سوا ہے لیکن صوفیوں نے یہ پہچان لیا ہے کہ نہی بیشک جاری ہوئی ہے عقل پر۔ اور صورت انسانیہ پر تو انسان اگر اسمیں عقل صرف کرے اور خوض کرے اسمیں اس سبب سے کہ وہ انسان ہے تو اس سے منہی ہے۔ لیکن وہ خوض کرتے ہیں ایسے طور سے جو عقل کیطرف سے آگئی ہے اور اس شئے کو کہ وہ بشر میں الحاصل بیشک لوگوں نے خوض کی بعد احکام اس ایسی اصل کے جسپر سرشت اور بیئت کئے گئے ہیں ایک اور علم میں اور وہ علم یہ ہے کہ اشیاء معقولہ و محسوسہ مشترک ہیں وجود میں اور وہ ہی معنی ہیں جس سے جدا جدا ہے یہ اشیاء معدوم کیونکہ کبھی تصور کرتے ہیں مثلث کا مثلا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ وہ موجود نہیں اور کبھی ہم تصور اور جانتے ہیں کہ وہ موجود ہیں اور ضرور پہلے مثلث سے جو دوسرا مثلث متصور ہے وہ علیحدہ اور جدا ہے اور

والذی هو یفارقه هو الوجود وهو لم یکون مبدأ
للقابلیة والفاعلیة فی هذه الاشیاء ثم فی الماهیات
وهی المضلوات الزائدة علی الوجود والامور التی بها
یسمی الفرس والانسان والحمار والبعیر بهذه الاسماء
والتی بها یقدر فی انفسها لکل منها من الاحکام
والآثار ثم اختلفوا فی حقیقة هذا الوجود و
کیفیة انضمامها فقیل الوجود امر انتزاعی یتصف
به الماهیات والجاعل لم یجعل الماهیة ماهیة
موجودة اقول هذا القول صادق فی نفسه،
خطأ باعتبار حصر معرفة الوجود وجود لکن ذکره
فی بحث الوجود الحقیقی فانا ندرک لا محالة
امرا انتزاعیا نسمیه بالوجود ونصف به الماهیات
والاتصاف به اثر من آثار جعل الجاعل سبحانه
وقیل الجاعل جعل الماهیة واصدرها من نفسه
وبعد اصدارها نظر الناظرون الی بعض
احوالها من ظهور الفاعلیة و
القابلیة ونحو ذلک فارتسم فی
صدورهم عند ذلک صورة تسمی الوجود
اقول هذا ایضا قول صادق فی نفسه
خطاء باعتبار حصر معرفة الوجود فیه
فانا ندرک قطعا امورا متمایزة فی الخارج
نسمیها بالاسماء المختلفة ولا جرم انها اثر الجاعل
والحق ان هنالک وجودات خاصة نسمیها بالماهیات
محفوفة بین وجودین آخرین احدهما الوجود
الواحدة فی المنبسط علی هیاکل الموجودات وهو

جس سے دونوں میں جدائی ہے وہ موجود ہے۔ اور وہی مبدأ قابلیت
اور فاعلیت ان اشیاء میں اور متمایز یعنی امتیاز دینے والا کائنات کا
کہ وہ خصوصیات زائدہ ہیں۔ وجود سے اور وہی ایسے امور جن سے نام
رکھا گیا ہے۔ گھوڑا اور انسان اور گدھا۔ اور اونٹ ان
ناموں سے اور وہی ہے جس سے مقدر کئے گئے ہیں احکام اور آثار
پھر ان لوگوں نے اختلاف کیا اس وجود کی حقیقت میں
اور اسکے انضمام کی کیفیت میں تو بعضوں نے کہا کہ الوجود امر
انتزاعی یتصف به الماہیات۔ یعنی وجود ایک امر انتزاعی ہے
جس سے ماہیتیں متصف ہوتی ہیں۔ اور جاعل نے ماہیتوں کو
ماہیت کیا نہ وجود کو ہو لیکن ماہیتوں کو موجود کر دیا ہے
میں کہتا ہوں یہ امر سچا ہے فی نفسہ خطا ہے باعتبار حصر معرفت وجود کے
لیکن اسکا ذکر بحث حقیقی کا ہے کیونکہ ہم ادراک کرتے ہیں ضرور
ایک امر انتزاعی جسکا ہم نام رکھتے ہیں وجود اور اس سے وصف کرتے ہیں
ماہیات کا۔ اور اُس وصف کا ایک اثر ہے اثروں سے جعل جاعل کی
اور سب ہے اور بعضوں نے کہا کہ جاعل نے بنایا ماہیتوں کو اور
صادر کیا اپنے نفس سے اور بعد ان ماہیتوں کے صادر ہونے کے دیکھنے
والوں نے دیکھا۔ اور ماہیتوں کا بعض حال ظہور فاعلیت اور
اور قابلیت وغیرہ کا تو ان کے دلمیں منتقش ہوئی ایک صورت
کہ اُسکا نام وجود ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بھی قول صادق ہے
فی نفسہ اور خطا ہے باعتبار حصر معرفت وجود کے بیچ اسکے
کیونکہ ہم ادراک کرتے ہیں قطعی ایسے امور متمایز فی الخارج
جنکے ہم مختلف نام رکھتے ہیں اور ضرور وہ اثر جاعل کا ہے
سچ بات یہ ہے کہ وہاں وجودات خاصہ ہیں جنکا ہم نام ماہیات
رکھتے ہیں۔ کہ وہ محفوف ہیں درمیان دو اور وجودوں کے
ایک اُنمیں کا وجود واحد منبسط ہے ہیاکل الموجودات کے وہ

معوفات کی [illegible]

۱۲

على الوجودات الخاصة والوجودات الخاصة تنزلات وتنزلات لبعض عمومه حاصلة من ارتباط معلومة الآنية مجهولة الكيفية بينه وبين الماهيات التى هى شيون هذا الوجود المنبسط وصورة العلمية وثانيها الوجود المنتزع من ملاحظة الوجودات خاصة اجمالا فكل واحدة من هذين القائلين اصاب الحق واخطا فى كلامهما لا يشفى عليلا ولا يطفى غليلا وقالت الصوفية القائلة بوحدة الوجود الشئ الذى يكون فى الخارج ويترتب عليه الآثار الخارجية لا يخلو من ان يكون فى حاصله فى الخارج وفى ترتيب الآثار الخارجة عليه محتاجا الى ضم ضميمة فالاول هو الممكن والثانى هو الواجب وقد ادركنا بذوقنا ان هذه الضميمة هو الوجود المنبسط على هياكل الموجودات. وهو شئ قائم بذاته مقوم لغيره وليس لغيره وليس متعين فى نفسه مختصا بنوع من الآثار المعلومة عند الناس لكن له تنزلات علما وعينا فلتلك التنزلات صار متعينا مختصا بآثار خاصة واول مراتب تنزله تجليه بنفسه بشان كلى لا يخرج عنه شان البتة ثم تنزله الى تفاصيل تلك الشان الكلى فى العلم دون العين ثم تنزله فى تلك ا

علله بعض علوم کلی ہو، علی ہر سے نہیں،

او لا یکون غیر محتاج الی ضم ضمیمة

مقدم ہو وجودات خاصہ پر اور وجودات خاصہ تنزل اور فیات ہیں اسکو بعض ارتباط کی ارتباط معلوم انیہ مجہول الکیفیہ سے۔ درمیان اسکے اور ماہیات کے ایسی ماہیات جو شیون ہو۔ اس وجود منبسط کے اور صورت علمیہ کے اور دوسرا وجود منتزع ہے ملاحظہ وجودات خاصہ سے اجمالاً تو ہر ایک ان دونوں قولوں میں سے حق کو پہنچ گیا۔ اور خطا کی۔ اس سے جس سے بیمار نہ شفا پائے۔ اور پیاسے کی پیاس نہ بجھے اور صوفیہ قائل وحدۃ وجود کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شی خارج میں ہو اور اس پر آثار خارجیہ مرتب ہوتی ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو اسکے حصول میں خارج میں اور جو آثار اسپر مترتب ہوتے ہیں خارج کے حاجت ضم ضمیمہ کی ہے یا حاجت ضم ضمیمہ کی نہیں تو جسمیں حاجت ہو وہ ممکن ہے اور جسکو حاجت نہیں وہ واجب ہے۔ اور تحقیق ہم نے ادراک کیا ہے اپنے ذوق سے کہ وہ ضمیمہ وہی وجود منبسط علی ہیاکل الموجودات ہو اور وہ ایک شی قائم بذاتہ اور مقوم لغیرہ ہے۔ اور نہیں ہے متعین بنفسہ خاص کسی نوع سے اُن آثار سے، جو لوگوں کو معلوم ہے مگر اسکو تنزلات ہیں علمی اور عینی تو وہ تنزلات ہوگئے ہیں متعین خاص آثار خاصہ سے اور پہلا مرتبہ اسکو تنزل کا تجلی بنفسہ ہے ایسی ایک کلی، شان ہو جس سے کوئی شے خارج نہیں پھر اس کا تنزل ہے۔ اس شان کلی کے تفاصیل کی طرف علم میں نہیں عین میں پھر اسکا تنزل تفاصیل میں ہو عین میں

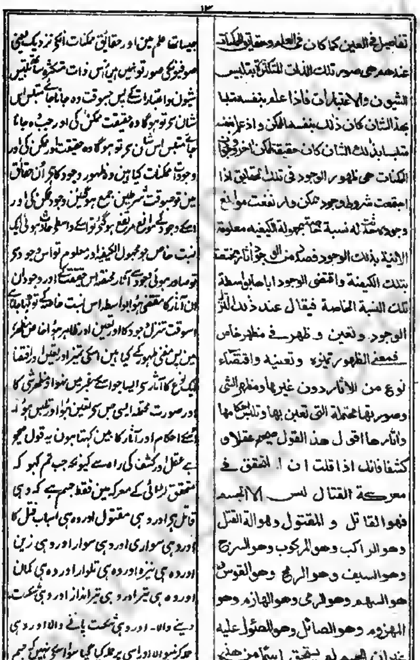

۱۳

تفاصیل فی العین کما کان فی العلم وحقایق الممکنات
عندهم هی صور تلك الذات المتکثرة بتلبیس
الشیون والاعتبارات فاذا علم بنفسه متلبسا
بهذا الشان کان ذلك بنفسه الممکن واذا علم بنفسه
متلبسا بذلك الشان کان حقیقة الممکن اخری ووجود
الممکنات هی ظهور الوجود فی تلك الحقایق اذا
اجتمعت شروط وجود ممکن وارتفعت موانع
وجوده حصلت له نسبة خاصة مجهولة الکیفیه معلومة
الانیة بذلك الوجود فصدر من الوجود آثار مختصة
بتلك الکیفیة واقتضی الوجود احکاما بواسطة
تلك النسبة الخاصة فیقال عند ذلك تنزل
الوجود وتعین وظهر فی مظهر خاص
فمعنی الظهور تمیزه وتعینه واقتضاء
نوع من الآثار دون غیرها ومظهر الشی
وصورتها المحتملة التی تعین بها وتلبس احکامها
وآثارها اقول هذا القول صحیح عقلا و
کشفا فانك اذا قلت ان المتحقق فی
معرکة القتال لیس الا الجسم
فهو القاتل والمقتول وهو آلة القتل
وهو الراکب وهو المرکوب وهو السرج
وهو السیف وهو الرمح وهو القوس
وهو السهم وهو الرامی وهو الهازم وهو
المهزوم وهو الصائل وهو المصؤل علیه
غیر ان الجسم لم یحق اسما من هذه
الاسماء الا بکیفیة خاصة ومعنی خاص

جیسا تھا علم میں اور حقایق ممکنات انکے نزدیک یعنی
صوفیونکی صورتیں ہیں اُس ذات متکثرہ کی بسبب تلبیس
شیون واعتبارات کے پس جسوقت وہ جانا جائے متلبس اِس
شان سے تو ہوگا وہ حقیقت ممکن کی اور جب وہ جانا
جائے متلبس اس شان سے تو ہوگا وہ حقیقت دوسرے ممکن کی اور
وجود ممکنات کیا ہیں وہ ظہور وجود کا ہے اُن حقائق
میں توجسوقت شرطیں جمع ہوگئیں وجود ممکن کی اور
اسکے وجود کے موانع مرتفع ہوگئے تو اسکے واسطے حاصل ہوئی ایک
نسبت خاص جو مجہول الکیفیہ اور معلوم تو اس وجود کی
تو صادر ہوئی وجود سے آثار مختصہ اس کیفیت کے اور وجود ان
ان آثار کا مقتضی ہوا بواسطہ اس نسبت خاصہ کے تو کہا جاتا ہے
اسوقت تنزل وجود کا اور تعین اور ظاہر ہوا اندر مظہر
میں پس معنی ظہور کے کیا ہیں اسکی تمیز اور تعین اور اقتضا
ایک نوع کا آثار سے ایسا جو اسکے غیر میں نہو اور مظہر شی کا
اور صورت محتملہ ایسی جس سے تعین ہوا اور تلبس ہوا
اسکے احکام اور آثار کا میں کہتا ہوں یہ قول صحیح
ہے عقل اور کشف کی راہ سے کیونکہ جب تم کہو کہ
متحقق لڑائی کے معرکہ میں فقط جسم ہے کہ وہی
قاتل ہے اور وہی مقتول اور وہی اسباب قتل کا
اور وہی سواری اور وہی سوار اور وہی زین
اور وہی نیزہ اور وہی تلوار اور وہی کمان
اور وہی تیر اور وہی تیرانداز اور وہی شکست
دینے والا۔ اور وہی شکست پانے والا اور وہی
حملہ کرنیوالا اور اسی پر حملہ کیا گیا سوا اسکے نہیں کہ جسم
مستحق کسی کام کا نہیں ہوا مگر ایک کیفیت خاص اور معنی خاص

۳۳

واذا نظرنا الى تلك الكيفيات مع قطع النظر عن اقترانها بالجسم كما كانت معدومة ولم يصدر منها منها آثارها واذا انضم اليها الجسم صارت موجودة وصدر منها الآثار والجسم محل والحامل لها استعد لتلك المعاني في العقل والتقدير قبل الوجود الخارجي ثم تكون تلك الاشياء عند الوجود الخارجي وتلك الصور المتكثرة اعدام محضة ان لوحظ اليها مع قطع النظر عن الجسم لم يكن لها تحقيق وكانت موهومة وان لوحظ بضم صفة وهي الجسم كانت موجودة فاذا صار الجسم سيفا تارة ورمحا اخرى فقد اقتضى به الاسباب اعني النجار والحداد والخشب والحديد والنار والكير والمقنع والقدوم والمنشار وغيرها الى ان حدثت بين العدم الموهوم الذي هو السيف والرمح وبين الوجود الذي هو الجسم نسبة معلومة الانية مجهولة الكيفية بها اتصف ذلك المعدوم بالوجود ومعنى وجود السيف والرمح حينئذ ارتباط المعدوم بالوجود بحيث يصح له اشتقاق الاسم من الوجود كان الجسم عاما محتملا لصور كثيرة فاذا صار سيفا وتلبس باحكام السيفية من القطع وغيره فقد تعين بتعين خاص وبرز في بعض صوره المحتملة فيقال عند ذلك ظهر في مظهر خاص هو السيف كان ذلك كله كلاما

معنی ۱۲

کیر دم آہنگران
[illegible] ۱۲
ے مقنع [illegible] ۱۲
ے قدوم بسولہ
ے منشار یعنی آرہ ۱۲

اور جب ہم نظر کریں تو ہونگی ان کیفیتوں کو اور جسم کے اقتران سے اور قطع نظر کریں تو ہونگے جیسے معدوم تھیں اور ان سے آثار صادر نہیں ہوئے تھے اور جب ضم ہو گیا انسے جسم تو موجود ہو گئیں اور انسے ان کے آثار صادر ہوئے اور جسم محل ہے انکی کیفیات کا ۔ اور انکا حامل مستعد ہے ان معانی کا عقل و تقدیر میں ۔ پہلے وجود خارجی کے پھر ہو گئیں وہ چیزیں وقت وجود خارجی کے اور وہ صور متکثرہ اعدام محض ہیں اگر لحاظ کیا جاوے انکو جسم سے قطع نظر کرکے تو نہیں واسطے انکے تحقق اور ہونگے موہوم اور جو لحاظ کیا جاوے انکے ضمیمہ کا کہ وہ جسم ہے تو ہونگے موجود تو جس وقت جسم سیف ہو گیا ۔ کبھی اور کبھی نیزہ تو مقتضی ہوئے اس سے اسباب یعنی بڑھئی لوہار اور لکڑی اور لوہا اور آگ اور دھونکنی اور بسولا اور آری وغیرہ یہانتک کہ حادث ہوئی درمیان موہوم کے کہ وہ تلوار اور نیزہ سے اور درمیان موجود کے کہ وہ جسم ہے ایک ایسی نسبت کہ جو معلومۃ الانیہ مجہولۃ الکیفیہ ہے جس سے وہ معدوم وجود ہوا اور معنی وجود تلوار و نیزہ کے اس وقت ارتباط معدوم کا ہے ساتھ وجود کے ایسی حیثیت سے کہ صحیح ہے اشتقاق اسم کا وجود سے تو ہوگا جسم عام محتمل بہت صورتوں کا کیونکہ جب ہو گیا سیف اور متلبس ہوا احکام سیف سے یعنی قتل وغیرہ سے تو متعین ہوا ایک خاص تعین سے اور ظاہر ہوا ایک بعضی صورت محتملہ سے تو اسوقت کہا جاویگا کہ ظاہر ہوا مظہر خاص میں کہ وہ سیف ہے تو یہ کہنا سب صحیح ہے کوئی قائل انکا

جميعا لا يتمكن من انكاره عاقل اللهم الا مناقشات لفظية ترجع لفظية الى الوضع والعرف لا عبرة بها عندنا فاذا فهمت هذا القدر في الجسم فالموجود اولى بهذا ثم الوجود معناه ما اتصف بالوجود والوجود لا شك انه صفة انتزاعية فلنبحث عن هذه الصفة الانتزاعية هل لها منشاء انتزاع في الخارج او هي منزلة انياب الاغوال لا شبهة ان بديهة العقل تحكم بالاول وتمنع احتمال الثاني فاذا كان هذا حكم الموجود كان هو حكم الوجود الحقيقي الذي هو منشأ الانتزاع بالاولى واعلم ان الثبوت قبل الوجود فكم من معدوم هو ثابت متميز مخصوص باحكامه وآثاره فان الحاسب لنا تعقل مراتب الاعداد فانه يمشي في ذلك على قانون طبعية ثابتة في نفسها يعلم ذلك بديهة فلو اراد ان يجعل الزوج فردا او الفرد زوجا لم يمكن ذلك ولو اراد ان يقدم شيئا من مرتبته او يؤخر لم يستطع وهذا هو الثبوت الذي نقول انه قبل الوجود وهو غير الوجود الخارجي لا محالة وغير الوجود الذهني ان اريد به التحقق الذي يحصل له تحقق عاقل وان اريد به غير ذلك فيجوز ان يكون هو هو كما ذكرنا في مراتب الاعداد فكذلك في احكام كل نوع وجنس فانا نعلم لا محالة

نہیں کرسکتا ہاں مگر مناقشے لفظی جنکا مرجع وضع اور عرف ہی سو اسکا اعتبار نہیں ہمارے نزدیک جب تمنے اسقدر جسم میں سمجھ لیا تو موجود اولی ہے اس سے پھر وجود کے معنی کیا ہیں یہ ہیں۔ کہ جو شی ہو ساتھ وجود کے اور اسمیں شک نہیں کہ یہ صفت انتزاعیہ ہے اب ہمیں چاہیے کہ اس صفت انتزاعیہ کی بحث کریں کہ اسکے واسطے منشا انتزاع کا خارج میں بھی ہے یا وہ بمنزلہ انیاب اغوال یعنی غولوں کے دانتوں کے ہے تو اسمیں کچھ شک و شبہ نہیں بداہتہ عقل حکم کرتی ہی ساتھ اول کے یعنی اسکے واسطے منشا انتزاع کا خارج میں ہے اور احتمال ثانی کو عقل منع کرتی ہی پس جسوقت یہ حکم ہوا موجود کا تو ہوگا وہی حکم وجود حقیقی کا کہ جو منشا انتزاع ہے بطریق اولی اور جاننا چاہیے کہ ثبوت قبل الوجود تو بہت سے معدوم ہیں کہ ثابت متعین ہیں مخصوص انکے احکام و آثار کیساتھ کیونکہ محاسب جب تعقل کرتا ہے مراتب اعداد میں تو وہ چلتا ہے اسمیں اوپر اس قانون طبعیہ کے جو فی نفسہ ثابت ہے جانتا ہے اسکو وہ بداہتہ پس اگر وہ چاہے کہ زوج کو فرد کردے اور فرد کو زوج تو اسکے واسطے یہ نہیں ہو سکتا اور اگر چاہے کہ کسیکو مقدم کردے مرتبہ سے یا موخر کردے تو نہیں تو یہی ہے وہ ثبوت جسے ہم کہتے ہیں کہ وہ قبل الوجود ہے اور بغیر ہے وجود خارجی کا قطعاً اور غیر ہے وجود ذہنی کا اگر ارادہ کیا جاوے اس سے ایسا تحقق کہ اسکو حاصل ہو کسی عاقل کے عقل سے اور جو اس سے ارادہ کیا جاوے اسکے سوا تو احتمال ہے کہ یہ وہی ہو جیسے ہمنے ذکر کیا مراتب اعداد میں پس تو اسیطرح ہی ہر نوع و جنس کے احکام میں کیونکہ ہم قطعاً جانتے ہیں

ان النخلة ان وجدت فان خواصها كذا
وكذا وان ليفها كذا وكذا والسدر ان
وجدت فان ورقها كذا وكذا ونبقها
كذا وكذا فقد اثبتنا لكل نوع احكاما خاصة
به لازمة وجد فى الخارج او لا كما ان
الملازمة فى قولنا لو لم يشاء الله لم
يخلق الخلق صحيحة وان لم يتحقق هذه
الصورة فظاهر فهذا الاهباط وهذا
الاهباط وهذه الملازمة واقع فى نفس
الامر قبل الوجود الخارجى وكل ما موجود
فى الخارج فهو ثابتة البتة والممتنع ليس بثابت وكذا
لا مخترعات الذهن مما ينقطع بانقطاع ا
لاختراع وليس له امام يقتدى به العقل
فى تصوره ذلك ليس لها ثبوت وبالجملة
فالوجود الخارجى انما يلحق الامر الثابت
فيجعله موجودا ولنبحث عن الثبوت
وعن هذا الوجود اى شئ
منبعها فالذى وقع عندنا
ان الوجود منبعه ومصدره
الوجود المنبسط على هياكل الموجودات او
النفس الرحمانى او النفس الكلية اى ما شئت
فقل سه عباراتنا شتى وحسنك واحد وكل
الى ذلك الجمال يشير وهو صادر من الذات الالهية
وان الثبوت منبعه اقتضاء الذات الالهية للعالم فى
عالم العقل قبل الوجود الخارجى وهو الذى يسميه الصوفية

کہ اگر کھجور پائی جائے تو اسکے خواص ایسے ایسے ہیں
اور اسکا پوست ایسا ایسا ہے۔ اور بیری اگر پائی جائے
تو اسکے پتی ایسے ایسے ہیں اور بیر ایسے ایسے ہیں تو
ثابت کئے ہم نے ہر نوع کے احکام خاص لازم
اوسکو اب وہ خارج میں پائی جاوے یا پائی جاوے
جیسے ملازمت ہے حکم ہماری اس قول میں کہ اگر
خدا نہ چاہتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا اگرچہ یہ صورت متحقق
نہو لیکن ظاہر ہے تو یہ انبساط یعنی تنزل اور یہ
ملازمت واقع ہے نفس الامر میں وجود خارجی
سے پہلے۔ اور جو شی کہ وہ خارج میں موجود ہے
وہ ثابت ہے ضرور اور ممتنع ثابت نہیں اور ایسے طرح
ذہن کے اختراعات جو منقطع ہوجائیں اختراع
کے انقطاع سے اور کوئی اسکا امام نہیں جسکی
عقل مقتدی ہو اسکے تصور میں جسکا ثبوت نہو
اور حاصل کلام یہ ہے کہ وجود خارجی کو بیشک امر ثابت
لاحق ہوتا ہے تو اسکو موجود کر دیتا ہے اور چاہئے
کہ ہم بحث کریں اس ثبوت اور اس وجود کی یعنی
اس شے کی جو دونوں کا منبع ہے تو جو ہمارے
نزدیک ہے اور یہ ہے کہ وجود کا منبع اور مصدر
وجود منبسط علی ہیاکل الموجودات ہے یا نفس رحمانی
ہے یا نفس کلیہ ہے جو تمہارا جی چاہے وہ کہو
عباراتنا شتی وحسنک واحد وکل الی ذلک الجمال یشیر
اور وہ صادر ہے ذات الہیہ سے اور تحقیق ثبوت کا منبع اقتضاء
ذات الہیہ کا عالم کیواسطے عالم عقل میں پہلے وجود
خارجی کے اور وہ وہ ہے جسے صوفیہ تنزل علمی کہتے ہیں

عه یعنی مغز پوست درخت ۱۲

عه یعنی بار آور ثمر بار درخت کا مزہ ۱۲

عه ابطاء نمو یعنی ۱۲

بالتنزل العلى لایریدون بالعلم انہا صورۃ الاشیاء ولکنھم یریدون صدور الاشیاء منہ مرۃ واحدۃ فی المرتبۃ العقلیۃ قائمۃ بالذات بنفسها ولنبین ذلك بمثال اذا وضعت الخاتم على الشمعۃ انتقش فیها الحروف المکتوبۃ فی الخاتم والحروف الظاهرۃ فی الشمعۃ انما کانت بعلۃ فاعلۃ قابلۃ وهی الشمعۃ وانما وجدت عند اجتماعهما والانطباق احدهما على الاخر لکن للخاتم استعداد قائم به منذ کان الخاتم انه لو انطبق علیه شیٔ سواء کان شمعا او طینا فاض علیه على ذلك الشیٔ صورۃ الحروف فکل ما وجد عند الانطباق کان ثابتا قبله فی نفس الامر قائما بالخاتم فکذلك کل ما وجد حینا من الزمان فانه کان ثابتا قائما بالذات الالهیۃ من حیث الثبوت ومن حیث انه کمال للواجب، تقتضاه هذا هو الذی تسمیه الصوفیۃ بالفیض الاقدس من الحکماء بالعقل الاول والحق ان العقل مستوعب لجمیع الوجودات الخاصۃ الا ان الحکماء لم ینفطنوا الا بتعقل الافلاك ولیس هنا الا اربعۃ اصول الذات الالهیۃ والعقل الصادر منه والنفس الکلیۃ صادرۃ منه ایضا بشرط العقل وسلطته والهیولی الصادرۃ منه بشرط النفس الکلیۃ کما قال مولانا عبد الرحمن الجامی فی بعض کلامه ذات مع الصادر الاول علۃ تامۃ۔ آن موجود نیست کہ در مرتبہ ثانیہ ظاہر شود وہمچنین ذات مع صادر اول و ثانی علۃ تامہ امر ثالث است انتہی وکلما یشاهد بالحس یدرك بالعقل فانه

انکی غرض علم سے منقش ہونا صور اشیاء کا نہیں ہے انکی مراد اس سے صدور اشیاء ہے یکبارگی مرتبہ عقلیہ میں جو قائم ہے ساتھ واجب کے نہ بذات خود اب چاہیے کہ ہم اسکی مثال بیان کریں کہ جس وقت مہر کو موم پر رکھو تو اس موم میں وہ حرف آجائینگے جو مہر میں ہے تو حروف جو موم میں آگئے ہیں وہ اسکے سوا نہیں کہ علت فاعلہ سے کہ وہ مہر ہے اور علت قابلہ سے آئی کہ وہ موم ہے اور وہ حروف پائے گئے دونوں کے اجتماع سے اور منطبق ہونے میں ایک کے دوسرے پر لیکن مہر میں استعداد ہے جو اسکے قائم ہے۔ اس وقت کہ خاتم تھی کہ اگر اسپر کوئی شے منطبق ہو خواہ موم ہو خواہ مٹی ہو اسمیں وہ حرف آجائیں تو جو شی پائی گئی ہے اسکو وقت انطباق کے وہ پہلے ثابت تھی حقیقت میں قائم ساتھ خاتم کے تو بس اسیطرح جو شے پائی گئی کسی وقت زمانہ میں وہ قائم ہے ذات الہیہ کیساتھ حیثیت ثبوت سے اور اس حیثیت سے کہ وہ کمال ہے واسطے واجب کے اور اسکا مقتضا ہے اور وہ یہی ہے جسے صوفیہ فیض اقدس کہتے ہیں اور حکماء عقل اول کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ عقل مستوعب ہے تمام وجودات خاصہ کے مگر حکماء نہیں سمجھے اسکو مگر عقول افلاک سے اور یہاں اور کچھ نہیں سوا چار اصولوں کے ذات الہیہ اور عقل جو اس سے صادر ہے اور نفس کلیہ بھی اس سے صادر ہے بشرط عقل و واسطہ اور ہیولی صادر اس سے ہے بشرط نفس کلیہ کے جیسا کہا ہے مولنا عبد الرحمان جامی نے اپنے بعضے کلام میں ذات مع الصادر الاول علۃ تامۃ وہ ایسا موجود ہے کہ دوسرے مرتبہ میں ظاہر ہوتا ہے اور اسیطرح مع صادر الاول و ثانی علت تامہ ہے امر ثالث کی، انتہی کلامہ جو چیز حس سے مشاہدہ ہو وہ عقل سے ادراک ہو

[illegible]

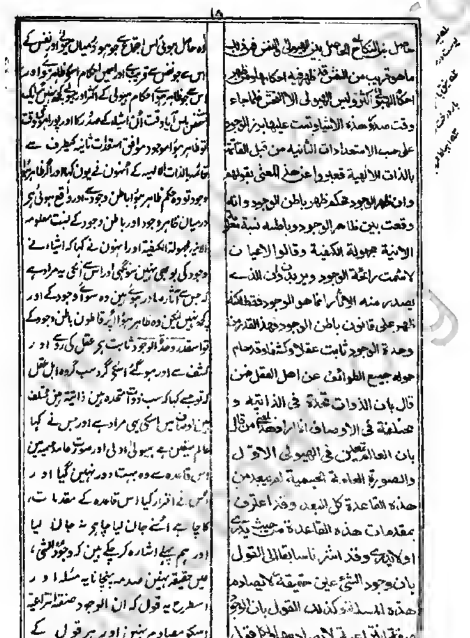

۱۵

حاصل بین النکاح الحاصل بین الهیولی والنفس فرد لابد
ماهو قریب من النفس قد ظهر فیه احکامها ومن ظهور
احکام الهیولی اکثر ولیس الهیولی الا الاقتضاء فجاء
وقت صدور هذه الاشیاء وتمت علیها بین الوجود
علی حسب الاستعدادات الثانیه من قبل القائمة
بالذات الالهیة فعبروا عن هذا المعنی بقولهم
وان ظهر الوجود فحکم ظهر باطن الوجود وانه
وقعت بین ظاهر الوجود وباطنه نسبة معلومة
الانیة مجهولة الکیفیة وقالوا الاعیان
لا شمت رائحة الوجود ویریدون ان الذی
یصدر منه الآثار انما هو الوجود فقط لکنه
ظهر علی قانون باطن الوجود فهذا القدر من
وحدة الوجود ثابت عقلا وکشفا وقد حام
حوله جمیع الطوائف عن اهل العقل فمن
قال بان الذوات متعددة فی الذاتیه و
مختلفة فی الاوصاف انما اراد هذا لعلهم ومن قال
بان العالم متعین فی الهیولی الاول
والصورة العامة الجسمیة لم یبعد من
هذه القاعدة کل البعد وقد اعترف
بمقدمات هذه القاعدة من حیث یدری
او لا یدری وقد اشرنا سابقا الی القول
بان وجود الشئ عین حقیقته لا یصادم
هذه المسئلة وکذلک القول بان الوجود
صفة انتزاعیة لا یصادمها ولکل قول
محمل ینطبق علیه بقی ههنا مسئلة مشکلة

وہ حاصل ہوئی اس اجتماع سے جو ہوا درمیان ہیولیٰ اور نفس کے
اس سے جو نفس سے قریب ہے اور اسمیں احکام اسکے ظاہر ہوئے اور
اس سے جو ظاہر ہوئے احکام ہیولی کے اکثر اور ہیولیٰ کچھ نہیں ہے ایک
تقاضا پس آیا وقت ان اشیاء کے صدور کا اور پورا ہوا وقت
تو ظاہر ہوا موجود موافق استعدادات ثانیہ کے طرف سے
قائمہ بالذات الالہیہ کے انہوں نے یوں کہا وہ اگر ظاہر ہوا
وجود تو وہ حکم ظاہر ہوا باطن وجود کے اور واقع ہوئی ہے
درمیان ظاہر وجود اور باطن وجود کے نسبت معلومۃ
الانیۃ مجہولۃ الکیفیۃ اور انہوں نے کہا کہ اشیاء نے
وجود کی بو بھی نہیں سونگھی اور اس سے انکی یہ مراد ہے
کہ جس سے آثار صادر ہوئے ہیں وہ سوائے وجود کے اور
کچھ نہیں لیکن وہ ظاہر ہوا اوپر قانون باطن وجود کے
تو اسقدر وحدۃ الوجود ثابت ہے عقل کی رو سے اور
کشف سے اور ہو گئے اسکے گرد سب گروہ اہل عقل
کے تو جسے کہا کہ سب ذوات متعددہ ہیں ذاتیہ میں مختلف
ہیں اوصاف میں اسکی یہی مراد ہے اور جس نے کہا
عالم متعین ہے ہیولی اولی اور صورت عامہ جسمیہ میں
اس قاعدہ سے وہ بہت دور نہیں گیا اور
انہوں نے اقرار کیا اس قاعدہ کے مقدمات
کا جانے اسنے جان لیا یا ہو نہ جان لیا
اور ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ وجود الشئ
عین حقیقۃ ہیں صدمہ پہنچاتا یہ مسئلہ اور
اسطرح یہ قول کہ ان الوجود صفۃ انتزاعیۃ
اسکو مصادم نہیں اور ہر قول کے
واسطے ایک محمل ہے جس پر وہ مطابق آجاوے

قد نصصت على الفرقة القائلة بوحدة الوجود هي
ان هذا الوجود عين الذات الواجبة او صادر منها
بطريق الابداع ولا بد من تحرير محل النزاع لان كلام
القوم من الطرفين لا يخلو من التسامح والتجوز
فيختلط القولان فاقول لا شبهة ان حال
الانسان بالنسبة الى اعتباراته من الانسان
بشرط لا وبشرط الشئ ولا بشرط الشئ
غير حاله بالنسبة الى افراده فان لا شك
ان الحال الاولى فيها الوحدة الحقيقية و
الكثرة الاعتبارية وفي الحال الثانية
الكثرة الاعتباريه والوحدة الاعتبارية
والحال الاولى يخرج عن كونه كليا والحال
الثانيه يخرج عن ذلك فاذا استقرانا
مراتب ظهور الشئ في مظاهره وتعينه
في بعض محلاته وجدناها على منزلتين
احدهما المنزلة التي يعبر عنها بالصدور والابداع
والثانية المنزلة التي يعبر عنها بالتعين الاعتباري
وبعد هذا القول اختلف اقوالهم في الوجود
المنبسط على هياكل الموجودات فقال الشيخ
صدر الدين القونوي في اول كتاب مفتاح الغيب انه
صادر من الذات الالهية وقال مولانا عبد الرحمن الجامي
بان الفرق بين الذات الالهية والصادر الاول
اعتباري في شرحه للمعات بعد ايراد سوال وجواب في
هذا المعنى تحقیق آنست کہ فیض ثابت از ذات مفیض است
اما باعتبار نسبت عموم وانبساط بر حقائق ممکنات

باقی رہا ایک مشکل مسئلہ کہ وہ بہت سے فرقہ وحدۃ الوجود
قائل ہیں وہ یہ ہے کہ یہ وجود عین ذات واجبہ ہے یا اوس
سے صادر ہے بطریق ابداع کے اور ضرور ہے تحریر کرنا
محل نزاع کا اس واسطے کہ اُن لوگوں کا کلام دونو طرف
تسامح اور تجوز سے خالی نہیں دونوں قول مختلط
ہو جاتے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ بیشک انسان کا حال
انسان کے اعتبارات کی نسبت کیطرف بشرط لا اور
بشرط شے اور لا بشرط شے غیر ہے اوسکے حال کی نسبت
کرنے سے اوسکے افراد کیطرف ہم اسمیں کچھ شک
نہیں کہ پہلے حال میں وحدۃ حقیقیہ ہے اور کثرت اعتباریہ و
دوسرے حال میں کثرت حقیقیہ اور وحدت اعتباریہ ہے
اور پہلا حال خارج نہیں کلی ہونے سے اور دوسرا حال
خالی ہے تو جب ہم نے جستجو اور استقرا کیا مراتب ظہور شئ
کو اسکے مظہروں میں اور اسکے تعین کو اسکے بعضے محلات
میں تو ہمنے اُسکے مراتب کو پایا دو منزلوں میں
ایک تو اُس منزلت میں جسکو صدور وابداع کہتے ہیں اور دوسرے
اُس منزلت میں جسکو تعین اعتباری کہتے ہیں اور بعد اس
قول کے مختلف ہوئے انکے قول وجود منبسط علی ہیاکل
الموجودات میں تو شیخ صدر الدین قونوی نے اپنی کتاب
مفتاح الغیب کے اول میں کہا ہے انہ صادر من
الذات الالہیۃ اور کہا مولنا عبد الرحمن جامی نے
کہ فرق درمیان ذات الہیہ کے اور صادر اول کے
اعتباری ہے وہ شرح میں لمعات کی بعد ایراد سوال
وجواب کے اس معنی میں یوں کہا ہے "کہ تحقیق یہی ہے کہ
فیض ثابت ذات مفیض کا ہے مگر بسبب اعتبار نسبت عموم

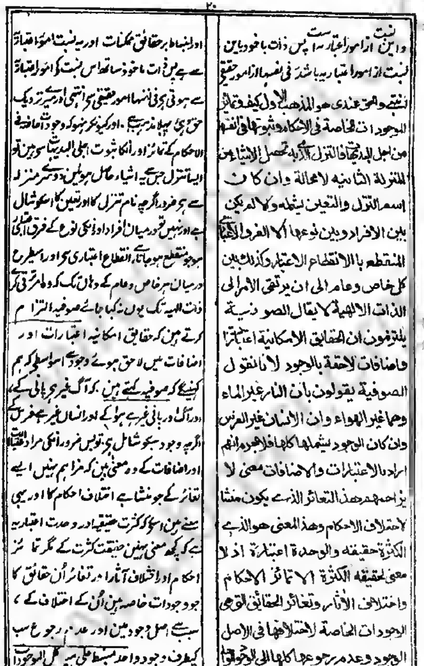

۲۰

و این نسبت از امور اعتبار ست پس ذات با خود این
نسبت از امور اعتباریہ باشد نہ فی نفسہا از امور حقیقی
انتہی والحق عندی هو المذهب الاول کیف وتمائز
الوجودات الخاصة فی الاحکام وثبوتها فی انفسها
من اجل البدیهیات فالتنزل الذی به تحصل الاشیاء عن
المنزلة الثانیه لامحالة وان کان
اسم التنزل والتعین یشمله وکلا لم یکن
بین الافراد وبین نوعها الا الفرق الاعتباری
المنقطع بالانقطاع الاعتباری وکذلک بین
کل خاص وعام الی ان یرتقی الامر الی
الذات الالهیة لا یقال الصوفیة
یلتزمون ان الحقایق الامکانیة اعتبارات
واضافات لاحقة بالوجود لانا نقول
الصوفیة یقولون بان النار غیر الماء
وهما غیر الهواء وان الانسان غیر الفرس
وان کان الوجود یشملها کلها فلا جرم انهم
ارادوا بالاعتبارات والاضافات معنی لا
یزاحمهم هذا التغائر الذی یکون منشا
لاختلاف الاحکام وهذا المعنی هو الذی
الکثرة حقیقه والوحدة اعتباریة اذ لا
معنی لحقیقه الکثرة الا تمائز الاحکام
واختلاف الاثار وتغائر الحقائق التی هی
الوجودات الخاصة لاختلافها فی الاصل
الوجود وعدم رجوعها کلها الی الوجود الواحد
المنبسط علی هیاکل الموجودات کلا فانهم

اور انبساط بر حقائق ممکنات اور یہ نسبت امور اعتباریہ
سے ہے پس ذات ماخوذ ساتھ اس نسبت کو امور اعتباریہ
سے ہوتی ہے نہ فی نفسہا امور حقیقی سے انتہی اور میرے نزدیک
حق یہی پہلا مذہب ہے۔ اور کیونکر نہو کہ وجودات خاصہ فی
الاحکام کے تمائز اور انکا ثبوت اجلی البدیہیات سے ہیں تو
ایسا تنزل جس سے یہ اشیاء حاصل ہوئیں دوسرے منزلہ
سے ہر فرد اگرچہ نام تنزل کا اور تعین کا اسکو شامل
ہے اور نہیں تو درمیان افراد اور انکی نوع کے فرق اعتباری
ہو جو منقطع ہو جاتا ہے انقطاع اعتباری سے اور اسیطرح
درمیان ہر خاص وعام کے وہاں تک کہ وہ امر ترقی کرے
ذات الٰہیہ تک یوں نہ کہا جائے صوفیہ التزام
کرتے ہیں کہ حقائق امکانیہ اعتبارات اور
اضافات ہیں لاحق ہوئے وجود سے اسواسطے کہ ہم
کہینگے کہ صوفیہ کہتے ہیں کہ آگ غیر ہے پانی سے
اور آگ و پانی غیر ہے ہوا کے اور انسان غیر ہے فرس کے
اگرچہ وجود سبکو شامل ہے تو بس ضرور انکی مراد اعتبارات
اور اضافات کے وہ معنی ہیں کہ مزاحم نہیں ایسے
تغائر کے جو منشا ہے اختلاف احکام کا اور یہی
معنے ہیں اسکے کہ کثرت حقیقیہ اور وحدت اعتباریہ
ہے کہ کچھ معنی نہیں حقیقت کثرت کے مگر تمائز
احکام اور اختلاف آثار اور تغائر اُن حقائق کا
جو وجودات خاصہ ہیں اُن کے اختلاف کے
سبب سے اصل وجود میں اور عدم رجوع سب
کیطرف وجود واحد منبسط علی ہیاکل الموجودات
کہ ازروئے کل کے پس اُنکا قول یہ اثبات ہے

هذا اثبات للتنزل والظهور لا اثبات بمنزلة دون منزلة من منزلة التنزل فالصوفية حيث قالوا العالم عين الحق ما ارادوا نفي الوجودات الخاصة الحاصلة من تنزل الوجود الى مراتب شتى بل ارادوا افادة معنى التنزل والظهور فكما ان للعقولي يقول زيد وعمرو واحد يعني به التماثل في النوع لا الاتحاد من كل وجه و يقول الانسان والفرس واحد يعني الاشتراك في الحيوانية ويقول الشجاع والاسد واحد يعني المشابهة في الشجاعة فكذلك الصوفية يقولون العالم عين الحق تعينه كله في الوجود المنبسط وقيام الوجود بالحق الاول لا بعداه لا نفي التمائز بالكلية قال قائلهم ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد گر حفظ مراتب نکنی زندیقی وحيث قالوا بالتنزل ارادوا معنى يعم المنزلتين لا يقال حيث انك اثبت الحق الاول و الصادر منه فلابد ان الوجود والصور يشملهما اذ لا يصح ان يقال انه لهذا انه ليس بموجود واذا كان الوجود يشملهما او لا كذلك انه غير موجود فالكلام جار في هذا الوجود ولابد انه الاول وانه في مرتبتين جميعًا لانا نقول هذا الوجود مفروض قد فرضه العقل ولا ثبوت له في نفس الامر بمنزلة انياب الاغوال وان فتشت حق التفتيش

واسطے تنزل کے اور ظہور کے نہ اثبات ایک منزل کا سوا دوسری منزل کے دونوں منزلتوں تنزل میں کر اور صوفیہ نے جو کہا ہے العالم عین الحق تو انکی مراد نفی وجودات خاصہ کی نہیں جو حاصل ہوئے ہے تنزل سے وجود کے طرف مراتب شتی کی بلکہ انکی مراد افادہ ہے یعنی تنزل و ظہور کا تو جیسا معقولی کہتا ہے زید و عمرو واحد ہیں تو اسکی مراد تماثل ہے نوع میں نہ کل وجہ سے اور جیسے کہتا ہے انسان اور گھوڑا ایک ہے تو اسکی مراد اشتراک ہے حیوانیہ میں اور کہتا ہے کہ بہادر اور شیر ایک ہے یعنی شجاعت میں اسطرح صوفیہ کہتے ہیں العالم عین الحق انکی مراد کل کا تعین ہے وجود منبسط میں اور قیام وجود بس ساتھ حق کے اول ہے نہ بعد اسکے وہ نہیں کرتے نفی تمائز کی بالکل ہی۔ کہا ہے اُن میں سے کسی نے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ؛ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی اور جہاں اُنہوں نے تنزل کہا ہے وہاں اُنکی مراد عام ہے جو شامل ہیں دونوں منزلتوں کو یوں نہ کہا جائے کہ ہاں ہم نے ثابت کیا حق اول کو اور صادر کو اس سے تو بس ضرور وجود اور تحقق شامل ہوا دونوں کو کیونکہ صحیح نہیں ہے یہ کہنا کہ یہ نہیں موجود اور یہ کہنا کہ وہ غیر موجود ہے، اور جب وجود ہوا دونوں کو شامل تو کلام جاری ہوئی اس وجود میں اور ضرور ہوا کہ وہ اول ہے اور وہ دونوں مرتبوں میں جمعا اسواسطے کہ ہم کہیں گے کہ یہ وجود مفروض ہے کہ عقل نے اسکو فرض کر لیا ہے اور اسکو

وجد هذه السلسلة القائلة بالانتساب الحادث والقدیم
لین الامنزلة الثانیة المسماة بالتعین الاعتباری
هی التی ترده الفطرة السلیمة المجبول له
علی التصدیق بتحقیق تمائز ما فیهما بینها و
لا ترد الفطرة مطلق التنزل الصادق
بالصدور والابداع وبغیر ذلک بل
یفطر الیه غیر ان هذه الاصول اعنی
العقل والنفس والهیولی کل واحد منها
عین الآخر من وجه فالعقل عین النفس
من وجه کما صورنا فی استعداد نقوش
الخاتم القائم بالخاتم والنقوش المنطبعة
فی الشمعة القائمة بها وکذلک النفس
عین الهیولی من وجه ولنضرب لذلک
مثلا ایضا اذا تصورت فی نفسک کلیا
اکتنفه الکلیات حتی حکم العقل بان
مثله لا یوجد الا فی فرد واحد ثم
وجد فی الخارج ذلک الجزئی فالفرق بین
النفس والهیولی کالفرق بین الکلی الذی
حکم العقل بانه منحصر فی فرد واحد
وبین الفرد الجزئی ولیس للهیولی عندنا
حقیقة الا بروز النفس الکلیة فی صورة
التشخص والتعین فهی مع هذا البروز
هیولی فالعارف اذا اراد بیان هذه العینیة
لابد ان یستعمل ما یوهم الفرق الاعتباری
وبالجملة فتلک کلمة حق ارید بها الباطل

واسطے کوئی ثبوت حقیقت میں نہیں ہے جیسے انتساب مخلوق کو
اور جو تم تعین ایسی کہ جو حق تعین کا ہے تو یاد رکھو تم اس مسئلہ
کو قابل اس بات کے کہ ارتباط درمیان حادث و قدیم کے
نہیں ہے مگر مرتبت دوسری جسکا نام تعین اعتباری ہے ایسی کہ اسکو
رد کرتی ہے فطرت سلیمہ جسکی سرشت ہی اوپر تصدیق کے تحقیق تمائز
ما فیہا بینہا کے اور نہیں رد کرتی فطرت مطلق تنزل کو
ایسا تنزل کہ صادق ہو صدور ابداع کا بلکہ بغیر اسکے بھی اسکی
طرف سوا اس بات کے کہ یہ اصول یعنی عقل و نفس و ہیولی
یہ ہر ایک یکدوسرے کا عین ہے من وجہ پس عقل عین نفس ہے
من وجہ جیسے ہم نے اسکی صورت بتائی ہے استعداد
نقوش خاتم کی جو قائم ہے خاتم کے ساتھ اور ان نقوش کی
جو موم پر آئے اور قائم ہیں موم کے ساتھ اور اسطرح نفس
ہیولی کا عین ہے من وجہ اور چاہیے ہم بیان
کریں ایک مثال بھی کہ جب تم تصور کرو اپنے نفس
میں ایسی کلی جو جامع ہو کلیات کو یہاں تک کہ عقل
حکم کرے کہ اوس کے مثل نہیں پائی جانے کی
مگر فرد واحد میں پھر پائی جاوے وہ خارج میں جزئی
تو فرق درمیان نفس اور ہیولی کے ایسا ہے جیسے اوس
کلی میں جسکا حکم کیا ہے عقل نے کہ وہ فرد واحد میں
ہے منحصر اور درمیان اس جزئی کے اور نہیں ہے
ہمارے نزدیک ہیولی کی حقیقت مگر ظاہر ہونا
نفس کلیہ کا بیچ صورت تشخص و تعین کے پس
وہ نفس کلیہ ساتھ اس ظہور کے ہیولی ہے
تو عارف جب ارادہ کرے اس عینیت کے بیان کا
ضرور ہے کہ استعمال کرے اسکا جس سے وہم ہوتا ہے

ثم ان الشيخ المجدد قال في المكتوبات الصفات
الثمانية موجودة في الخارج ولا انها متميزة
من الذات الواجبة في الخارج ولكل صفة عدم
يقابلها فالعلم عدم يقابله وهو الجهل و
القدرة عدم يقابله وهو العجز وتلك
العدمات لها تميز في علم الحق فصارت
بذلك التميز مرايا الاسماء والصفات
وتجالى انوارها فحقائق الممكنات هي
عكوس الاسماء والصفات المنطبعة
في الاعدام المقابلة لها فاعدا بمنزلة
المادة وتلك الماهيات وعكوس الاسماء
والصفات بمنزلة الصورة الحالة في المادة
فحقائق الممكنات عند الشيخ ابن العربي
تلك الاسماء والصفات متميزة
في العلم وعند الشيخ المجدد انما
انما هي عدمات انعكست فيها انوار
الاسماء والصفات وتلك العدمات
وذلك الانعكاس انما كانت في العلم لكن
الفاعل المختار جل مجده اذا شاء ان يوجد
ماهية من الماهيات في الخارج جعلها متصفة
بالوجود الظلي فيصير موجودا في الخارج بالوجود
الظلي واختلفت اقواله في العالم فقال مرة
هو موجود في الخارج وجودا ظليا وقال
اخرى هو موجود في الوجود الا ان الله تعالى
اتقنه في تلك المرتبة فصار موجودا

فرق اعتباری ہے۔ اور حاصل کلام وہ کلمہ حق ارادہ
کیا گیا ہے اس سے باطل کا پھر شیخ مجدد نے مکتوبات میں کہا ہے
کہ صفات ثمانیہ موجود ہیں خارج میں تو فرد رو وہ متمیز نہ
ہوئیں ذات واجب سے خارج میں اور ہر صفت کے ایک عدم ہے
اسکے مقابل تو علم کیلئے جو عدم مقابل ہے وہ جہل ہے اور قدرۃ
کے مقابل جو عدم ہے وہ عجز ہے اور ان عدموں کیواسطے تمیز ہے
علم حق میں پس ہو گئے ساتھ اس تمیز کے آئینے اسماء
وصفات کے اور انکے انوار کے روشن ہونیکی جگہ ہے
پس حقائق ممکنات وہ ہے عکوس اسماء وصفات کے ہیں
جو منعکس ہوئے ہیں عدموں میں جو انکے مقابل ہیں اور اعدام بمنزلہ
مادہ کے ہیں اور وہ ماہیات اور عکوس اسماء وصفات
بمنزلہ صورت حلول کنندہ کے ہیں مادہ میں تو حقائق
ممکنات شیخ ابن عربی کے نزدیک وہ اسماء وصفات
متمیزہ فی العلم ہے اور شیخ مجدد کے نزدیک
تحقیق وہ عدمات ہیں جن میں منعکس ہوئے
ہیں انوار اسماء وصفات کے اور وہ عدمات اور
وہ انعکاس بیشک تھے بیچ علم کے لیکن
فاعل مختار جل مجدہ نے جب چاہا کہ
کوئی ماہیت ماہیتوں سے پائی جائے خارج
میں اسکو وجود ظلی سے متصف کر دیا پس وہ
ہو جاتی ہے موجود خارج میں وجود ظلی کے
ساتھ اور مختلف ہیں شیخ مجدد کے اقوال بیان
عالم میں کبھی کہا وہ موجود ہے خارج میں ساتھ وجود
ظلی کے اور کبھی کہا وہ موجود ہے وہم میں مگر
اللہ تعالی نے استوار کر دیا ہے اس مرتبہ میں تو وہ

متفقا اقول ان اعلم لفظة حقائق الممكنات
تطلق على معان احدها الوجودات الخاصة
فللانسان حقيقة وللفرس حقيقة وللجمل
حقيقة وتلك الحقائق امور محققة في
الخارج وعلى هذا الحقائق الممكنات ما يتعقله
العاقل في نفسه عند اطلاق هذه الاسماء
لا غير وعلى هذا الاصل يخرج
قولهم حقائق الاشيا ثابتة وثانيها
الامور الثابتة التي ليست بموجودة
في حد ذاتها ولا معدومة فاذا انضمت
بضميمة هي الوجود صارت موجودة و
الا كانت معدومة والحقائق بهذا
المعنى هي التي يسميها المعتزلي بالماهيات الا ان
المعتزلي عقل انها امور ليس بموجودة
ولا معدومة ولزمه القول بثبوتها من
يدري او لا يدري ولم يعقل ارتباطها
بادن الاوائل وثبوتها بالفيض الاقدس
قبل وجودها بالفيض المقدس وكوشف
الصوفي القائل بوحدة الوجود عن تلك
الحقائق الثابتة وارتباط بعضها ببعض
وتقدم بعضها على بعض في المرتبة العقلية
قبل وجود الخارجي فعرف ان الذات المقدسة
تجلت اولا على نفسها بان علمت نفسها
وما هو مقتضا نفسها وكمالها اللائقة بها وامكان
تنوع مظاهرها باطوار شتى وعلمها ذلك هو عين

موہوم استوار ہیں کہتا ہوں کہ لفظ حقایق الممکنات
کا بولا جاتا ہے کئی معنوں پر انمیں سے ایک وجودات خاصہ
پس انسان کیواسطے ایک حقیقت ہے اور گدہے کیواسطے
ایک حقیقت ہے اور یہ حقایق امور محقق ہیں خارج
ہیں اور علی ہذا القیاس پس حقایق ممکنات وہ ہیں
جسے عاقل جانے فی نفسہا اُن ناموں کے بولنیکے وقت
اسکے سوا نہیں۔ اور اس اصل پر خارج ہوا ہے اُن کا
قول کہ حقایق الاشیا ثابتہ اور اسکے دوسرے معنی امور
ثابتہ ایسے ہیں جو فی حد ذاتہا موجود نہیں اور نہ معدوم
ہیں کہ جب ملجائیں ضمیمہ سے کہ وہ موجود ہے تو موجود
ہو جائیں اور نہیں تو معدوم ہوں اور حقایق
اس معنی سے وہی ہیں جنہیں معقولی ماہیات
کہتے ہیں مگر معقولی کی یہ عقل میں آیا کہ وہ امور موجود
ہیں نہ معدوم اور اسکو معدوم لازم ہوگیا قول
ان کے ثبوت کا وہ معلوم کرے یا نہ کرے اور نہیں
سمجھا ارتباط اُنکا اول الاوائل سے اور اُن کا
ثبوت فیض اقدس سے پہلے انکے وجود سے فیض
مقدس سے اور اُس صوفی کو کشف ہوا جو
وحدت الوجود کا قائل ہے وہ حقائق ثابتہ
اور انکا ارتباط بعض کا بعض کیساتھ اور
تقدم بعض کا بعض سے مرتبہ عقلیہ میں وجود
خارجی سے پہلے تو اسے پہچان لیا کہ ذات
مقدسہ نے پہلے تجلی اپنے نفس پر کی کہ علم ہوا اپنے
نفس کا اور ... جو نفس کے مقتضا ہیں انکا اور
جو کمال انکے ساتھ ہیں انکا اور اسکے مظہر ونکی طور

الاقتضاء عند التحقيق وليس المراد بالعلم ارتسام صور الاشياء فى نفسها ثم كان استعدادات المظاهر الكلية الفائضة الظاهرة المقدسة يسمى بالاسماء وما كان استعداد المظاهر الجزئية المنفعلة المتقهرة المطلقة يسمى بعين الممكنات فحقايق الممكنات على هذا الاصطلاح صور معلومة عند الحق الاول والمعنى الثالث يحتاج الى تمهيد مقدمة وهى ان احدى القبيلين منطبقة على الاخرى فكما ان الاسماء الظاهر فى حقايق الممكنات فحقايق الممكنات وحقايق الاسماء عندهم متقابلات لان احدى القبيلين فى غاية القوة والتمام والاخرى فى غاية الضعف والنقصان والضعف هو عدم بعض ما فى القوى من قوة والنقصان هو عدم ما فى التام من التمام مع الاشتراك فى الاصل بوجه من الوجوه فلا جرم ههنا اصل الامر ثابت فى احد الطرفين على الوجه الاتم متمزج فى طرف الاخر بالعدم ثم نقول من اراد التعبير عن التاصل الاسماء وفرعية الممكنات فى هذه المرتبة فله عبارتان كلتاهما صحيحة احدهما ان حقايق الممكنات هى الاسماء والصفات متميزة فى مرتبة العلم والثانية ان حقايق الممكنات هى عكوس الاسماء والصفات المنطبعة فى الاعدام المقابلة لها ولا فرق بين العبارتين الا فرقا

بہت طور پر نہ کیا تھا اور علم اُن ذات مقدس کا عین اقتضا ہے عند التحقیق اور علم سے مراد یہ نہیں کہ ارتسام صور الاشیاء بنفسہا پھر استعداد مظاہر کلیہ فعالہ ظاہرہ مقدسہ کے نام رکھے گئے اسماء اور جو جزء استعداد مظاہر جزئیہ منفعلہ منقہرہ مطلقہ کے اسکا نام ہے اعیان الکنات تو حقایق ممکنات بموجب اس اصطلاح کے یہ ہیں صور معلومہ عند الحق الاول اور تیسرے معنی حقائق الممکنات کے محتاج ہیں ایک مقدمہ کی تمہید کے وہ یہ ہے کہ پہلا فرقہ منطبق دوسرے فرقہ پر ہے تو جیسے کچھ بیچ اسماء کے ہے۔ ظاہر ہوا حقائق الکنات میں تو حقائق ممکنات اور حقایق اسماؤں کی ضدادوں کے متقابلات ہیں۔ ایک فرقہ نہایت قوی اور پورا ہے اور دوسرا نہایت ضعیف اور ناقص ہے اور ضعف کیا ہے وہ عدم بعض ما فی القوی کا ہے قوت کی اور نقصان ما فی التام کا ہے تمام کے باوجود اشتراک فی الاصل کے بوجہ من الوجوہ تو یہاں اصل امر ثابت ہے کہ ایک طرفین دونوں طرف سے علی وجہ الاتم جو متمزج ہے دوسری سے ساتھ عدم کے پھر ہم کہتے ہیں جو چاہے کہ بیان کرے تاصل اسماء اور فرعیت ممکنات کا اس مرتبہ میں تو اُس کے واسطے دو عبارتیں ہیں دونوں صحیح ہیں۔ ایک تو یہ کہ حقایق ممکنات وہی اسماء ہیں اور صفات متمیزہ علم کے مرتبہ میں اور دوسری عبارت یہ ہے کہ حقایق ممکنات عکوس اسماء اور صفات منطبعہ ہیں انکے اعدام کے جو اُن کے مقابل ہیں تو دونوں

ضعيفا لا اعبأ به عند المتفتشين من
حقائق الاشياء على ما هي عليه الرابع
ايضا يحتاج الى مقدمة هي ان
الصوفية يسمون الاولى منهما معشوقا
والثانية عاشقا ولمرتبة العلم الظاهر
في الجميع عشقا وهذا اصطلاح متعارف بينهم
ثم ان المعشوق يتدلى الى عاشقه و
يجذبه اليه فيقال للسالك الذي عم
حاله هذا مجذوبا و مرادا و محبوبا كما
كان في قصة ابراهيم جذبة العناية
اليه المراتب الوجوبية من حيث لا
يدريه فاهتم الذي خطر وقد ذكر من
حال الافلاك ان به الذي فطرة منزه
عن هذه الذمات وقد يتدلى العاشق
الى معشوقه ويسير اليه بالرياضات البدنية
وتجريد وجه الروح فيقال للسالك الذي
غالب له هذا سالكا ومريدا ومحبا وقد
وقد يتدلى العشق والمعشوق ويترقى
العاشق فيجتمعان ويسمون هذا السالك بين
بوارق الطرفين فيقال السالك المجذوب
والمحب المحبوب والمريد المراد ومعنى
هذا الكلام ان لله تجليا في قلب
الشخص الاكبر وان لهذا التجلي
انبساطا وانشراحا في حظيرة القدس
وان له عكوسا وعالي في الملأ الاعلى

له [illegible]

اعتباروں میں کچھ فرق نہیں ہے مگر ضعیف سا جسکی
تفتیش کرنیوالے حاضرین نہیں لاتے جو حقائق اشیا
علیٰ ما ہی علیہ کی تفتیش کرنے میں اور چوتھی معنی کو
ایک مقدمہ کے محتاج ہیں وہ یہ ہے کہ صوفیہ اول کے
کو معشوق کہتے ہیں اور دوسرے کو عاشق اور مرتبہ
ظاہر فی الجمیع کو عشق اور یہ اصطلاح صاحب لمعات
کی ہے۔ پھر معشوق نے تعلق کیا عاشق کیطرف
اور کھینچا اپنی طرف اسکو تو بولتے ہیں ایسے
شخص کو اکثر یہی حال ہے مجذوب اور مراد اور محبوب جیسے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ کشش کی عنایت
نے انکی طرف مراتب وجوبیہ کی ایسی جہت سے کہ معلوم
ہو ہی نہیں پس پیدا کی انکی طرف جیسے پیدا کیا اور بیان کیا
حال افلاک کا کہ وہ منزہ ہیں اور کبھی عاشق ترقی کرتا
اپنے معشوق کیطرف اور سیر کرتا ہے اسکی طرف
بدن اور نفس کی ریاضتوں اور روح کے تجرید
میں جس سالک کا یہ حال اکثر ہو وہ سالک اور مرید
اور محب کہلاتا ہے اور کبھی تعلق رکھتا ہے معشوق
اور ترقی کرتا ہے عاشق تو دونوں بیچ میں بیچ
ہو جاتے ہیں اور ایسے سالک کو جسمیں آتی ہیں دونوں
طرف کی چیزیں تو اسے کہتے ہیں سالک مجذوب
اور محب محبوب اور مرید مراد اور اس کلام کے یہ
معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات ہیں شخص اکبر
کے قلب میں اور تجلیوں کی انشراح اور انبساط حظیرۃ
القدس میں اور اسکے عکس اور چمکنے کی جائے ہے
ملاء اعلیٰ میں تو منطبق ہوتے ہیں اس تجلی پر

فلينطبق على هذا التجلي الاسماء التسعة و
التسعون وان لله تعالى ارادة حينا بعد
حين وعلما متجددا ورضا متجددا حسب هذا
التجلي معما في حيزه هو الذي يسمو بالنفوس
لان النفوس البشرية منجذبة اليه انجذاب
الحديد الى المقناطيس وقد ذكرنا ذلك في صدر
هذه المقالة واليه السلوك وبه الاتصال
الذي يقصده الصوفية وقد يقتضي الاجتباء الغيبية اذ ان
يريد الحق اصطفاء عبد من عباده في علوم النفس
الغيب بما اريد به منه فهو مراد او قد
يقصده بالرياضات البدنية و تجريد
[illegible] الروح [illegible] حتى يظهر الا
تصال الموجود [illegible] في [illegible]
وفيه مريد او قد يحرك ذلك
باجتباء من الحق وسعي من نفسه و
يكون له تارات يتقدم سعيه في بعضها و
تغلبه قسر من الغيب في البعض الاخر ويحس
في حالة واحدة من جهتين فيكون جامعا
لمرتبتين اماما في المشربين فيقول [illegible]
يكون الغالب عليه بعض وجوه هذا التجلي
ويكون مجذوبا من ذلك الوجه فقال
تحقق باسم كذا وكذا او يقال ربه من
بين الاسماء اسم كذا وكذا وبالجملة
قد يفهم العارف اصل استعداده في
الاعيان الثابتة والاسم الذي يتبعه

نوے نام اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے حینا بعد
حینا یعنی ایک وقت بعد ایک وقت کے اور علم ہے
متجدد اور رضا ہے متجدد موافق اس تجلی کے اور یہ
تجلی باوجود اپنے تنکثر کے [illegible] ہے جسکا نام [illegible]
ہے۔ اسواسطے کہ نفوس بشریہ اسکی طرف اسطرح کھنچتی
ہیں جیسے لوہا مقناطیس کیطرف اور ہم ذکر کرچکے ہیں اس
مقالہ کے شروع میں اور اسکی طرف سیر سلوک ہے
اور اسکی اتصال ہے جسکا صوفیہ قصد کرتے ہیں اور کبھی
مقتضی ہوتی ہیں [illegible] غیبیہ [illegible] ارادہ کرتا ہے کسی بندہ کے
برگزیدہ کرنیکا۔ اور [illegible] اسکو جذب [illegible] نفس میں اور
[illegible] اسکو خبر نہیں کہ کیا ارادہ کیا ہے اس سالک کو
مراد کہتے ہیں اور کبھی [illegible] اسکا قصد کرتا ہے ریاضت بدنی اور وہم
روح کے تجرد [illegible] کہ ظاہر ہو وہ اتصال جو [illegible]
ہے اسکی سرشت میں تو اس سالک کو مرید کہتے ہیں اور کبھی وہ
معلوم کرتا ہے اللہ کیطرف سے برگزیدگی اور کوشش کرتا ہے اپنے
نفس سے اور اسکے واسطے کبھی اسکی کوشش تقدم کرتی
ہے بعضے میں اور کبھی اسپر غالب ہوتی ہے کشش غیب سے
بعضے میں اور وہ محسوس کرتا ہے اسکو حالت واحد میں
دونوں جہتوں سے تو وہ دونوں مرتبوں کا جامع ہوتا ہے
اور پیشوا ہوتا ہے دونوں مشربوں کا پس جب غالب ہو اسپر کبھی
بعض وجوہ اس تجلی کی اور مجذوب ہو [illegible] اسی وجہ سے تو کہا
جاتا ہے کہ یہ اس اسم سے متحقق ہوا اور کہا جاتا اللہ کے
اسماء سے وہ اسم ہے جو تربیت کرتا ہے [illegible]
اپنی اصل استعداد اعیان ثابتہ میں اور اس اسم
کو جو اسکے مقابل ہے اسماء میں سے تو نسبت کی

من بين الاسماء فينسب اليه فيقال حقيقته تعين اسم الرحمن واسم الله الى غير ذلك والشيخ المجدد متعرض بهذا القول في كثير من مكاتيبه وبالجملة فالقول بان حقائق الممكنات عكوس الاسماء المنطبعة في الاعدام المقابلة لها غير مخالف لكلام الشيخ ابن العربي واتباعه وكم لهم من تصريح او تلويح بهذا المعنى وقد اومانا الى وجه المسئلة فلا حاجة الى نقل كلامهم للتادي تصريحاتهم وتلويحاتهم والقول بان حقائق الممكنات هي الاسماء بمعنى ان الاسماء المتصلة في الوجود لها ظل في الطرف المقابل يسمى باعيان الممكنات او بمعنى ان المعارف له من السماء وهو حقيقته التي يرجع اليها ليس مخالفا لكلام الشيخ المجدد ولو شئنا لاقمنا براهين كثيرة من كلامه فمحل كلام الشيخ المجدد انه وجد بعضا من مقالات الشيخ ابن العربي واتباعه محمله على ما يخالف وجدانه وتلك فلتة عليه لامر له كشفية والفلتات لا يخلوا منها العلماء ولا يضر علو مقامهم ان يوجد في بعض كلامهم قليلا فلتة ما وقوله تمايز الصفات الثمانية لا يليه الصوفية بل هي عين الذات عندهم بمعنى ان الذات يكفي كفايتها وليس عند المتكلمين دليل يدل على الاول لا نقلي ولا عقلي اما الاول فلان نفي ما في الباب ان هنا حقيقة يعم اطلاق

جاتا ہے اسکی طرف تو کہا جاتا ہے کہ اسکی حقیقت ہیں تعین اسم رحمٰن ہو یا اسم اللہ وغیرہ ہے اور شیخ مجدد کو تعرض ہے اس قول سے اُن کے اکثر مکتوبوں میں الغرض یہ قول کہ حقایق ممکنات عکس ہیں اُن اسماء کے جو منطبع ہیں اُن اعدام میں جو انکے مقابل ہیں یہ قول مخالف نہیں شیخ ابن العربی اور انکے اتباع کے کلام کے اور کتنی ہیں تصریحیں یا اشارے اس معنی میں اور ہم اشارہ کر چکے ہیں وجہ مسئلہ کیطرف یہاں کچھ حاجت نہیں انکے نقل کلام درطول دینا انکی تصریحات اور اشارات کی بیان کرنے اور یہ قول کہ حقایق ممکنات وہی اسماء ہیں ساتھ اس معنی کے ہے کہ اسماء متصلہ فی الوجود کا ظل ہے انکے مقابل کیطرف اسکا نام اعیان ممکنات ہے یا ساتھ اس معنی کے ہے کہ عارف کا تربیت کرنیوالا ہے اسماء میں سے اور وہی اسکی حقیقت ہے جسکی طرف رجوع ہے یہ نہیں مخالف ہے شیخ مجدد کے کلام کے اور جو ہم چاہیں تو بہت دلیلیں ظاہر کردیں انہیں کے کلام سے انکی کلام پر پس شیخ مجدد کے کلام کا محل یہ ہے کہ شیخ مجدد نے شیخ ابن العربی اور انکے اتباع کے بعض مقالات کو پایا اپنے وجدان کے مخالف اور یہ ایک فلتہ غلطی ہے کہ عارض ہوا کشفیہ اور ایسی فلتوں سے علماء خالی نہیں اور انکی بلندی مقام کو کچھ بھی ضرر دہ نہیں جو انکے کلام میں کوئی بہت کم فلتہ پایا جاوے اور انکا قول ہے کہ تمایز صفات ثمانیہ نہیں تسلیم کرتے صوفیہ بلکہ انکے نزدیک عین ذات ہے وہ صفات ساتھ اس معنی کے ہے کہ ذات انکی کفایت کو کافی ہے اور متکلمین کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں نہ نقلی نہ عقلی اول تو یوں کہ نہایت ما فی الباب یہ ہے کہ وہاں ایسی حقیقت ہے کہ صحیح ہے اطلاق سمیع علیم

[illegible]

السميع والعليم ونحوهما عندنا دلالة لها على صفات متمائزة فكلا ومن انصف من نفسه عقل ان الناس اذا استعملوا افعال الصفات واسماءها لا يلتفتون الى تمائز الصفات و كونها زائدة على الذات اصلا لكنهم يلتفتون الى صدور الآثار لا غير فان من رأى شيئا يتحرك ويمشي ويحس يسميه حيا بسبب هذه الآثار ولا يلتفت على ان الحيوة صفة زائدة او هو ذاتي الحيوان الى غير ذلك من التدقيقات الفلسفية واما الثاني فلان العقل ما يشهد الا بكونه بحيث يصدر منه هذه الآثار واما ان ذلك منحصر في زيادة الصفات فكلا بل من انصف من نفسه عقل ان كون الصفات بمنزلة الاعراض في محلها القائمة بموصوفاتها هو عظم التشبيه فان قال قائل هذا مذهب اهل السنة فيجب قبوله قلنا اهل السنة عندنا اهل القرون المشهود لها بالخير وما روى عن احد منهم انه تكلم في الصفات هل هي زائدة او لا وعلى تقدير زيادتها هل هي امور انتزاعية او خارجية واما هذه الفرقة من المتاخرين التي تدعي لنفسها انها اهل السنة فعلى تقدير ان لا يكون قولهم هذا بدعة في الدين واختراعا لم يقله احد من السلف

وغیرہ کا عرفاً ولغتاً مگر یہ کہ وہاں صفات متمایزہ ہیں تو ہرگز نہیں اور جو انصاف کرے اپنی دلیل تو جان لے کہ لوگ افعال صفات و اسماء کو مستعمل کرتے ہیں تو وہ تمایز صفات کیطرف نہیں التفات کرتے اور نہ صفات کے زائد ہونے کی ذات سے ہرگز لیکن لوگ التفات کرتے ہیں صدور آثار کیطرف اور اسکو سوا نہیں کیونکہ جب کوئی دیکھے کسی شی کو کہ حرکت کرتی ہے اور چلتی ہے۔ اور حس کرتی ہے تو اسے کہتا ہے زندہ بسبب ان آثار کے اور نہیں التفات کرتا کہ زندگی صفت زائد ہے ذات سے یا وہ ذاتی ہے واسطے حیوان کے اسطرف اسکو سوا جو تدقیقات فلسفیہ ہیں انکی طرف التفات نہیں کرتے اور دوسرے یوں ہے کہ بیشک عقل گواہی نہیں دیتی مگر اسکے ہونے کی ایسی حیثیت کی کہ یہ آثار اس سے صادر ہوتے ہیں اور یہ کہ یہ منحصر ہیں صفات کے زائد ہونے میں تو ہرگز نہیں بلکہ جو منصف ہو جان لے اپنی دلیل کہ ہونا صفات کا مثل اعراض کے ہے اپنے محل میں جو قائم ہیں موصوفات کے وہ بڑی تشبیہ ہے اور جو کوئی یوں کہے کہ یہ مذہب اہل سنت ہے اسکا قبول کرنا واجب ہے تو ہم کہتے ہیں اہل سنت نزدیک وہ اہل قرون مشہود لہا بالخیر ہیں اور ان میں سے کسی نے نہیں روایت کیا کہ صفات زائدہ ہیں یا نہیں اور بر تقدیر صفات کی زائد ہونیکے کیا وہ امور انتزاعیہ ہیں یا خارجیہ ہیں اور یہ فرقہ متاخرین جو دعوی اہلسنت ہونیکا کرتے ہیں برتقدیر نہ ہونے انکے اس قول کے بدعت فی الدین ہے اور اختراع ہے اسکا جسکو کسی سلف نے کہا فہم رجال ہم رجال یعنی یہ بھی آدمی وہ بھی

فمن رجال هم رجال كذلك اختلاف اقواله
في ان العالم موجود خارجي بوجود ظلي او موهوم
متيقن اختلاف قليل الجدوى اذ المقصود
ان الوجودات الخارجية متحققة بحيث ينبعث
منه آثارها سواء سمي هذا التحقق وجودا
خارجيا او وجودا وهميا متيقنا وان سألتني
عن الحق الصراح قلت ان الذات الالهية من حيث
هي هي اجل من ان تكون في الخارج او في الاعيان
ان الخارج اسم للنفس الرحماني وفي الاعيان كناية عن
نعم الحق تجلى عليه هو في الخارج ويوصف الحق
بانه في الخارج او في العماء بشرط هذا التجلي
وان سألتني عن هذه الاقوال كلها ما انكرت
عليها الا من جهة التعبير او من جهة ذكر
شي في غير محله والافلم يشير صاحب كشف
الى ما ليس له حقيقة اصلا فالقول بالصفات
الثمانية له وجه وجيه وهو ان آثار النفس
الرحماني الممتثل فيه الذكر والتجلي الاعظم
يسمى عند الاشاعرة بالصفات ولذلك قالوا
بصدورها بالايجاب وقدمها زمانا غاية
انهم سموا شيئا واحدا باسماء شتى باختلاف
الجهات والاعتبارات وكم من اختلاف في
الجهات يلتوي في صدد الناس حتى يظنونه
من باب اختلاف الحقائق كالبياض والابيض
هما واحد في الحقيقة الا ان البياض
اسم له من حيث انه ماخوذ بشرط لا وان

وہ بھی آدمی ہیں اور اسیطرح انکا اختلاف اقوال میں شیخ
مجدد کے کہ عالم موجود خارجی ہے وجود ظلی سے یا موہوم
متیقن ہے اختلاف قلیل النفع ہے کیونکہ مقصود یہ ہے کہ وجودات
خارجیہ متحقق ہیں اس حیثیت سے کہ صادر ہوں انسے آثار انکے
برابر ہے کہ نام رکھا جائے۔ اس تحقق کا وجود خارجی یا وجود وہمی
استوار اور جو تم مجھ سے پوچھو صریح حق تو میں کہتا ہوں،
ذات الٰہیہ میں حیثیت ہی ہی اس سے بہت بزرگ و برتر
ہے کہ خارج میں ہو یا اعیان میں ہو اسلیئے کہ خارج
نام ہے نفس رحمانی کا۔ اور اعیان میں کنایہ ہے اس سے
کہ ان پر حق کی ایک تجلی عظیم ہے وہ خارج میں ہے اور وصف
کیا جاتا ہے اس حیثیت سے کہ حق خارج میں ہے یا عما میں ہے بشرط
اس تجلی کے اور جو تم مجھ سے پوچھو ان کل اقوال سے تو
مجھے انکار نہیں انکا مگر بہت عبارت سے یا اس جہت سے کہ ذکر
شی کا اسکے محل میں نہیں اور نہیں تو جو صاحب کشف اشارہ
کرے اس چیز کیطرف جسکی کچھ حقیقت ہی نہیں تو قول،
صفات ثمانیہ کیواسطے ایک اچھی وجہ ہے وہ یہ ہے کہ اول
نفس رحمانی جس میں متمثل ہے ذکر اور تجلی اعظم اسکا نام اشاعرہ
کی نزدیک صفات ہے اور اسیواسطے انہوں نے اسکا
صدور واجب کہا ہے اور قدیم کہا ہے زمانہ کی رو سے
سوا اسکے نہیں کہ انہوں نے ایک شے کے بہت نام
رکھدیئے بسبب اختلاف جہتوں اور اعتبارات کے اور کتنے
ہی اختلاف جہات کے ملتوی ہوتے ہیں لوگوں کے سینہ
میں یہانتک کہ وہ گمان کرتے ہیں اس اختلاف کو
حقائق کا اختلاف جیسے بیاض اور ابیض کہ حقیقت
ایک ہیں مگر بیاض ہی کہ بیاض ایک اسم ہے اسکا اس حیثیت

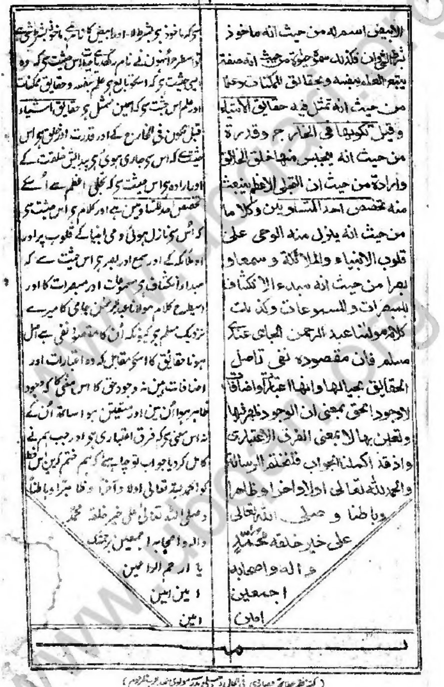

الابيض اسم له من حيث انه ماخوذ
بشرط الشيء وان فكذلك سموه حيوة من حيث انه صفة
يتبع العلم بنفسه وبحقائق الممكنات وعلما
من حيث انه تمثل فيه حقائق الاشياء
قبل تكونها في الخارج وقدرة
من حيث انه ينبجس منها خلق الخلائق
وارادة من حيث ان التجلي الاعظم ينبعث
منه تخصص احد المتساويين وكلاما
من حيث انه ينزل منه الوحي على
قلوب الانبياء والملائكة وسمعا و
بصرا من حيث انه مبدء الانكشاف
للمبصرات والمسموعات وكذلك
كلام مولنا عبد الرحمن الجامي عندي
مسلم فان مقصوده نفي تاصل
الحقائق بحيالها وانها اعتبارات واضافات
لا وجود الحق بمعنى ان الوجود ظهر فيها
وتعين بها لا بمعنى الفرق الاعتباري
واذ قد اكملنا الجواب فلنختم الرسالة
والحمد لله تعالى اولا واخرا وظاهرا
وباطنا وصلى الله تعالى
على خير خلقه محمد
وآله واصحابه
اجمعين
امين

ہے کہ ماخوذ ہے بشرط لا۔ اور ابیض کا نام ہے ماخوذ بشرط شیٔ
تو اسطرح انہوں نے نام رکھدیا حیات اس حیثیت سے کہ وہ
ایسی حیثیت ہے کہ اسکو تابع ہے علم بنفسہ وحقایق ممکنات
اور علم اس حیثیت سے کہ اسمین متمثل ہے حقایق اشیاء
قبل تکون فی الخارج کے اور قدرت اور خلق ہے اس
حیثیت سے کہ اس سے جاری ہوئی ہے پیدائش خلقت کے
اور ارادہ ہے اس حیثیت سے کہ تجلی اعظم سے اُسکے
تخصص احد المتساویین ہے اور کلام ہے اس حیثیت سے
کہ اُس سے نازل ہوئی وحی انبیا کے قلوب پر اور
ملائکہ کے اور سمع اور بصر ہے اس حیثیت سے کہ
مبدا انکشاف ہے مسموعات اور مبصرات کا اور
اسیطرح کلام مولانا عبد الرحمن جامی کا میرے
نزدیک مسلم ہے کیونکہ اُن کا مقصود نفی بے اصل
ہونا حقایق کا اسکے مقابل کہ وہ اعتبارات اور
اضافات ہیں نہ وجود حق کا اس معنی کا کہ وجود
ظاہر ہوا اُن میں اور متعین ہوا ساتھ اُن کے
نہ اس معنی سے کہ فرق اعتباری ہے اور جب ہم نے
کامل کر دیا جواب تو چاہیے کہ ہم ختم کریں اس خط
کو الحمد للہ تعالی اولا و آخرا ظاہرا و باطنا
وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد
والہ واصحابہ اجمعین برحمتک
یا ارحم الراحمین
امین امین
امین

(کتب خانہ [illegible])

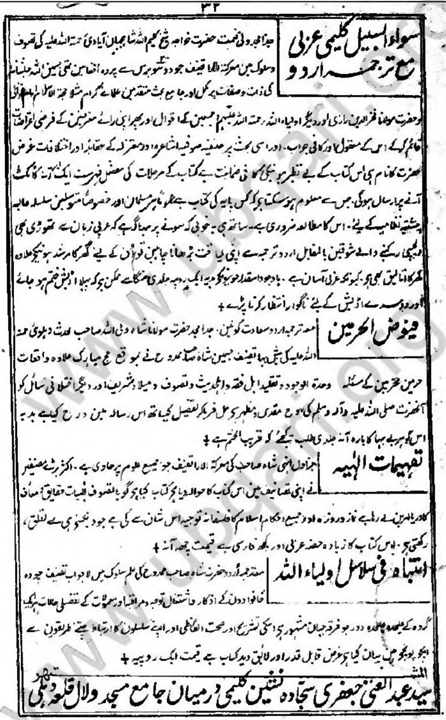

سواء السبیل کلیمی عربی مع ترجمہ اردو

جدامجد و ولی نعمت حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف وسلوک میں معرکۃ الآرا تصنیف جو دو سو برس سے پردہ اخفا میں تھی جس میں اللہ جل شانہ کی ذات وصفات پر مکمل اور جامع بحث متقدمین علمائے کرام مثلاً حجۃ الاسلام امام غزالی وحضرت مولانا فخر الدین رازی اور دیگر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اقوال اور پھر اپنی رائے معترضین کے فرضی اعتراضات قائم کرکے ان کے معقول اور کافی جواب۔ اور اسی بحث پر حنفیہ صوفیہ اشاعرہ و معتزلہ کے عقائد اور اختلافات غرض حضرت کا نام ہی اس کتاب کے بے نظیر ہونے کی کافی ضمانت ہے کتاب کے مرحلات کی مفصل فہرست ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر ارسال ہوگی۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس پایہ کی کتاب ہے عموماً ہر مسلمان اور خصوصاً متوسلین سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے لئے۔ اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ ساتھ ہی یہ خوبی کہ سونے پر سہاگہ ہے کہ عربی زبان سے تھوڑی بھی دلچسپی رکھنے والے شوقین بالمقابل اردو ترجمہ سے اپنی لیاقت بڑھانا چاہیں تو ان کے لیے گھر کا مرشد ہونے کے علاوہ گھر کا اتالیق بھی ہے۔ کیونکہ عربی آسان ہے۔ باوجود اسقدر خوبیوں کے ہدیہ ایک روپیہ جلدی منگائیے ممکن ہے کہ پہلا اڈیشن ختم ہو جائے اور دوسرے اڈیشن کے لئے ناگوار انتظار کرنا پڑے +

فیوض الحرمین

مع ترجمہ اردو سعادت کونین۔ جدامجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیش بہا تصنیف جس میں شاہ صاحب ممدوح نے بموقع حج مبارک علاوہ واقعات حرمین محترمین کے مسئلہ وحدۃ الوجود و تقلید اہل فقہ و اہلحدیث و تصوف و میلاد شریف اور دیگر اختلافی مسائل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس و مطہر سے حل فرماکر تفصیل کیا تھا اس رسالہ میں درج کیا ہے ہدیہ اس گوہر بے بہا کا بارہ آنہ جلدی طلب کیجئے کہ قریب الختم ہے +

تفہیمات الٰہیہ

جزاول انہی شاہ صاحب کی معرکۃ الآرا تصنیف جو جمیع علوم پر حاوی ہے۔ اکثر بڑے مصنفین نے اپنی تصانیف میں اس کتاب کا حوالہ دیا ہے کتاب کیا ہے گویا تصوف الٰہیات حقائق و معارف کا دریا لہریں لے رہا ہے نماز روزہ اور جمیع احکام اسلام کی فلسفیانہ توجیہ اس شان سے کی ہے جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کتاب کا زیادہ حصہ عربی اور کچھ فارسی ہے قیمت چھ آنہ +

الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

مع ترجمہ اردو حضرت شاہ صاحب ممدوح کی علم سلوک میں لاجواب تصنیف چودہ خانوادوں کے اذکار و اشغال توجہ و مراقبات و معمولات کے تفصیلی حالات ہر ایک گروہ کے علیحدہ علیحدہ درج ہیں جو فرقہ جہاں مشہور ہے اس کی تشریح اور صحت الفاظ اور اپنے سلسلوں کا ارتباط جیسے طریقوں سے ان کو بخوبی بیان کیا ہے غرض قابل قدر اور لائق دید کتاب ہے قیمت ایک روپیہ +

المشتہر

سید عبد الغنی جعفری سجادہ نشین کلیمی درمیان جامع مسجد ولال قلعہ دہلی